ہو رہے تھے یعنی وغیرہا کی عمر بہر عبادت کی اور کسی نے اصنام و اوثان اور آفتاب دیگر
کواکب آسمانی کی پرستش و طاعت کری چنانچہ معائنہ تواریخ مصر و یونان سے یہہ
بیان بخوبی اعیان ہوتا ہے اور اقل قلیل نے جو اس آفت سے بھی نجات پائی شاہراہ
تنزیہہ و تقدیس مطلقا اونکے ہاتھہ نہ آئی دیکھو تابعی فلاسفہ نے خدا کو قادر مختار
بھی سمجھا نا صدور عالم کو اوس سے بالایجاب بالاضطرار مانتا ہے ایجاد محدثات مین مجردات
عقلیہ کو روابط و وسائط اور تکوین افعال عجیبہ آثار غریبہ مین طبایع نوعیہ فرایع
و روابط گردانا ہے اور ایسے ہی اوسکے علم کی بابت اون مین بہت بڑا نزاع و
تہالف ہے بعض کا یہہ اعتقاد ہے کہ کلیات و جزئیات مخلوقات اور ایسے ہی اوسکی
ذات و صفات بتا مہا اوسکو مجہول ہین ایک طائفہ اون مین سے علم مجردات و
مادیات کا مثبت اور ثانی کا منکر ہے فرقہ ثانیہ اول کا نافی اور دوسرے کا
جازم و مقر ہے بعضون نے کہا کہ غیر متناہی ہے وہ تعالی شانہ نا واقف ہے
جمہور نے اسپر اعتقاد کیا کہ احوال جزئیات مادیہ و اشخاص متغیرہ سے غافل ہے
اور بعد اثبات علم تشریح کیفیت مین جو اون سے اقوال سخیفہ صادر ہوئے وہ بہی جید و انہا
ہین اوسکا پڑہنا بہی باعث بے اختیار ضحکہ و ہنسی کا ہے اذ لا یتفوہ بہا من لہ ادنی مسکۃ
فضلا عمن یکون معلم حکمۃ منشا اسکا یہی ہوا کہ اونہون نے راہ راست حضرات انبیا علیہم الصلوات
قبول نکیا ہر باب مین اپنی عقل ناقص کو ہادی کامل سمجھہ لیا وصف قدم مین افلاک تسعہ اور
اون کے نفوس کو خدا کا سہیم و شریک کہا اور جملہ کواکب و عقول عشرہ کو ازلی و ابدی

ہونے مین اوسکا نظیر و شبیہ بتلایا اسکے سوا بہت کچھہ اون کے خرافات متعلق الہیات
کتب کلامیہ اسلامیہ مین بہ تشریح حل شبہات اور رد و قدح کے ساتہہ مبسوط ہین ہمنے بخوف
اطناب اوسکے تفصیل سے اعراض کیا غرضکہ مسلمانون کے چہوتے بچون کی زبان پر جس نسبت
کے ساتہہ توحید و تقدیس جناب باری ہے عشر عشیر بہی اوسکا اساطین حکمای یونان
و اراکین فلاسفہ زمان کبہی تقریر نکر سکے تہے اور عہد عتیق کی روسے اگرچہ توحید الہی
ثابت ہے بلکہ اوسکے بعض مواقع سے اسکی بابت نہایت اہتمام و تاکید مستنبط الا بیان تقدیس
ذاتی و تنزیہ صفاتی مین وہ بہت ہی قاصر ہے بہت سے ایسے امور کہ بہ نسبت حضرت واجب
الوجود سراسر عیب و قصور ہین اوسمین مسطور ہین بطور نمونہ اوس سے اندکی از بسیار و مشتی
از خروار مین اسمقام پر شواہد موید دعوی نقل کرتا ہون ازانجملہ کتاب پیدایش کا باب اول
درس ۲۶ تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناوین اور باب پنجم کا
درس اول جسدن خدا نے آدم کو پیدا کیا خدا کی صورت پر اوسے بنایا اور باب نہم کا
درس ششم جو کوئی آدمی کا لہو بہاوے آدمی سے اوسکا لہو بہایا جائیگا کیونکہ خدا نے
انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہے مفاد ظاہری ان درسون کا صاف صاف یہی ہے کہ
کہ وہ خالق جہان شکل و شباہت مین بلا تفاوت انسان کی مانند ہے حالانکہ یہہ
بہت بڑا نقص ہے بہلا واجب کو حادث و ممکن سے کب شباہت ہے اور مخلوق کو خالق سے
کیا مناسبت نہ ذاتا دونون مین مشارکت ہے اور نہ وصفا مماثلت بلکہ دونون کے
درمیان بکل الوجوہ تباین و مغایرت اور باہمدگر تغایر محض و قطعی مباینت ہے ازانجملہ

ورس ۲۲ باب سوم اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے
ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتہہ بڑہاوے اور حیات کے درخت سے بہی
کچھ لیوے اور کہاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اس سے کئی باتیں ظاہر و مستفاد ہین اوّل
یہہ کہ آدم کو درخت معرفت کے پہل کہانے سے حصول ادراک مثل علم خدای پاک ہو گیا
دوسرے پروردگار عالم کو بسبب اسکے فکر محافظت و احتیاط درخت حیات کے از حد
ہو جانا حتی اکہ نگہبانی کیواسطے کروبیون کو چمکتی تلوار کے ساتہہ چارون طرف پہیرنے پر
مامور کیا جیسا کہ ورس ۲۴ سے واضح ہے تیسرے عجز و مجبوری خدا آدم کے ہلاک و فنا
کرنیسے درصورت کہا لینے کی درخت حیات سے مترشح ہے چوتھے ظاہر عبارت آغاز
ورس برخلاف مطلب توحید تحقیق امثال یزدمتعال م تعدد آلہہ پر بہی دال ہے ازانجملہ
ورس ۵ و ۶ باب ششم اور خداوند نے دیکہا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑہ گئی اور
اوسکے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بدہی ہوتے ہین تب خداوند زمین پر
انسان کے پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا اور ورس ۶ باب ۵ کتاب یرمیاہ
تونے مجہے ترک کیا ہی خداوند کہتا ہے تو پیچہے پہر گئی اسلئے مین تجہپر اپنا ہاتہہ بڑہاؤنگا
اور تجہے برباد کرونگا پچتلاتے پچتاتے مین تہک گیا اسکے سوا اور بہت مقامون
سے بہی مخلوق کے مثل خدا کا غمگین و شرمندہ ہونا اور اپنے کئے پر خود ہی بیحد دلگیر
و آزردہ رہنا اور کثرت ندامت و تکرار خجالت کے سبب تہک جانا ثابت ہے بدینوجہ
اوسکے علم و حکمت اور قوت و قدرت پر الزام صریح عائد ہوتا ہے اور اسیطرح سے بہی

ورس ٢ و ٣ باب ٢ م پیدایش اور خدا نے ساتوین دن اپنے کام کو جو کرتا تہا پورا کرکے
ساتوین دن اپنے سارے کام سے جو کرتا تہا آرام کیا اور خدا نے ساتوین دن کو
مبارک کیا اور اوسے مقدس تہرایا اسلئے کہ اوسنے اوسی دن اپنے سب کاموں سے جو اوسنے پیدا
کیا اور بنایا تہا آرام پایا انتہے زمین و آسمان اور نباتات و جمادات و سائر مخلوقات کے
خلق و ایجاد سے خدا کے تہک جلنے پر شیر و مشعر ہے از انجملہ کتاب خروج سے ورس ١٠ باب ١٦ اور ایسا
ہوا کہ جب ہارون بنی اسرائیل کی ساری جماعت کو کہہ رہا تہا تو اونہون نے بیابان کی طرف
نظر کی اور کیا دیکہتے ہین کہ خداوند کا جلال بدلی مین ظاہر ہوا اور ورس ٢١ باب ٢٠
تب وے لوگ دور ہی کہڑے رہے اور موسی کالی بدلی کے جسمین خدا تہا نزدیک گیا اور
ورس ٤٥ باب ٢٩ اور مین بنی اسرائیل کے درمیان سکونت کرونگا اور مین اونکا
خدا ہونگا اور ورس ١١ باب ٢٦ کتاب احبار مین اپنا مسکن تم مین قائم کرونگا اور
ورس ٢٥ باب ١١ کتاب گنتی تب خداوند بدلی مین ہوکے اوترا اور اوس سے بولا اور
ورس ٥ باب ١٢ تب خداوند بدلی کے ستون مین ہوکے اوترا اور خیمہ کے دروازہ پر
کہڑا رہا اور ہارون اور مریم کو بلایا اور ورس ١٤ باب ١٤ تو نے اے خداوند اپنے تئین
روبرو دکہلایا ہے اور تیری بدلی اونپر رہتی ہے اور تو دن کو بدلی کے ستون مین اور
رات کو آگ کے ستون مین اون کے آگے آگے چلتا ہے اور ورس ٤ باب ٧ کتاب دوم
سموئیل اور اوسی رات ایسا ہوا کہ خداوند کا کلام ناتن نبی کو پہونچا اور اوس نے کہا کہ جا
اور میرے بندے داود سے کہہ خداوند یون فرماتا ہے کہ کیا تو میرے لئے ایک گہر

[illegible]

جسمین مین رہکر بنایا جاتا ہے سو مین جب سے کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا آج کے دن
تک کسی گھر مین نہین رہا بلکہ خیمہ مین یا مسکن مین پہرتا رہا ہون اور ورس ۷ باب ۲۲ اپنی
مصیبت کے وقت مینے خداوند کو پکارا اور اپنے خدا کے آگے چلایا اوسنے اپنی ہیکل مین سے
میری آواز سنی اور میرا نالہ اوسکے کانون تک پہونچا تب زمین لرزی اور کانپی
آسمان کی بنیادین ہل گئین اور لرزین اسلئے کہ وہ غصہ ہوا اوسکے نتہنون سے ایک دہوان
اوٹہہ رہا اور اوسکے منہہ سے آگ نکل کے کہاتی گئی کہ جس سے کوئلے دہک گئے اوسنے
آسمان کو جہکایا اور وہ نیچے اوترا اور اندہیرا اوسکے پانون تلے تہا وہ ایک کروبی
پر سوار ہوکے اوڑا اور ہوا کے پرون پر نمود ہوا اور اوسنے اپنے گرداگرد تاریکی
کی قناتین کہڑی کین کالے پانیون اور بادلونکے ساتہہ اور ورس ۹ باب ۲۴ کتاب خروج
تب موسی اور ہارون اور ندب اور ابیہوا اور ستر بزرگ اسرائیلی اوپر گئے اور اونہون نے
اسرائیل کے خدا کو دیکہا اور اوسکے پانون کے تلے جیسے نیلم کے پتہر کی گچکاری اور اوسکی
شفافی جرم آسمان کی مانند تہی اور بنی اسرائیل کے امیرون پر اوس نے اپنا ہاتہہ نرکہا
اونہون نے خدا کو دیکہا اور کہایا اور پیا اور باب ۲۲ کتاب اول سلاطین 19 پہر اوسنے
کہا یعنی حضرت میکایاہ نبی کہ اسلئے تم خداوند کے سخن کو سنو مینے خداوند کو اوسکی کرسی پر
بیٹہے دیکہا اور آسمانی سارا لشکر آس پاس اوسکے دہنے ہاتہہ اور بائین ہاتہہ کہڑا تہا اور باب ۷ کتاب
دانیال مین ہی مین 9 یہانتک دیکہتا رہا کہ کرسیان رکہی گئین اور قدیم الایام بیٹہہ گیا اوسکا
لباس برف سا سفید تہا اور اوسکے سر کا بال صاف ستہری اون کی مانند اور

ورس ۳ زبور ۱۰۴ اوہ اپنے بالاخانون کو پانیون مین بناتا ہے اور بدلیون کو اپنی
رتھہ ٹھہراتا ہے اور ہوا کے بازوُن پر وہ سیر کرتا ہے عبارات مذکورہ وغیر ذلک مما لا تحصے
کے معائنہ سے خدا کا مجسم و ذی روح ہونا اور اوسکے واسطے سیر و تفریح و سکون و حرکت
اور قیام و قعود اور نزول و صعود اور تمکن و تحیز و سائر لوازم جسمیت کا ثبوت جنبز باعث
قوای حیوانیہ و طبایع ہیولانیہ ہوتے ہین کالشمس فی رابعۃ النہار واضح و روشن ہے چنانچہ
اسی بنا پر آج تک عند الیہود خدا کا مجسم و محدود ہونا مزعوم و متیقن ہے ازانجملہ ورس ۵
باب ۱۱ کتاب پیدائش اور خداوند اوس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بنائے تہے
دیکھنے اوترا اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ایک ہین اور اون سب کی ایک ہی بولی
ہے اب وہ یہہ کرنے لگے سو وے جس کام کا ارادہ رکہینگے اوسے نہ رُوک سکینگے
آؤ ہم اوترین اور اون کی بولی مین اختلاف ڈالین تاکہ وے ایک دوسرے کی بات
نہ سمجہین تب خداوند نے اون کو وہان سے تمام روے زمین پر پراگندہ کیا سو وے
اوس شہر کے بنانے سے باز رہے اسکے بموجب بول چال مین آدمیون کے ایجاد و موافقت
اور اعمال و افعال مین اون کی باہمی معاونت و مشارکت سے خدای پاک کا مطمئن
نرہنا بلکہ بجید متفکر و اندیشہ ناک ہونا اور مخلوق کی ہمت و ارادہ سے ایسا خوف
کہانا کہ بذات خاص واسطے تفریق جماعت و اختلاف محاورہ کے عرش برین سے
روی خاک پر تشریف لانا ظاہر و ثابت ہے حالانکہ یہہ امر اوسکی شاہنشاہی کی صریح
خلاف ہے اور اقتدار نامتناہی کے لئے مبائن و مناقض صاف صاف ازانجملہ

ازانجملہ

ازانجملہ

ورس ۲۴ باب ۳۲ کتاب پیدایش اور یعقوب اکیلا رہگیا اور وہان پوپھٹنے تک ایک
شخص اوس سے کشتی لڑا کیا جب اوسنے دیکھا کہ وہ اوسپر غالب نہوا تو اوسکی ران کو
بھیتر وار سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نس اوسکے ساتھہ کشتی کرنے مین چڑھ گئی
تب وہ بولا کہ مجھے جانے دے کہ پوپھٹتی ہے وہ بولا کہ مین تجھے جانے ندونگا مگر
جبتک کہ تو مجھے برکت دیوے اور یہہ کشتی لڑنیوالا شخص خدا تھا چنانچہ آخر باب
اسپر شاہد ہے اور اسیواسطے آخر فصل سوم باب اول مفتاح الاسرار مین پادری
فنڈر صاحب یہہ کہتے ہین جو انسان کی صورت مین یعقوب پر ظاہر ہوا اور اوسنے برکت
دیکے اسرائیل نام رکھا مسیح تھا اسمقام پر عجز و کمزوری اور ضعف و ناتوانی اور غایت
تہذیب و متانت اور شایستگی و فطانت خدا تعالی قابل لحاظ ہے کہ خدا ہوکر ایک
مخلوق ناچیز آدم زاد سے کشتی لڑنیکو آیا اور اوسپر طرہ یہہ کہ ایک عرصہ تک لپٹا رہا
اور ہر چند جانفشانی کی مگر کسیطرح حضرت یعقوب پر غالب آیا بالآخر فریب و دغا
سے اون کی ران کی نس تلدی جسپر بھی غلبہ یعقوب ہی کو رہا اور اوسکو ایسا
سخت پکڑا کہ وہ آپ کو اونکے پنجہ سے چھوڑا نسکا آخر الامر خدا نے اولٹی منت
وسماجت کی اور بدقت تمام جھوٹی سچی برکت دیکے اون سے اپنی جان بچائی گیا
ایسی ہی خدا کی خدائی ہے عیاذاً باللہ اور یہی اوسکی قدرت و توانائی ہے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ ازانجملہ ورس ۵ باب ۲۰ خروج مین ہے مین خداوند تیرا
خدا غیور خدا ہون اور باپ دادون کی بدکاریان اون کی اولاد پر جو مجھہ سے

عداوت رکہتے ہین تیسری اور چوتہی پشت تک پہونچاتا ہون اور ورس ۷ باب ۳۴
لیکن وہ ہرحال معاف نکریگا باپون کا گناہ کا انکے فرزندون سے اور فرزندونکے
فرزندون سے تیسری اور چوتہی پشت تک بدلا لیگا اور ورس ۱۸ باب ۳۲
یرمیاہ باپ دادون کی بدکاریون کا بدلا انکے بعد انکے فرزندون کی گودمین
رکہدیتا ہے زبردست اور قادر خدا رب الافواج اسکا نام ہے اور ورس ۷ باب ۵
نوحہ یرمیاہ ہمارے باپ دادون نے گناہ کیا اور وے نہین ہین اور ہم ان کی
بدکاریونکی سزا کا بوجہ اوٹہاتے ہین کیا خوب انصاف و داد خدای پاک ہے کہ مرتکب
جرم کوئی ہوا اور بجاے اوسکے ناحق دوسرا شخص معذب سزایاب ہونا فرمانبردار باغی
ہون باپ دادے اور مبتلای قہر ہون ہمارے فرزند و فرزندزادے مقتضاے
عدل یہی ہے کہ حسب الحکم سزا سے جرم تو بالضرور ہوا وسمین تبدیل و تغیر کسطرح روا
نہین گو سزایاب شخص بیگناہ ہی کیون ہنوا ازانجملہ باب ۱۸ کتاب پیدایش مین ہے ۲۰
پہر خداوند نے کہا اسلئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور اون کا جرم نہایت
سنگین ہوگیا ہے مین اب اوترکے دیکہونگا کہ اونہون نے سراسر اوس چلانے کی مطابق
جو مجہہ تک پہونچا کیا ہے یا نہین اور اگر نہین تو مین دریافت کرونگا انتہی بلحاظ علت
نزول و تکلیف جناب باری کہ بنص توریت تحقیق و تفتیش امر مسموع ہی وسعت ادراک
خدای پاک اور اوسکی صفت احاطہ علمی و شہود الی پر نقص صریح عاید ہے اور خدشہ
لاجواب وارد اور باب ۲۷ کے بموجب کہ حضرت اسحاق نے برکت دینے اور دعا کرنیکا

وعدہ اپنے بڑے بیٹے عیص سے کیا تہا اوسپر یعقوب نے فریب سے آپکو عیص ظاہر کیا اور
باپ سے واسطے دعا کے استدعا کی حضرت اسحاق نے جب حسب وعدہ دعا خیر کی ساری
برکت یعقوب کو مل گئی اور عیص محروم محض رہگئے بنظر ضعف بصارت و مقتضائے سن حضرت
اسحاق کا اوسوقت دہوکہ کہانا اور حقیقت حال کو نہ پہونچنا امر غریب نہین تعجب تو اس سے
ہے کہ خدا نے بہی حضرت اسحاق کے مدعا دلی منشاے قلبی کو نسمجہا یعقوب کا فریب
و مکر عند اللہ بہی چل گیا یہہ امر بہی اوسکے عالم الغیبی کے بالکل مضاد و منافی ہے
از انجملہ یہہ کہ خدا کیواسطے بڑی کریہہ و قبیح استعاری اور بری بری تشبیہین مذکور
ہین جو صریح مخالف وجوب وجود اور منجملہ لوازم امکان و حدوث ہین مثلاً ورس ۲۳
زبور ۳۵ اے میرے خدا اے میرے رب اٹھہ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے
فیصلے کے لئے جاگ اور ورس ۲۳ زبور ۴۴ بیدار ہو کیون سو رہتا ہے تو اے خداوند
جاگ اور ورس ۶۵ زبور ۷۸ تب خداوند اوس شخص کیطرح جو نیند سے چونکے اور
اوس پہلوان کی مانند جو مے کے نشہ مین ہوا تہا جاگا اور ورس ۱۲ باب اول کتاب
یرمیاہ خداوند نے مجہے فرمایا کہ تو نے خوب دیکہا کیونکہ مین اپنے کلام کو پورا کرنیکے
لئے سویرے بیدار ہونگا اور ماورا اسکے بیبل مین اوس مقدس خدا کی نسبت کثرت سے
استعارات و تشبیہات ایسے شنیع و قبیح ہین جنکا بول چال مین لانا کسی مہذب آدمی کی
بابت بہی برا جرم و قصور متصور ہوتا ہے حتی کہ اوسکی وجہہ سے قائل کی بے تہذیبی
و بد تمیزی پر استدلال صحیح ٹہرتا ہے مثلاً باب ۴۲ کتاب یسعیاہ مین منجملہ کلام الہٰی

یہہ جملہ ہے ۴ۂ مین بہت مدّت سے چپ رہا مین خاموش ہو رہا اور آپ کو روکتا گیا پر اب مین اُس عورت کیطرح جسے درد زہ ہو چلاؤن گا اور ہانپون گا اور زور زور سے ہانپتے سانس بہی لونگا اور حضرت یرمیاہ باب ۳ نوحہ مین خدا کی نسبت کہتے ہین وہ میرے لیے ایسا ہوا جیسے بہالو جو گہات مین بیٹہا ہوا اور جیسے شیر ببر جو چہپکے کمین گاہ مین لگا ہو ۔ ان عبارتون کو دیکہو اور خیال کرو کہ اوس ذات پاک کو شیر ببر اور ریچہہ ۱۲ (یعنی ریچہہ) اور اوس عورت سے جسکو درد زہ لگا ہو تشبیہہ دینا کسقدر جور و بے انصافی ہے جسکی کچہہ حد و انتہا نہین اور نہ اوسکا کچہہ فدیہ و تلافی ہے صد حیف کہ مولفین بیبل نے اسپر بہی قصر نکیا بلکہ اونہون نے اسکے سوا وہ وہ باتین لکہین کہ بلا اختیار جنکے سننے سے بہی سامعین کا دل لرزتا ہے اور ہاتہہ کاتبون کا بیساختہ اوسکی تحریر سے کانپ جاتا ہے مثلاً ازانجملہ باب ۲۳ کتاب حزقیل ورخداوند کا کلام مجہے پہونچا اور اوس نے کہا اے آدم زاد دو عورتین تہین جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئین اونہون نے مصر مین زناکاری کی وے اپنی جوانی مین یارباز ہوئین وہان اونکی چہاتیان ملی گئین اور وہان اونکے بکر کی پستان چہوئی گئی اونین کی بڑی کا نام اہولہ اور اوسکی بہن اہولبہ اور وے میری جوروان ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین اس سے ظاہر ہے کہ معاذ اللہ خدا متاہل و ذو عیال ور صاحب اولاد و اطفال ہے اوسکی دو عورتین ہین اور وہ دونون باہم حقیقی بہنین ہین ایک اہولہ اور دوسری اہولبہ اور وہ دونون کی دونون بڑی حرامکار و پرشہوت ہین اور از حد فاحشہ و بیغیرت

حتیٰ کہ اونہون نے اپنی بکارت بہی دوسرے یارون کی نظر کی خدا کی محبت واتحاد و اختلاط مین اسپر بہی کچہہ تفاوت و فرق نہ آیا بدستور سابق اون پر تلطف کی نظر رہی اور از انجملہ باب سوم کتاب یرمیاہ مین ہے کہا وتہے کہ اگر کوئی مرد اپنی جورو کو نکالے اور وہ اوسکے یہان سے جاکے دوسرے مرد کی ہو جاوے تو کیا وہ پہلا اوس پاس پہر جائیگا کیا وہ زمین نہایت ناپاک ہو گی لیکن تو نے بہت سے یارون کے ساتہہ زنا کیا تد بہی میری طرف پہر خداوند فرماتاہے یہان سے خدا تعالےٰ کا کمال حیا و شرم اور عشق زوجہ مین بدرجہ غایت سرگرم ہونا بخوبی ثابت ہے کہ باوجود علم زنا کے مکرر محبت زوجہ سے مجبور ہین اور شراب عشق سے بے اختیار و مخمور اور باوجود اقرار تلوث و اظہار ناپاکی اوسکے طالب ہین از حد جرات و بیباکی ہے ہمنے مانا کہ خدا کے زن و فرزند حقیقی مراد نہین بلکہ کلام تشبیہی ہے لیکن کمال سوء ادب و گستاخی اور نسبت فحش و بیحیائی سے تو جناب الہی کی جانب کسیطرح خالی نہین ہو سکتا وہ مالک جو تمام عالم کا خالق ہے کیا ایسی ہی تنزیہہ و تقدیس کے لائق ہے یہہ بول چال و گفتگو تو قصہ رام چندر و سیتا سے بہی بدرجہا فائق ہے بنظر تعلی و ترفع اوس پاک پروردگار کے ہر شخص کہ کچہہ بہی عقل و تمیز خدا شناسی کہتا ہو گا اس تقریر کو کبہی الہامی نہ مانیگا بلکہ صاف و صریح الحاد و زندقہ جانیگا اور اوسکو بعد خیال تقدس و پاکیزگی ایزد متعال بہت ہی بڑا ظلم و بیدادی سمجہیگا اور ایسے ہی باب ۲۳ یسعیاہ مین منجملہ کلام الہامی و وحی الہی جو خداوند کے لیے منسوب کی

خرچی کا کہ روے زمین کے ساری مملکتون کی زناکاریسے حاصل کرے طاہر و مقدس
ٹھہرنا اور اہل تقوی و خداپرستون کے واسطے کہ خداوند کے حضور رہتے ہین ضروریات
خوراک و پوشاک مین اوس مال نجس و ناپاک کا صرف جائز ہونا لکھا ہے محض تقریر خبط آمیز
و بیہودہ اور کلام ناقص و ناتمام و فرسودہ ہے ازانجملہ یہہ کہ کتب مقدسہ سے
مقامات کثیرہ مین مخلوق پر خدا کا اطلاق آیا ہے اور بلا تخصیص انسان و فرشتہ
اور بغیر تقیید نیک و بد حتی کہ شیطان کو بھی آلہ کا مصداق ٹھہرایا ہے کسی کو قائم مقام
خدا کہا ہے اور بمقام صفت کسی مین روح خدا کا ہونا لکھا ہے چنانچہ ناظرین کتب پر یہہ
بخوبی ظاہر ہے اسکے سوا اور بہت ایسے ہی مضامین ہین کہ تمجید و تنزیہہ سے
بمراحل بعید ہین اور صاف صاف تعظیم و تقدیس حقتعالی کے برعکس و خلاف ہین
اگر ہم اون سب کو فرداً فرداً حرف بحرف لکھین اور آیات قرانی سے اون کا موازنہ
و مقابلہ کرین غالب ہے کہ مجلد ضخیم تیار ہو جاوے اور عہد جدید کا تو اس باب مین کچھہ
پوچھنا ہی نہین وسمین تو کہلا کہلا بلا توسط تشبیہہ و استعارہ لکھا ہے خدا کی بیوقوفی
آدمیون کی حکمت کے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیون کی بہ نسبت
زورآور ہے اور باوراسکے بموجب تعلیم تثلیث اوس وحدہ لاشریک کیواسطے فرزند حقیقی کا
ہونا بھی مصرح ہے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا بلکہ نعوذ باللہ خود خدا کا
ولد الزنا و حرامی بچہ ہونا تک اوس سے ظاہر ہے اور اس عقیدہ کی روسے تو وہ توحید بھی

رہی تہی بالکل معدوم ومفقود ہوگی عدم توحید کیا بلکہ نفس الامر مین ذات خداہی مسلوب
وممتنع الوجود ہوگی ع ازین افیون کہ ساقی درمی فگند + حریفان را نہ سرماند و
نہ دستار + اسیواسطے ان کتابون کے سبب سے بانہ تصنیف سے لیکر ابتک کسی وقت
مین فائدہ معتدبہ حاصل نہوا اور کوئی قوم وگروہ اسلاف واخلاف سے طریق
مستقیم وہدایت پر مستحکم وثابت قدم نرہا بنی اسرائیل کی حال پر خیال کرو اور دیکہو
کہ اون مین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اکیس ۱۲ بیس برس تک رہے
اور عجائب وغرائب معجزات بچشم خود دیکہلیے اور رویت جلال وجمال باریتعالی سے
بارہا مشرف ہوئے باایں ہمہ بجز عناد وبغی حضرت موسی علیہ السلام سے کبہی موافقت
کلی نہ کی دو چار آدمیون کے سوا مثل یفنہ کی بیٹی کالب اور نون کی بیٹی یشوع
وغیرہما کے اخلاص بابتدا اور کمال ایمان وتقوی کسیکو میسر نہوا اون کے طبایع
دیکہو عدد [illegible] باب ۱۴ کتاب گنتی
کفر پسند وضلالت کیش ہی کے خوف سے حضرت موسی نے ہر طرح کا اہتمام فرمایا
براہ پیشبندی کسی کافر حربی کا اون کے قرب وجوار مین رہنا بہی روا نرکہا سائر منکرین
ومشرکین کا ملک کنعان سے بالکل استیصال کردیا اور مدت دراز تک عموما وخصوصا
ہر قسم کے مواعظ ونصایح اون کو کرتے رہے جسپر یہ ثمرہ مرتب ہوا کہ تہوڑی ہی
مدت کے بعد اون کی وفات سے قوم کی قوم بالکل خدا سے پہر گئی کسی نے
از روی درس ۲۹ باب ۳۱ استثنا
بتعلیم وعشتارات کی بندگی کی اور کسی نے ملکوم وکموس وبیعلزبوب وغیرہا آلہہ مشرکین
ملک کنعان کی پرستش کری بلکہ عین حیات حضرت موسی ہی مین اونہون نے

سونیکا بچھڑا بنا کر کھڑا کیا قربانگاہ بہی اوسکے واسطے تیار ہوئی اور اوسیکو ہر شخص نے اپنا معبود و خداوند سمجہا ضعف یا ن کم اعتقادی ہی کے سبب اون کی تعلیم کے واسطے انبیا و رسل بکثرت مبعوث ہوا کیئے اور خدا کے خشم و غضب سے اون کو ہمیشہ ڈراتے چھڑاتے رہے مگر وہ اپنی شرارت و بدذاتی اور کفر و بت پرستی سے کیطرح باز نہ آئے وقتاً فوقتاً خدا کے قہر و غصہ کو ہی اپنے او پر بہڑ کاتے رہے چنانچہ اسی جرم مین کبہی اونکو خداے پاک نے اہل مدین و فلسطیونکا محکوم و فرمان پذیر بنایا اور کبہی بملاحظہ طغیان عصیان و نافرمانی اون کو بخت نصر سے ظالمون کے حوالہ کیا چنانچہ یہہ احوال کتاب القضاۃ و سلاطین وغیرہا سے مفصلاً ظاہر ہے اور تعلیم عیسوی نے بہی اونپر اپنا کامل اثر نکیا خاص حواریان حضرت مسیح سے جنہین باب انجیل متی کے موافق مُردونکے جلانے اور ناپاک روحون کے نکالنے اور کوڑہیون کے پاک صاف کرنے اور ہر طرح کے دکھہ درد اور جمیع امراض و بیماریون کے دور و دفع کرنیکی قدرت حاصل تہی اور اون کا قبول کرنا از روے ورس ۴۰ باب انجیل متی کے بعینہ رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تسلیم کرنا بلکہ خدا تعالیٰ کا ماننا اور اوسپر ایمان لانا تہا اور بفحواے ورس ۲۳ باب ۲ یوحنا کے اون کو لوگون کے گناہ و معاصی کے برقرار و معاف کا بہی تمام و کمال اختیار و اقتدار تہا یہود ا اسخریوطی نے تو مقدار قلیل تیس روپیہ کے لالچ و طمع پر اپنے مرشد و آقا بلکہ اپنے معبود و خدا مسیح کو

سردار کاہنوں کے ہاتھہ گرفتار کرا دیا اور بعد اپنے آپ کو پھانسی دیکر حرام موت
مر گیا اور گرفتاری جناب مسیح کے بعد باقیماندگان سے بہی کسی نے غمخواری و ہمدردی
نہ کی اور نہ کچھہ ساتھہ دیا بلکہ ہر شخص نے اپنے حفظ نفس کو غنیمت خیال کر کے جدہر محل
مناسب موقع سمجھا اودہر چلدیا اور اعظم الحواریان شمعون پطرس نے کہ جنکو حسب
منشا ورس ۱۹ باب ۱۶ متی کے آسمانی بادشاہت کی کنجیاں عطا ہوئین اور مطابق اونکے
انتظام و قرارداد کے آسمان کا کل کاروبار بست و کشاد ہو گیا اوسوقت اگرچہ خفیہ
کسیقدر رفاقت کی لیکن ایک عورت کے پوچھتے ہی جناب کی نیاز سابق و ملازمت
قدیمہ سے صاف انکار کر دیا اور چند بار قسم کہا کر و لعنت کہکر عدم شناسائی پر تکرار
اصرار کیا چنانچہ باب ۲۶ و ۲۷ متی مین یہہ حال شرح و تمام تر قوم و مبین ہے اور قبل از وقوع
ماجرا حضرت عیسی نے جو اون سے فرمایا تہا میرے نام کے باعث سب تم سے دشمنی
کرینگے پر وہ جو آخر تک برداشت کریگا سو ہی نجات پائیگا اور اون سے جو بدن کو
قتل کرتے پر جان کو قتل نہین کر سکتے مت ڈرو بلکہ اوس سے ڈرو جو جان اور
بدن دونون کو جہنم مین ہلاک کر سکتا ہے بس مت ڈرو تم بہت گوروں سے بہتر ہو
اسلیئے جو کوئی آدمیون کے آگے میرا اقرار کریگا مین بہی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر
ہے اوسکا اقرار کرونگا پر جو کوئی آدمیون کے آگے میرا انکار کریگا مین بہی اپنے باپ کے
آگے جو آسمان پر ہے اوسکا انکار کرونگا انتہی ملتقطا از باب انجیل متی اوسکا سہا طور یا پاس
اون کو کچھہ نرہا حالت اضطراب و فزع کی اون سے مطلقا برداشت نہوئی کہ مناط

رحمت حقتعالی او سبب نجات تہی اور دشمنون سے جنکا ظلم و عذاب فقط جسم و تن پر
مقصور تہا ایسے خائف و ترسان ہوئے کہ اعانت دین تو در کنار رفاقت نبی سے
بہی کنارہ کشی کی اور خداے پاک کا کہ جان و جسم کو عذاب جہنم سے ہلاک کرسکتا ہے
ذرا بہی خوف و باک نہ رکھا اور حضرت رئیس الحواریین نے جسطرح سب سے بڑہکر راہ رفاقت
مین پیشقدمی کی اوسیطرح سب سے زیادہ یہہ فضیلت حاصل کی کہ مجمع عام مین حضرت
مسیح سے اونہین کے روبرو بتکرار انکار کیا اور اسپر بہی قناعت نکرکے آنجناب کی نسبت
گفتار سخت و درشت اور لعنت و ملامت کہکے اپنی صداقت و راستی کا اعتبار دلایا
اور یہہ وعید و ارشاد عیسوی جو کوئی آدمیون کے آگے میرا انکار کریگا مین بہی اپنے
باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اوسکا انکار کرون گا اپنے صفحہ خاطر سے بکقلم محو و حک
کردیا ایسی ہی عادات نا ملایم و حرکات ناشایستہ کے ملاحظہ کے بعد حضرت عیسی نے
اپنے کل شاگردون اور حواریون کو بوقت عروج و صعود بے ایمان و مردود دکہکر
لعنت و ملامت کی جیسا کہ درس ۱۴ باب ۱۶ انجیل مرقس مین مصرح ہے اور ولیم میور
صاحب دفعہ ۱۳ باب اوّل تاریخ کلیسیا مین لکہتے ہین مسیح کے حواریون اور شاگردون نے
ابتک یعنی تا وقت عروج اوسکی تعلیم کے حقیقت اور مطلب بالکل نہین سمجہا تہا اور
اون کا سست ایمان دنیوی نعمتون اور فائدون کی امید مین لگا تہا اوسکے گرفتار
ہوتے ہی وے سب بہاگ گئے اور پطرس نے جو عدالت مین گیا وہان اپنے خداوند کا
انکار کیا پہر مسیح کے مصلوب ہونیکے بعد سب بالکل مایوس اور نا امید ہوگئی تہی

اسکے موافق حضرت عیسیٰ کے سب مرید و مستفید حواری وغیر حواری ضعیف الایمان
و کم اعتقاد اور طامع نعماے دنیوی طالب مفاد تھے اور وہ بزعم خود یہہ سمجھتے تھے
کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کیواسطے دنیوی سلطنت یا بادشاہی قائم و بحال کرینگے
اور ہم اس انقیاد و اطاعت کی بدولت مستحق وزارت و دولت اور مرجع امارت
و ثروت ہونگے اسلیے حضرت مسیح کے مصلوب ہونے ہی اون کے آمال و امانی
منقطع اور خیالات خام مفقود و مرتفع ہوگئی اور وہ اپنا افلاس و تہیدستی بدستور
دیکھکر مایوس و نا امید رہگئے القرض طبقہ اولی کے بعد مسائل دینیہ و کتب شرعیہ
مین بھی کذب و فریب و دغا بازی اور کید و مکر و جعلسازی بخوبی مروج و شایع
ہوگئی بقصد اضلال و اغوا بہتون نے جہوٹا حواری ہونیکا دعوی کیا اور افترا
علی المسیح لغو عقائد و تعلیمات واہیہ کی تلقین شروع کردی چنانچہ درس باب ۱۱
نامہ دوم قرنتیون مین اسکی تشریح ہے اور حضرت عیسیٰ و حواریون کے نام سے
نامجات و انجیلین بکثرت تمام معروف و مشتہر ہونے لگین جیسا کہ باب اول انجیل لوقا
اور آغاز نامہ گلتیون اور باب دوم نامہ دوم تسلنقیون مین اسکا بیان بالتصریح ہے
موشیم صاحب بھی تاریخ کے باب سوم جلد اول مین بذیل ذکر صدی دوم لکہتاہے
کہ افلاطون اور فیثاغورث کے پیرو ون کا ایک مقولہ تہا کہ راستی و خدا پرستی کی
ترقی کیواسطے جہوٹ بولنا اور فریب دینا صرف جائز ہی نہین بلکہ قابل تحسین کے
بہی ہے اور قبل مسیح کے مصر کے یہودیون نے اون سے یہہ قولہ سیکہا تہا جیسا کہ

بلاشبہ بہت سے پرانے ملفوظوں سے یہہ امر ثابت ہوتاہے اور ان دونوں سے یہہ دبا
بڑی غلطی کی عیسائیوں کو لگی جیسا کہ یہہ امر بہت سی کتابوں سے جو جھوٹ سے
بڑے بڑے بزرگوں کیطرف منسوب ہین کہلتا ہے انتہی اور باب دوم حصہ دوم مین
اوّل صدی کے بیان مین لکھتا ہے کہ بہت سے ایسے باعث تھے جنکے سبب ابتدائے
زمانہ مین انجیلوں کو ایک نسخہ مین جمع کرنے کی ضرورت ہوئی خصوصا اس باعث سے کہ
بعد رفع ہونے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اونکی زندگی اور تعلیمات کی تواریخ پر فریب اور
کہانی آمیز ایسے لوگوں سے جنکے ارادے بد نہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والے اور
سادہ لوح اور خدا پرست فریبیوں سے رغبت رکہتے تھے تصنیف ہوئی تہین اور اوسکے
بعد بہت سی جھوٹی بنیاد کی تحریرین جنپر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں کے درج
کی گئی تہی دنیا پر فریب سے رکہی گئی تہین انتہی۔ یہان سے یہہ بات ثابت ہے کہ اوائل
عیسائیوں مین ہر طرح کے کذب و فریب کا چرچا بدرجہ غایت ہو گیا تہا اور اتہام و افترا
کرنیکو اون مین سے کوئی شخص عمل شنیع و فعل بد تصور نہ کرتا تہا بلکہ بنظر ترقی دین اوسکا
ارتکاب موجب مزید ثواب و قرب رب الارباب سمجہا جاتا چنانچہ اسی بنا پر عیسائیان
اہل دین و تقوی نے بہتیرے نامجات و انجیلین وضعی حضرت عیسیٰ و حواریوں کی جانب سے
تصنیف کردین اور اوسی زمانہ مین بیشمار تحریرین محض بے بنیاد رسولوں و نبیوں
کیطرف سے بہی لکہدین اور اِس امر کی تصدیق و راستی ورس ۷ باب سوم نامہ پولوس
مقدس سے کہ بنام رومیوں کے تحریر فرمایا ہے بخوبی ظاہر و ہویدا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

پہر اگر میرے جہوٹ کے سبب خدا کی سچائی اوسکے جلال کے لیے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجہہ
کیون گنہگار کیطرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیون برائی نہ کرین تا کہ بہلائی نکلے اور ولیم میور
صاحب ذیل دفعہ ۳۰ باب سوم حصہ دوم اردو تواریخ کلیسیا کی لکہتے ہین دوسری صدی
مین مسیحیون مین گفتگو رہی کہ جب بت پرست فیلسوف اور حکیمون کے ساتہہ دین کا مباحثہ
کیا جاتا ہے تو اونہین کی بحث کا طرز اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کہ نہین آخر کار احسن
وغیرہ کی راے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے البتہ مسیحی بجا تون کی تیز عقلی
اور نکتہ سنجی سے بحث مین زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی مین کچہہ خلل پڑا پہر
اسی سبب سے بعض لوگ یہہ بہی جانتے ہین کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئین جو کہ اس زمانے
کے بعد کثرت سے لکہی گئین اسطرح سے کہ فیلسوف لوگ جب کسی طریقہ کی پیروی کرتے تہے
تو کبہی کبہی اوسکے حق مین کتاب لکہہ کے کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تہے
کہ اس حیلہ سے لوگ اوسپر متوجہ ہوکر اوسکی باتین زیادہ مانینگے اگرچہ اوسکی باتین
برملا خود مصنف کی ہوتین سو اسیطرح مسیحی جو فیلسوفون کیطرح بحث کرتے تہے کتاب
لکہہ کے کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تہے
ایسا دستور تیسری صدی مین شروع ہوا اور کئی برس تک وہی کلیسیا مین جاری رہا یہہ
بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید کے تہی انتہی الغرض قبل اسکے کہ دین عیسوی
نے کچہہ ثبات و قیام پکڑا ہوا اوسکا اصلی طریقہ ناراستی سے مختلط اور راہ حق غیر
مستقر و منضبط ہوگئی بجاے عبادت خدا پرستش مخلوقات کا مسئلہ اموات و تبرکات

کی بجید توقیر و تعظیم کا طریقہ سب کے نزدیک صحیح و متفق علیہ ٹھہرا کسی نے توحید کو تثلیث
مین دیکھا اور کسی نے قتل مسیح کو نجات کا باعث سمجھا سب کے سب اختلافات کثیرہ و خیالات
خام اور بیہودہ عقائد دام مین گرفتار و مبتلا ہوگئے مطلب اصلی ست کہ باعتقاد تنزیہ
و توحید الہی اخلاص و تطہیر قلب تہا از حد دور و مستبعد پڑگئی یہی وجہ ہے کہ اکثر عیسائی
تحصیل علم و فضل اور تکمیل حکمت و عقل کے بعد پکے ملحد بن گئے اور سائر مذاہب
منکر و مرتد ہوگئے بلکہ نام خدا سے بیزار ہین اور لاکہون آدمی بلکہ کرورون قید
مذہب سے دست بردار تحقیر کتب دینیہ و تذلیل مذاہب ملہ اونکا شیوہ مستمرہ ہے اور از
روے کتب مقدسہ خدا پر بیجا طعن و تشنیع ورد روزمرہ ہے چنانچہ صاحب کسیہو موبعد
تحریر فہرست اصلی اناجیل و اناجیل وضعی کے لکھتا ہے کہ جب شروع ہی دین عیسوی مین
ان انجیلون اور نامون اور شاہدات کی جو اکثر اونکے اب تک بہی اکثر عیسائیون کے نزدیک
مسلم ہین طغیانی آگئی تہی پس اب ہم کونسے قاعدہ سے پہچانین کہ یہی کتابین جو پیروان تثلیث
اون کو مانتے ہین الہامی ہین اور مشکل بڑی یہ ہے لحاظ کرنے اس امر سے کہ یہہ کتابین سکلے ما
قبل ایجاد چہاپہ کے قابلیت الحاق و تبدیل کی رکہتی تہین انتہی اور اسی شخص نے ابتدا
کتاب مین حضرت عیسیٰ و مریم کی نسبت موافق بیان انجیلون کے بہت بڑی بے ادبی و
گستاخی اور کلمات توہین و مذاق کہے ہین جنکا نقل کرنا بہی اسجگہ خلاف وضع اور بیجا
و بیموقع ہے اور لارڈنر اپنی تفسیر کی اٹہوین جلد مین کہتا ہے کہ مارسیون نے عہد عتیق
کی کتابون کو بالکل رد کر دیا تہا اور کہتا تہا کہ یہہ کتابین اوسکی بہیجی ہوئی ہین جو سارے

گناہون اور برائیون کا خالق ہے اور اوسکے پیرو کہتے تھے کہ توریت اور انجیل ایک
شخص کی بہیجی ہوئی نہین اسلیے کہ بہت سی چیزین اوّل مین دوسری کی مخالف ہین اور
کہتے تھے کہ اوّل مین بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہان ہے
اور اسیطرح متلون ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے اور جہان کے پیدا کرنے اور ساؤل کے
بادشاہ کرنے سے پچہتایا انتہی اور جان کلارک لکہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا خدا فقط
قاتل ظالم جہوٹا احمق فریبیا جابر ہی نہین بلکہ وہ ایک آگ جلانیوالی ہی ہے جیسا پولوس
ورس ۲۹ ۱۲ باب نامہ عبرانیون مین لکہتا ہے یقینا ہمارا خدا بہسم کرنیوالی آگ ہے انتہی اور ایسے
خدا کے ہاتہون مین پڑنا بڑا ہولناک کام ہے جیسا کہ پولوس ورس ۳۱ باب نامہ عبرانیون
مین کہتا ہے زندہ خدا کے ہاتہہ پڑنا ہولناک ہے انتہی پس ایسے خدا سے جتنی جلدی آزادی
حاصل ہوسکے اوتنی ہی جلد حاصل کرنی چاہیئے اسلیے کہ جب اوسنے اپنے اکلوتے
بیٹے کو بہی نہ بچایا تو اوس سے اور کوئی کیا کرم اور رحم کی امید رکہے اور یہہ خدا جسکو یہہ
کتابین خدا بتلاتی ہین قابل بہروسے کرنیکے نہین بلکہ ایک بے ٹہکلنے چیز جامع ضدین
اور دہوکون کی ہے کہ اپنے پیغمبرون کو بہی فریب دیتا ہے سبحن اللہ رب العرش عما یصفون
لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون اب اسی اصل کی بابت قرآن کی جانب اول سے متوجہ
ہو اور بے تعصب ہوکر اوّل سے آخر تک پڑہو اور سمجہو بوجہو کہ توحید کی نسبت اوسمین سراسر
کیسا اہتمام بلیغ اور تاکید شدید ہے بلکہ مقصود اہم وغرض اصلی تنزیل قرآن و
تبلیغ فرمان سے یہی تنزیہہ و توحید ہے کما قال تعالی کتٰب انزلنٰہ الیک لتخرج

النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ وقال
یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ
اور شرک کو مطلقاً بسبب الذات ہو خواہ باعتبار صفات عبادت و بندگی کی راہ سے
ہو یا براہ عشق و محبت بکل الوجوہ ظلم عظیم اور جرم غیر مغفور کہا ہے مرتکب تمامی قبائح
و کبائر سے مشرک کو سخت بیوقوف و بدعقل اور جا بجا محقر و ذلیل لکھا ہے مشرکین کا
ذبیحہ نکھانا اور اون سے قرابت و مناکحت نہ کرنے کی یہی اصل و بنیاد ہے تقدیس
و تنزیہہ رب العلمین جمیع اوصاف رذیلہ سے قران کی ہر ایک آیت کا بیان و مفاد ہے
مثلاً لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ نفی حد و ضد اور عدم شبیہ و ند پر برہان قاطع ہے لِلّٰهِ الْمَثَلُ
الْاَعْلٰی وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ غایت قوت و حکمت اور علو شان و رفعت پر
دلیل ساطع ہے لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اور وَهُوَ الْقَاهِرُ
اور وہ ہے غالب
فَوْقَ عِبَادِهٖ اور بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ سے خدا
بلکہ واسطے اوسکے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانون کے اور زمین کے ہے سب واسطے اوسکے فرمانبردار ہین
اپنے بندون پر
کی مانند کسی شخص کا کامل فی العلم نہونا اور کسی چیز کی محافظت سے اوسکا غمگین و متفکر
نرہنا اور ہر مخلوق کا اوسکے مقابلہ مین ناچیز و ہیچ ہونا اور بمفاد وَلَقَدْ خَلَقْنَا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ کی خلق آسمان و
زمین سے اوسکا نہ تھکنا اور بموافق آیہ کریمہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ

اور اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کی جمیع مہمات ارضی و
سماوی اور ہر کاروبار سرکاری کا انتظام محض تدبیر بلکہ اشارۂ کلمہ کن سے ہے بلا تکلیف
نزول و صعود انجام پاتا لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اور وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا
اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا سے اوسکے حضور نیند و غفلت کو راہ نپانا اور ہمسر و زن
و فرزند سے مبرا و مقدس ہونا بوضاحت تمام معلوم ہے اور کمال نصفت و عدالت
لَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْہَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ
الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِہَا وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ وغیرہ سے صراحتًا مع الفصاحت مفہوم ہے
نہ کسی جگہ استعارات کریہہ ہیں اور نہ تشبیہات قبیحہ مخلوق پر اطلاق الہ و خدا کا تو کیا ذکر
سلاطین دنیا کو ملک الاملاک و شاہنشاہ کہنا اور بلفظ عبدی و امتی اپنی لونڈی غلام
سے خطاب کرنا بھی ممنوع شرعی و منہی عنہ ہے جس روز سے آفتاب اسلام کا طلوع
یعنی قرآن کا نزول شروع ہوا روز بروز ظلمات کفر و شرک کا استیصال ہوتا گیا قلب و قالب
ہر آدمی ذوق توحید و عبادت سے مالامال و مطہر ہوا اور نور خداپرستی سے صفحۂ عالم
معمور اور علی سبیل الکمال منور ہو گیا اقطار زمین سے کوئی شہر و قصبہ نہ بچا جہاں سے
خدا کی تسبیح و تہلیل کی آواز نہ آتی ہو اور کوئی موضع و قریہ نہ رہا کہ باعلان وہاں صدائے
تنزیہ و تقدیس بجاتی ہو بالخصوص ملک عرب ما یلیہا من اطرافہا و نواحیہا سے تو
شرک و کفر کی قطعی بیخ کنی ہو گئی باوجود مرور دہور آجتک شرک و کفر نے کسیطرح وہاں

عود و ظہور نکیا جہان کی سفاہت وجہالت پیشتر جہان مین ضرب المثل تہی اور جسجگہہ اتباع اوہام و پرستش اصنام صدہا سال تک خاطر پسند و عزیز ہر دل رہی عرصہ قلیل مین بائیس برس کی مدت مین قران کی برکت اور حرارت ایمان و غایت عرفان کی بدولت اون لوگون نے خدا کی راہ مین ترک مال و متاع اور صرف عزت وجان تک سے کسیوقت دریغ نکیا فکر اعلاء کلمتہ اللہ و رفاقت رسول خدا مین ہر شخص نے گہربار چہوڑا زن و فرزند سے مونہہ موڑا قرابت ورشتہ کو توڑا اپنے رنج و راحت سے کچہہ سروکار نرکہا باوجود رتبہ خلافت و امامت ترقی دین وملت اور خلق اللہ کی دعوت وہدایت سے ایکدم دم نلیا بعد سعی و کوشش بیحد خدا کا نام بہ تقدیس و تنزیہہ تمام اطراف عالم مین پہیلا دیا ملک عرب کو جمیع علوم و فنون کا مرکز و مرجع اور ہر طرح کی تہذیب شائستگی کا معدن ومنبع بنا دیا ایسا عجیب و غریب اثر اور بیحد جوش و خروش اسقدر شروع دنیا سے ایکر ابتک کسی مذہبی تعلیم اور دین و شریعت سے نہین ہوا دفعتاً ایسا تغیر و انقلاب نظر مخالفین مین بہی باعث فرط تحیر و استعجاب ہے اسیواسطے ڈاکٹر گفری ہگنس صاحب اپنی کتاب مین لکہتے ہین گبن صاحب نے بیان کیاہے کہ پہلے چار دن خلفا کے اطوار یکسان صاف اور ضرب المثل تہے کہ ان کی سرگرمی دلدہی اور اخلاص کے ساتہہ تہی اور ثروت اور رخنیا پاکر بہی اپنی زندگیان اوا رفرائض اخلاقی اور مذہبی مین صرف کین یہی آدمی محمد کے اول ہی جماعتین شامل ہے جو پیشتر اس سے کہ آپنے اقتدار حاصل کیا آپ کے جانب دار ہوگئے یعنی ایسے وقت مین کہ آپ ہدف آزار ہوئے اور جان بچاکر اپنے ملک سے

چلے گئے اون کے اول ہی اول تبدیل مذہب کرنے سے انکی راستی ثابت ہوتی ہے اور
دنیا کی سلطنتون کو فتح کرنے سے انکی لیاقت کی فوقیت معلوم ہوتی ہے[219] اسصورت مین
کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایسے شخصون نے ایذائین ہین اور اپنے ملک سے جلاوطنی
گوارا کی اور اس سرگرمی سے اوسکے پابند ہوئے یہہ سب اور ایک شخص کی خاطر ہون
جسمین ہر طرح کی برائیان ہون اور اوس سلسلہ فریب و سخت عیاری کی سے لیے ہون
جو اون کی تربیت کے بہی خلاف ہوا اور اون کی ابتدای زندگی کی تعصبات کے بہی مخالف
ہوا ہو یہ یقین نہین ہو سکتا اور خارج از حیطہ امکان ہے[123] عیسائی اسکو یاد رکہین تو اچہا
ہو کہ محمد کے مسائل نے وہ درجہ نشاء دینی کا آپ کے پیرو دون مین پیدا کیا جسکو عیسی کے
ابتدائی پیرو دون مین تلاش کرنا بیفائدہ ہے اور آپکا مذہب انتہای تیزی کے ساتھ
پہیلا اسکی نظیر دین عیسوی مین نہین چنانچہ نصف صدی کے کم مین اسلام نے بہت سے
عالیشان اور سرسبز سلطنتون پر غالب آگیا جب عیسی کو سولی پر لیگئے تو اون کے پیرو
بہاگ گئے اون کا نشاء دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چہوڑ کر
چلدئے اگر بالفرض آپ کے حفاظت کرنے کی انکو ممانعت ہوتی تو آپکی دشمنی کے لیے
تو موجود رہتے اور صبر سے آپکے اور اپنے ایذا رسانون کو دیکہتے برعکس اسکے محمد کے
پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین ڈالکر کل
دشمنون پر آپکو غالب کیا ۱۸ باوجودیکہ محمد اور عیسی کی ابتدائی تاریخون مین ایسے
حالات ہین جنمین عجیب مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے ایسے ہین جنمین بالکل

اختلاف ہے مثلاً عیسیٰ کے اوّل بارہ مریدون کونا تربیت یافتہ درکم رتبہ مانا گیا
ہے بخلاف محمدؐ کے اوّل مریدون کے کہ بجز آپکے غلام کے سب لوگ بڑے ذی عزت
تہے اور جب وے لوگ خلیفہ اور رہنما افواج اسلام کے ہوئے تو اس عہد مین جو کچھ اونہون
نے اعمال کئے اون سے ثابت ہوتا ہے کہ اون مین اوّل درجہ کی لیاقتین تہین اور
غالباً ایسے نہ تہے کہ بآسانی دہوکہ کہا جاتے اور بذیل دفعہ ۴۰ انپولین اعظم سے جناب
موصوف نے یہہ بات نقل کی یہہ امر تشریح طلب ہوتا ہے کہ وہ امر اہم جو یقیناً واقع ہوا
یعنی دنیا کا فتح ہونا کسطرح سے پچاس یا ساٹھہ برس کے عرصہ قلیل مین انجام کو پہونچا ہوگا
اب ہم پوچھتے ہین کہ یہہ فتح کن لوگون نے کی تو یہی کہین گے کہ بیابان کے قومون نے
جنکا حال ہمنے سُنا ہے کہ تعداد مین کم اور جاہل اور جنگ سے ناواقف اور ناشائستہ
اور قوانین سے بے بہرہ تہے تاہم اونہون نے تربیت یافتہ لوگون کا مقابلہ کیا جنکے
وسائل تمدنی بکثرت تہے حرارت دینی سے یہہ کرامات ہوئی ہوگی کیونکہ حرارت دینی کو
اپنی سلطنت قائم کرنیکے لئے وقت درکار ہے اور محمدؐ کا زمانہ صرف ۳۰ برس رہا انتہی
اسہا لیکن حرارت دینی ہی سے ایسا ہوا اور بجز حرارت کے اسکی کوئی اور وجہ نہین ہو سکتی
اور دوم درجہ یہہ کہ بغیر حرارت دینی کے وہ وقوع مین نہین آ سکتا تہا انتہی الغرض اثبات
تمامی صفات کمالیہ ایجابیہ و سلبیہ کا واسطے ذات خدا کے حسب کمیت و کیفیت کے ساتہہ
قران مین ہے جہان کی کسی کتاب کو اوس سے کچہہ بہی مناسبت نہین تمجید و توحید خدائے
عز و جل جسطرح کہ سورہ اخلاص مین ہے دفاتر و مجلدات دوسری ادیان کے اوس سے

مشابہت ذرہ و آفتاب کی بھی نہین اوسکے موافق نہ کسی دلیل عقلی کا خلاف لازم آتا
ہے اور نہ کسی حکیم و فلسفی کا اعتراض و مغالطہ پیش جاسکتا ہے بلکہ بالعکس اوسکے مقابلے
کیوقت سب ملاحدہ و فلاسفہ کو گردن کا خم کرنا اور طوعاً و کرہاً سمعنا و اطعنا ہی کہنا پڑتا
ہے فقط میرا قول اس باب مین اگر مدعی ہونیکی وجہ سے قابل اعتبار نہین تو کلام
مخالفین اسلام کو دیکھو کہ اون کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ مسئلہ اول یعنی ذات و
صفات خالق کائنات کا بیان سائر مذاہب و ادیان کی بہ نسبت اسلام مین بکمال شرح
و بسط ہے وہ کام جسکا اہتمام تمام آغاز عالم سے کیا گیا اور اوسیکے واسطے پانچہزار
سال تک متواتر بیشمار انبیا و رسل کا ارسال ہوا اور اوسی کی بابت ہر ایکنے
درجہ بدرجہ بہت کچھہ محنت و سعی اور جانفشانی و عرقریزی کی باوجود وسعت وقت
و مزید فرصت کسی سے اوسکا سرانجام نہوا تھا کہ جناب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے
اور اونہون نے اوسکا بیڑا اوٹھایا اور بتائید ربانی اپنی کمال ہمت سے ضلالت کی بیخکنی
و [illegible] اختتام کو پہونچایا آنحضرت نے بنیاد شیطانی کو کہ مدت سے روی زمین پر ہورہا
تھا ایکدم سے اوکھاڑ پھینکا اور اوسکا دخل و فصل مفقود بتا کر لوگونکو بند ضلالت و دام تزویر سے چھڑایا
دنیا سے جہالت و تاریکی اور شبہات و شکوک و ہم پرستی کو مٹا کر لوگون کے دل میں خدا کی وحدانیت
و احاطہ قدرت اور غیر محدود کمالات سے حیات تازہ بخشی اور یہہ بات کہ انجام ہر فعل و عبادت اور حصول مضرت
و منفعت اوسکی جانب سے ہے بخوبی ہر شخص کے ذہن نشین کردی چنانچہ جان ڈیون پورٹ کہتا ہے
آنحضرت کے مسائل مین ابہام بالکل نہ تھا قرآن سے خوب ظاہر ہے کہ آنحضرت بڑے موحد تھے آپ نے

بتون اور آدمیون اور سیارات اور ثوابت کی پرستش کی بالکل ممانعت فرمائی اور
یہہ اسوجہ سے کہ ہر حادث کو فنا اور ہر طالع کو غروب لازم ہے اور جس چیز مین کہ خراب
ہونیکا مادہ ہے اوسکو زوال ضرور ہے آنحضرت خداے یکتا کی پرستش کرتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اوسکی نہ کوئی شکل مقرر ہے اور نہ جگہہ اور نہ اوسکے اولاد ہے
اور نہ مثل وہ ہمارے دل کے پوشیدہ بہید سے واقف ہے قدیم ہے حادث نہین
اور اوسکو ذاتی کمال عقلی حاصل ہے ان مضامین کو آنحضرت نے اپنی زبان سے دوسرے
ستاون ۵۷ اور اٹہاون ۵۸ سورتون مین بیان فرمایا ہے مسلمان ان آیتون پر کامل
عقیدہ رکہتے ہین اور مفسرین قرآن نے اونکی اسطرح تعریف کی ہے جیسے ریاضی کی حدود
وغیرہ بیان کی جاتی ہین ایک موحد حکیم بہی مسلمانون کے عام عقیدہ کی موافق ہی
ہو سکتا ہے تمام مخلوقات دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا کوئی خالق ضرور ہے
اور اوسکا قانون ہر ایک آدمی کے دل مین موجود ہے انتہی از مویدالاسلام اور
یہہ بہی اوسمین لکہا ہے وہ مذہب جسکی قران شریف نے بنا ڈالی ہے اوسمین کمال وحدانیت
ہے اور اوسمین خدا تعالی کا مضمون سمجہنے مین کچہہ دقت اور ابہام نہین ہے اہل اسلام
کے نزدیک اللہ تعالی کی یہہ صفت ہے کہ وہ ہر مقام پر موجود ہے اور اوسیکی حکم
سے تمام عالم کا انتظام قائم ہے بلکہ اون کے حکما کی مانند یہہ راے نہین ہے کہ وہ
صرف سب اشیا کا خالق ہے اور قواعد مقررہ سے عالم کا انتظام کرتا ہے مگر آپ
سب چیزون سے علیحدہ ہے اور من بعد یہہ کہا ہے چہٹی صدی مین آنحضرت مشرق مین

پیدا ہوئے اور آپنے اپنے مذہب کو قائم رکھا اور بت پرستی کو ملک ایشیا اور افریقہ
اور مصر کے اکثر حصون سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکون مین اتبک
خدا یتعالی واحد اور حقیقی کی پرستش جاری ہے لاکھون آدمیون کے دل مین
اس عرب کے نبی کے ظاہری اور باطنی برکتون نے جگہہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی
اور امر کی مقتضی ہے کہ ہم یہہ خیال کرین کہ حقیقت مین آپکے معتقدین آپ کی
نبوت کے دل سے قائل تھے اور یہہ سچ جانتے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی
ہے اور آپ سچے نبی ہین ضرور ہے کہ مشرکون کو آپ کا مذہب بسبب اوسکے عمدہ قواعد
اور قوانین کے خدا کیطرف سے الہام ہوتا معلوم ہوا ہوگا آپ کا مذہب زردشت
کے مذہب سے زیادہ صاف معلوم ہوتا تہا اور جہوٹے اور فاسد مذہبون کے مقابل
مین بہت عقل کے موافق لکہا ہے ساتوین صدی مین کتب آسمانیکی سادگی ان لوگون
کی بد اعتقادیون سے جاتی رہی تہی آنحضرت کے مذہب کی صداقت اس بات سے
اور بہی زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ اس مذہب کو نکلے ہوئے ایک عرصہ دراز
منقضی ہوا مگر اسمین اور مذہبون کی مانند خالق کی جاے مخلوق کی پرستش وغیرہ
نہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم اور قیاس کی متابعت نہین کی اور خدا یتعالی
کی پرستش پر قائم رہی اور اوسکی جاے بتون کو نہ پوجنے لگے انتہی اور گبن صاحب
کہ بہت بڑا مستند و مشہور مورخ و مقنن انگلستان ہے اپنی تاریخ مین لکھتا ہے
محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک ہے مکہ کے پیغمبر نے بتون کی انسانون کی

ستارون اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع
ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے اور جو قابل تحویل
ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اور اسی اپنی سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا
وجود تسلیم کیا ہے جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین اور
نہ کوئی اوسکا ثانی موجود ہے جیسے اوسکو تشبیہہ دیسکین وہ ہمارے ہاتھ خفیہ
ارادون سے بھی آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عقل کا
کمال جو اوسکو حاصل ہے وہ اوسکو اپنی ذات سے حاصل ہے ان بڑے بڑے
حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اوسکے پیرون نے انکو نہایت مستحکم طور سے قبول
کیا اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ انکی
تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالی کے وجود اور اوسکی صفات پر اعتقاد
رکہتا ہو مسلمانون کے مذکورہ بالا عقیدہ کی نسبت یہہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے
جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقل سے بہت بڑہکر ہے اسلیے کہ جب ہم نے
اوس نامعلوم چیز کو زبان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے
مبرا کر دیا تو پہر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لیے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول
جسکی بنا عقل اور وحی پر ہے محمد کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اوس کے
معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو
ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے انتہی اور ڈاکٹر اسپنگر صاحب

حالات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیت کی بیان مین کہتا ہے کہ اون کو نکلتے ہوئے
آفتاب برستی ہوئی پانی اور اوگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا
اور غرش رعد اور آواز آبشار طیور کے نغمہ مین حمد الٰہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان
جنگلون اور تباہ شہرون کی خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے
تھے انتہی اور راڈول صاحب دیباچہ ترجمہ قرآن شریف مین تحریر کرتے ہین کہ
دلیلون سے ثابت ہے کہ محمد کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے
ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت و بت پرستی سے چھوڑا دین اور یہہ کہ نہایت مرتبہ کی خواہش
اون کی یہہ تھی کہ سب سے بڑی امر حق یعنی توحید الٰہی کا جو اون کی روح پر بدرجہ غایت
مستولی ہو رہی تھی اشتہار کرین چنانچہ اسی مطلب کے لیے قرآنی سورتون کے تصنیف کا
سامان اونہین ناگزیر ہوا اور یہہ کہ اونہین اس امر کا اعتقاد کامل ہو گیا تھا کہ مجھے
وحی الٰہی پہونچا ہے اور بتقاضاے حوادث اور بتدریج خوش مرام اس امر کا باعث ہوا
کہ اونہون نے اپنے آپ کو خدا کا رسول امین باور کر لیا تاہم محمد کی سیرت ایک عجیب
نمونہ ہے اوس قوت اور حیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے جسکو خدا اور قیامت پر
اعتقاد کامل ہوتا ہے اوسمین سے جو کچھ نتیجے نکالے جاوین اون کی ذات کریم
اور سیرت صداقت مشحون سے ہمیشہ اون کو اون لوگون مین تصور کیا جاوے
جنکو ایمان اور اخلاق اور اپنے ابناے جنس کی تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار
حاصل ہے جو حقیقت مین بجز کسی اولوالعزم کے اور کسی کو نہین ہوسکتا انتہی اور

میور صاحب اپنی کتاب سیرت محمدیہ مین لکھتے ہین ایک زمانہ نا معلوم سے مکہ اور تمام
جزیرہ عرب کی روحانی کیفیت بالکل عجیب ہوگئی تہی گو ایک ضعیف اور ناپائدار سا
اثر یہودیت و نصرانیت یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تہا جیسیکہ ایک دریاچہ غیر رواں کے
سطح کا ادہر ادہر لہر کہانا مگر تہ مین محض بے حس و حرکت رہنا تمام عرب توہمات و ظلم
اور بدکاریون مین غرق ہوے ہے تہے یہہ عام رسم تہی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیبیونکو
بیاہ لیتا اونکے فقر اور افلاس سے رسم دختر کشی بہی جاری ہوگئی تہی جیسے
ہندوؤن مین اونکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تہا اور اون کا ایمان ایک
مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تہا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی
ہیئت کا اون کا ایمان تہا اونہین کی رضامندی مناتے تہے اور اونہین کی ناراضگی سے
احتراز کرتے تہے قیامت اور جزا اور سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہوا وسکی اونہین
خبر نہ تہی ہجرت سے تیرہ برس پیشتر تو مکہ اسطرح سے ایسی ذلیل حالت مین بیجان
پڑا ہوا تہا مگر ان تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا سیکڑون آدمیون کی
جماعت نے بت پرستی چہوڑ کے خدا ے واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد
کی موافق وحی الہی کی ہدایت کی مطیع و منقاد ہوگئے اوسی قادر مطلق سے بکثرت
و شدت دعا مانگتے اوسیکے رحمت پر مغفرت کی امید رکہتے اور حسنات و خیرات و پرہیزگاری
اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تہے اب اونہین شب و روز اوسی قادر
مطلق کی قدرت کا خیال ہے اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنی حوائج خبرگیران ہے

ہر ایک قدرتی یا طبعی کیفیت مین ہر ایک متعلقات زندگانی مین اور اون کے خلوت
اور جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیرات مین وہ اوسیکے ید قدرت کو دیکھتے تہے اور اونہین
بالاوہ لوگ اس نئے روحانی حالت کو جسمین وہ خوشحال اور حمد کنان رہتے تہے خدا
کے فضل خاص و رحمت یا اختصاص کی علامت سمجھتے تہے اور جسطرح کافر اہل شہر کے کفر کو
خدا کی تقدیر کے ہوئے خذلان کا نشان جانتے تھے محمد کو وہ اپنا حیات تازہ بخشنے والا
سمجھتے تہے جو کہ اون کی ساری امیدون کے واسطے ماخذ تہے اور اونہین کے مناسب
اور کامل اطاعت کرتے تھے اپنے تہوڑے ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون
مین منقسم ہوگیا تہا جو ملا ہوا ازقبیلہ و قوم ایکدوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تہے
مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل اور شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک
مصلحت تہی مگر تو بہی ایسی حالت مین کی بردباری سے وہ لوگ تعریف کے مستحق ہین
ایک سو مرد اور عورتون نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نکرکے اپنا گہر بار چہوڑ کر جب تک
کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہو دے حبش کو ہجرت کرلی تہی اور آپ پہر اس سے آدمی
بہی زیادہ آدمی اور اولاد نے بہی اپنے عزیز شہر کو اور مقدس کعبہ کو چہوڑ کر مدینہ کو
ہجرت کرگئے اور یہان بہی اس عجیب تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے
واسطے ایک بہاری جماعت بہی اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئے تیاری کردی
اہل مدینہ کے کانون مین یہود کی روحانی باتین عرصہ سے گوش گزار ہوچکی تہین مگر وہ بہی
اوسوقت تک خواب خرگوش سے نہ چونکی جب تک کہ روح کو کپکپا دینے والی باتین نبی عربی کی

کی نہین سنین تب البتہ دفعتاً ایک نئی اور سرگرم زندگانی مین دم بہرنے لگے انتہی -

اور یہہ بہی ادسمین ہے ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ اوس نے یعنی اسلام نے ہمیشہ کیواسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدتون سے عرب کے ملک جزیرہ نما پر چہا رہی ہتی کالعدم کردیا اسلام کی صدائے جنگ نے کے روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ہر ایک جگہہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد کے معتقدون کے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے جیسیکہ خاص حضرت محمد کے دل مین تہا مذہب اسلام مین سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے بلحاظ معاشرت کے بہی اسلام مین کچہہ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے ساتہہ برادرانہ محبت رکہین ہمسایون کے ساتہہ نیک سلوک کرنا چاہیئے غلامون کے ساتہہ نہایت شفقت برتنا چاہیئے نشہ کی چیزون کی ممانعت ہے مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسمین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا انتہی یہان سے سب دینون پر اسلام کو بقول مشہور ع والفضل ما شہدت بہ الاعداء * بابت اصل اوّل بخوبی تفوق وفضل حاصل ہوگیا اور وجہ ثبوت اصل دوم یہہ ہے کہ اللہ پاک کی غرض وغایت بعثت انبیا وتبلیغ رسل سے محض مخلوق کی ہدایت اور درستی چال وچلن اور حسن معاشرت واصلاح عادت ہے اسواسطے کہ عقول زمانیان وآرائے جہانیان

بوجہ اختلاف مراتب طبیعت اور بباعث قلت وکثرت عوائق وعوارض اقتضائے
مطالب وادراک حسن وقبح اشیا مین باہم نہایت ہی مختلف ومتناقض ہین بلکہ
ایک ہی آدمی کی خیالات حالت واحدہ پر کبھی ثابت ومستقر نہین رہتی عمر کے
لحاظ سے تجربہ کی ترقی سے صحبت کے اثر سے معلومات کے بڑہنے سے تمیز صحیح
وسقیم اور باختلاف اوقات علم خطا وصواب مین وہ باخودہا متفاوت ومتغایر
ہوجاتی ہین علی الخصوص وقوف الہیات ومنجیات مین کہ بالاتفاق جمیع احکام
واداب پر مقدم ہے عقول جزئیہ وکلیہ تمامہا معذور وقاصر ہین لہذا بنظر تکمیل
نظام وتحسین انتظام بحر رحمت الٰہی وعنایت نامتناہی جوش مین آیا اور بندون کو
بواسطہ اپنے رسولون کے عقل خالص کی تعلیم دی اور فطرت اللہ کیجانب دعوت
کی کما قال تعالی كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ
وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا
فِيهِ وقال وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ
نظر برین ضرور ہے کہ وہ لوگ جو منصب ارشاد وہدایت پر مقرر وسرفراز ہون اور عہدہ
عظمی سفارت ورسالت الٰہی سے معزز وممتاز اپنے معاصرین وتابعین بلکہ جمیع اولاد آدم
وسکان عالم سے زیادہ مہذب وسنجیدہ ہون اور بحسب الفطرت بڑے عقیل وفہمیدہ
اپنی ہر خواہش وشہوت پر محیط وضابط ہون اور درجہ متانت ورتبہ شائستگی سے کسی
وقت ساقط نہون خدا کے قہر وغضب سے ہر حال مین خائف وخاشع اور احکام وتکالیف

شرعیہ کی بخلوص قلب مطیع و تابع ہون زہد و تقوی اور خوف و ورع مین مشتہر و
معروف اور صفات حسنہ و کمالات ممکنہ نوع انسان سے محلی و موصوف ہون خلق کی دعوت
اور تبلیغ ہدایت مین کماینبغی سرگرم و حسبت ہون اور علم مایجوز علی اللہ و مالایجوز علیہ مین
سب سے زیادہ واقف و درست ورنہ درصورت اختیار اوصاف رذیلہ و ظہور فسق و فجور
لوگ اون پر معترض اور اخذ رشد و ہدایت سے بازرہ کر متوحش و منقبض ہون گے
اون کے رذائل و معائب دیکھکر حلقہ اطاعت سے تمام عمر خارج رہین گے تادم واپسین
قبول ارشاد و استماع مواعظ سے متنفر اور ہدایت مین حارج بنین گے اسوقت مین وہ
لوگ بجائے تکمیل عقائد و استفاضہ انکار و ملامت انبیا سے اور بہی زیادہ بعید از رحمت بلکہ
لائق عذاب و مستحق عقوبت ٹہرین گے تقرر اس محکمہ سے کچہہ بہی غایت و منفعت حاصل
نہوگی بلکہ معاذاللہ تعیین ایسے کارپردازون سے خدا کے تقدس و پاکیزگی پر بہی الزام
یا استغفراللہ اوسکی سفاہت و بدعقلی پر حجت تمام ہوگی اور ارتکاب شرک و بت پرستی کی
حالت مین اون سے دعوت الی اللہ و خدا پرستی کیونکر شایع و ذایع ہوسکیگی بر عکس
مقصود اصلی بلکہ مرہبی افادہ غفلت و سستی اور عدم تہذیب و ناراستی کا باعث واسطے
بندگان خدا کے ہوگا اس صورت مین اختیار فعل عبث و لایعنی اور ترجیح بلامرجح سے
ذات پروردگار پر الزام و اعتراض باقی رہیگا اور اسی تقریر کے بموجب انبیاے
کرام کا سواے وجاہت صوری و لیاقت معنوی کے شرفاے ذی اعتبار اور عالیخاندان
و والاتبار ہونا اور اون کی بزرگی حسب نسب کا مشہور روزگار ہونا بہی امر ضروری ہے

تاکہ کوئی شخص بچشم حقارت و بنظر اہانت اون کو نہ دیکھے بخیال ذالت و دنایت اون کا
اتباع کیسکے واسطے سبب شرم و حیا اور باعث مذلت و خجالت ہو عند العقلا یہہ مقدمہ
بدرجہ غایت ظاہر و بدیہی ہے کسیکو اسمین جاے خلاف و شقاق نہین اور بعد تامل پر صدق
اس قضیہ کا بخوبی واضح و جلی ہے بجز اتفاق و وفاق کسی مذہب والیکو چارہ نہین
بعد تحقیق و تفتیش کامل اس اصل مین ہمی سینے اہل اسلام ہی کا عقیدہ کما ینبغی قوی
و محکم پایا اور اونہین کا طریقہ لائق اعتماد اور ازبس مضبوط و مستحکم دیکھا بہت سے
آیات قرانی اسکے موید اور نصوص صریحہ بکثرت اسپر شاہد ہین ازانجملہ پہلی دلیل ہے
یہہ کلام ملک العلام کہ سورہ انعام مین ہے وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ
كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَ
أَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسٰى وَهٰرُونَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا
وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصّٰلِحِينَ وَإِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ
وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَ
اجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ؁ اس آیت مین اللہ پاک نے انبیا
اللہ کا ذکر جمیل و وصف حسن اجمالاً و تفصیلاً دو طرح ارشاد کیا اولاً ہر ایک کا اون مین
سے محسن و صالح اور مومن و نیک طالع ہونا کہ جامع جمیع مراتب فضائل و شمائل جزیلہ
ہے اور حاوی کل اعمال عقائد حسنہ و اخلاق جمیلہ ہے ثانیاً اوسپر ترتب رحمت
و عطا اور عنایت و جزا کا بیان اسطرح کہ اون کو خداے عزوجل نے تین طرح سے

بزرگی بخشی اول اون کو جملہ عالم سے اشرف و افضل بنایا دوم یہہ کہ جناب الہی مین بہ نسبت
سب کے وہ مقرب خاص و صاحب عزت و امتیاز ہین سوم اللہ تعالی نے راہ ہدایت
و صراط مستقیم کی اون کو تعلیم دی مراتب ثلثہ سے عموماً ہر ایک کا علی سبیل الکمال ون مین
حاصل ہونا اور بوجہ تکرار ذکر اول و آخر اقصی مدارج ہدایت پر خصوصاً اون کا پہونچنا
اس سے ظاہر ہے کہ عطاے امور مذکورہ کو فرداً فرداً خداے پاک نے اپنی ذات کے
جانب منسوب و مستند فرمایا اور ہر جگہ آپ کو بصیغہ متکلم مع الغیر تعبیر کیا ہے موافق
قاعدہ معانی و بیان اور مطابق محاورہ و گفتگوے روزمرہ ہر زبان کے
یہہ کلام مفید نہایت التفات و اہتمام ہے اور فرط عزمیت و توجہ اور غایت الطاف و عنایت پر
دال ہے اور کمال ہدایت بمقتضی اسکا ہے کہ ہر امر مین افراط و تفریط کی رعایت کیجاوے
بلحاظ مرتبہ عدالت کہ مستلزم اوصاف ثلثہ عفت و حکمت و شجاعت ہے کسیقدر متروک
و مہجور رہے اور ذنوب و معاصی تمامہا چونکہ مراتب تفریط مین مندرج ہین یا جانب
افراط مین معدود و منسلک ور خلاف عدالت و منافی کمال ہدایت ہین لہذا صدور
ون کا انبیاے کرام سے بشہادت قرآنی ممنوع و غیر جائز ہوا دوسری دلیل
اوسی سورت کی یہ آیت ہے اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ
الۡاَمۡنُ وَ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ۝ اسکے بموجب مہتدی حقیقی وہی لوگ ہین جنہون نے
اپنے ایمان و اعتقاد کو کسی ظلم سے ملبوس و مخلوط نکیا ہو اور جمیع منکرات و منہیات
شرعاً و عرفاً چونکہ حد ظلم مین داخل ہین اما عرفاً فلان الظلم وضع الشئ فی غیر موضعہ

دوسری دلیل

ثبوت عصمت از قرآن

والذنوب باجمعها یصدق ہذا الحد علیہا وا ماشرعاً فلما قال تعالیٰ وَمَنْ
يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿ وَقَالَ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴿ موافق اسکے حضرات انبیا و رسل کہ مسترشد و مہتدی بہدایۃ
الٰہیہ ہین جسے ما فوق مرتبہ رشد و ہدایت متصور و متخیل نہین کما مضی ولما قال
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ عاصی و گنہگار اور نافرمان
وخطاکار نہین ہو سکتے ورنہ درصورت ظہور خطاء و قصور مسترشد و مہتدی نہ ہین گے
وقد فرضنا خلاف ذلک ہذا خلف تیسری دلیل سورہ بقر کی یہ آیت ہے وَ
اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا
قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿ یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ
نے چند باتون مین حضرت ابراہیم کی آزمایش کی اور وہ اوس امتحان مین درست اوترے
اوسوقت عطاے عہدہ امامت کا اون سے وعدہ فرمایا حضرت نے جب اپنے اوپر
خداوند کا رحم و کرم دیکھا اولاد کیواسطے بھی تبقدر اس منصب عالی کی درخواست کی
اوسپر حکم ہوا کہ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿ یعنی میرا عہد ظالمون کو نہ پہونچیگا
مطلب یہہ کہ تمہاری اولاد سے وہی لوگ اس عہدہ پر مامور ہون گے جنہون نے
ظلم نکیا ہو آیت مذکورہ مین عہد سے اگر معنی عام مراد ہون جو عہد امامت و نبوت
دونون کو شامل ہے تو بتکلف یہہ مطلب کہ آثم و عاصی مستحق نبوت نہین آیت سے حاصل
ہے اور اگر مقصود خاص عہد امامت ہو کہ ابتداے آیت مین صراحتاً موجود ہے اسصورت مین

گنہگارون کا لائق نبوت نہونا بطریق اولی ثابت ہوگا اسواسطیکہ درجہ نبوت بسبب
مفاد آیۃ کریمۃ وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا کے ملزوم متبوع رتبہ امامت
سے ہے چوتھی دلیل سورہ احزاب مین ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ
مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ
مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا اس آیت سے یہ بات ثابت ہے کہ بنسبت عام آدمیون کے حضرات
انبیا سے جد وجہد اکتساب حسنات اور استیصال وقطع منکرات وسیئات کیواسطے خدا
پاک نے عہد شدید ومیثاق غلیظ لیا ہے اور بنص یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا سائر الناس کی مانند انکو بھی اتیان اعمال صالحہ وبندگی اور
سجا آوری تکالیف شرعیہ وفرمان بری سے مامور ومکلف کیا ہے عصیان ونافرمانی
اور کفران وطغیانی کی صورت مین انبیا اللہ قاطع ما امر اللہ بہ ان یوصل اور ناقض عہد
ومیثاق ٹھہرینگے اور بدلالت مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ
عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ کے
طبقہ فجار سے معدود اور طائفہ فساق مین داخل ہونگے حالانکہ اون کا منجملہ
صالحین وراغبین حسنات اور زمرہ محسنین ومسارعین فی الخیرات سے ہونا اور ہر وقت
وہر لحظہ دعا وعبادت اور خوف وخشوع مین رہنا قران کی آیات بینات سے ثابت ہے
قال تعالیٰ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ وَ
جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ

وَاِیْتَاءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عٰابِدِیْنَ وقال تعالی اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی
الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ اور نیز نقض عہد و
مخالفت امر کی وجہ سے بمفاد آیت ثانیہ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ
بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی
الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْءُ الدَّارِ چاہیئے کہ انبیا اللہ بے وفا
وبعید از رحمت پروردگار اور لائق عذاب مستحق نار ہون اور یہہ بھی بالکل خلاف ہے
آیات کثیرہ ونصوص صریحہ کے جو دال ہین کہ عند اللہ وہ لوگ سب خلق سے زیادہ مکرم و
پسندیدہ اور دنیا وعقبی مین وجیہ اور محترم وبرگزیدہ ہین پانچوین دلیل سورہ صاد
مین ہے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ بر تقدیر گناہ وتقصیر انبیا ورسل مفسدین فی الارض مین
داخل ہونگے یا منجملہ فجار اون کا شمار ہوگا شق اول بدینوجہ کہ مراد اوس سے کفار
اشرار ہین باتفاق عقل ونقل باطل وبے اصل ہے اور ثانی بشہادت نص قرآنی اِنَّا
اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ غلط محض وبے اعتبار ہے اسواسطے کہ فساق
وفجار بلاتردد وشک مستحق جہنم وقابل عقوبت ہین کما قال تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ
وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ چھٹی دلیل اختیار ذنوب ومعاصی اور ارتکاب منا کر ومناہی پر
انسان کو دو چیزین باعث وداعی ہوتے ہین اول ضلال واغوائے شیطان ثانی اتباع
شہوت وہوائے نفس اور حضرات انبیا سے یہہ دونون امر جزما مفقود ومرتفع ہین اول

سوا اسکےکہ وہ لوگ حسب قول إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ و
إِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ مقبول و مخلص پروردگار ہین اور موافق ارشاد
الٰہی إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ اور إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ
عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ
وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ بلکہ خود باعتراف ابلیس لعین لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ
إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ مقربان خاص و بندگان با اخلاص پر شیطان کو
قوت تصرف و سلطان نہین اور رفع ثانی کی یہہ وجہ ہے کہ اتباع ہوا سراسر ظلم و
گمراہی اور مناقض و منافی ہدایت الٰہی ہے کما قال عز سلطانہ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ
هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ساتوین
دلیل سورہ حجرات مین ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا
أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ اس آیت کے بموجب
ہر شخص کو یہہ امر ضروری ہے کہ جب اوسکے پاس کوئی فاسق کچھہ خبر لاوے بمجرد اوسکے کہنے کے
صدق قضیہ پر اعتبار و اعتماد نہ کرے تا وقتیکہ تفتیش و تحقیق کما ینبغی نکرلے ورنہ ایسے
اذعان و تصدیق کے بموجب عامل و کاربند ہونے سے اوسکو ندامت و شرمندگی اوٹھانی
ہوگی اور ظاہر ہے کہ فساق و فجار اگر مشرف برسالت و نبوت ہون گے مخلوق کو تبلیغ احکام
پروردگار لا محالہ کرین گے اور اوامر و نواہی اور اخبار جزا و سزا اور قضایائے حشر و
نشر کو موافق الہام و وحی بالضرور نقل کرینگے اور بدینوجہ کہ اونکی تکذیب یا انکار مین خسران

صریح اور ہلاکت ابدی کے مدعی ہونگے اور حصول فرحت دائمی ورضاے پروردگار عالم کو
اپنی ہی اطاعت واتباع مین محصور ومنحصر کہینگے کما قال تعالی یا بنی آدم اما یاتینکم
رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ھم
یحزنون والذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا اولئک اصحاب النار ھم
فیہا خالدون لوگون کو بحکم نقل اور نیز از روے ارشاد عقل اون کے اقوال واخبار
کی فکر تحقیق وتصدیق بہ نسبت تمامی مہمات دنیوی وضروریات زندگی کے بدرجہا زیادہ ہوگی
ہم پوچھتے ہین کہ اسحالت مین واسطے ہدایت کے آیا دوسرا سلسلہ انبیا کا قائم ہوگا
جن سے امر حق معلوم ومحقق ہو یا نہین شق ثانی باطل ہے اسواسطے کہ خداے پاک کا
یا تو عین ضلالت وگمراہی مین خلق کو چھوڑ دینا یا باوجود مخالفت عقل ونقل اونہین
فاسقین کی اطاعت وتابعداری پر مجبور کرنا لازم آویگا اور یہہ دونون امر اوسکی
رحمت عامہ اور حکمت تامہ کے بالکل مضاد ومنافی ہین معہذا یہہ امر قطع حجت ورفع عذر
گمراہون کے واسطے بہی غیر کافی ہے وقد قال تعالی رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون
للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل اور بر تقدیر اول انتہا ایسے سلسلہ کیجانب لابد
جسکا ہر فرد گناہ سے پاک وبے لوث ہو اور زہد وورع اور دیانت وتقوی کے سبب
سبکے نزدیک معتمد وذی وقار اور تدین وامانت کیوجہ سے عند الخواص والعوام
اوسکا قول وفعل مستند ولائق اعتبار ہو ورنہ اونکے واسطے بہی احتیاج دوسرے
مصدق کے ہوگی وکذلک الی ما لا نہایۃ لہ فاما ان یعود فیلزم الدور او یتسلسل حتی

يتحقق التسلسل و قد ثبت في الفلسفة امتناعهما بالكلية اور حسب ضرورت وجود معصوم
واسطے ہدایت کے ثابت و معلوم ہوئی پس حضرات انبیا کی جانب فسق و عصیان یا
بغاوت و طغیان کا منسوب کرنا خلاف ایمان و اعتقاد اور سراسر ضلالت و فساد
ٹھہرا آٹھوین دلیل سورہ آل عمران مین ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ
اِبْرٰهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ یعنی خدا تعالی نے حضرت نوح و آدم
اور آل عمران اور اولاد ابراہیم کو جمیع قبائل و اشخاص عالم سے منتخب و برگزیدہ فرمایا
عطاے نبوت و رسالت سے اماثل و اقران پر اون کو فضل و شرف بخشا اور سورہ
صاد مین فرمایا وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ
وَالْاَبْصَارِ اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ
الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ اور سورہ توبہ مین ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ اس سے
معلوم ہوا کہ تمامی انبیا گناہون سے معصوم و بری اور زلل سے پرہیزگار و متقی ہے
ورنہ اگر سائر الناس کے مانند گنہگار اور فسق و فجور مین منہمک اور ذنوب و معاصی کے
مرتکب ہوتے سب سے زیادہ ارجمند و وجیہ عند اللہ مع عدم وجہ الترجیح کیونکر ٹھہرتی
بلکہ بموجب ارشاد رب العالمین وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اس عہدہ جلیلہ سے
ہے ہرگز معزز و سربلند نہوتے نوین دلیل انبیا اللہ در آنحالیکہ آثام و معاصی سے
غیر مجتنب اور نا فرمانی خدا سے خود محترز نہ تھے او سوقت دعوت خلق الی الحق اور
تبلیغ احکام موافق وحی و الہام کرتے تھے یا نہین شق ثانی بشہادت عقل و نقل

باطل ہے دلیل عقلی یہہ کہ ہجران وترک وعظ وپند کی صورت مین بعثت ورسالت محض
لغو وغیر مفید ہوگی اور یہہ مستلزم ہے اعتقاد اسناد فعل عبث کو خدا کی جانب
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور شہادت قران وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ
بِأَمْرِنَا تک سے نقلاً اسکا بطلان ثابت ہے اور صورت اولی بہی عقلاً ونقلاً غلط ہے
برہان عقلی تو یہہ ہے کہ آدمی جس فعل کا خود مرتکب ہوتا ہے اگر کچہہ بہی شرم وحیا رکہتا ہے
دوسرون کو اوسکی نسبت ہرگز وعظ ونصیحت نہین کرتا انہماک فی الشہوات کے وقت
بخوف طعن وتشنیع ارباب عناد وعداوت اور نیز بتقاضاے شرافت کہ عروض ندامت و
خجالت ہے چونکہ دوسرون کی تذکیر وتعلیم مین قبول حق کی امید نہین رہتی بلکہ فعل
منہی عنہ پر بعکس مرام لوگون کا اصرار بڑہتا ہے اور اقوال واعظ کی تعمیل سے جہال کو
سخت انکار ہوتا ہے اور اسکی ناحق کا خیال اور بہی تعرض احوال سے کنارہ کشی اور جانب
سکوت وخاموشی پر ہے مجبور کرتا ہے پس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا موقع اوسکے
ہاتہہ کیطرح نہین لگ سکتا اور نقلاً اسواسطے کہ خود خداے پاک بہی اس شیوہ کو نہایت
مکروہ وقبیح اور مبغوض وناپسند رکہتا ہے اسی سبب سے جابجا اپنے کلام مین واعظین
غیر عاملین پر لعنت وملامت ازحد کرتا ہے قال تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ
تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ
وقال أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ اسصورت مین اون کی ہدایت وتبلیغ خلاف ارشاد خدا

وہ بلیغ الٰہی ہے کہ ہوگی نہ موافق الہام و وحی کے دسوین دلیل سورہ احزاب مین ہے
یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّأْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
ضِعْفَیْنِ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا اسکے بموجب خدا تعالی نے صدور ذنب و
قصور کو ازواج مطہرہ آنحضرت سے گناہ سخت وجرم شدید قرار دیا حتی کہ سائر الناس
کی بہ نسبت تضعیف عذاب کا اون پر وعید کیا اور یہہ حکم شرعی ایک قاعدہ عقلی پر مبنی ہے
وہ یہہ کہ جو آدمی معزز و ذی رتبہ اور صاحب تمیز وصحبت یافتہ ہو اوس سے صدور کلمات بیجا او
ظہور حرکات نازیبا نہایت ہی معیوب ومستبعد سمجھا جاتا ہے اہلیت وشائستگی اور لیاقت و
سنجیدگی کی وجہ سے اعمال حسنہ وافعال حمیدہ ہی کا کرنا ہمیشہ مطمح نظر رہتا ہے پس اگر
ارتکاب جرائم ومعاصی اور اختیارات محذورات ومناہی کی صورت مین وہ شخص ہر زیرک
و دانا کے نزدیک توہین زائد وعقاب اشد کا مستحق ہوتا ہے ما ورا اس حکم کے اور بہت سے
احکام قرآنی جیسے حر و عبد مین تفریق حد اور سختی عذاب مرتد اسی مناط کلیہ کی افراد مین
نظر برین ضرور تہا کہ انبیا کی نسبت قرآن مین وعیدین بکثرت مندرج ہوتین اونکی کفران
ونافرمانی پر ترتب عذاب الیم وعقاب شدید کا بیان ہوتا جہان کے فساق وفجار کیواسطے اونکا
مقتدا وسردار ہونا عیان ہوتا ولا اقل جیسا کہ اون گنہگارون کے باب مین جنہون نے اپنے
قصور وخطا پر اعتراف اور اقرار عصیان وخلاف کیا عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ
کہا گیا اور وعدہ قطعی واسطے مغفرت ورحمت کے نفرمایا عصاۃ انبیا کے حق مین بہی ایسا ہی
حکم نازل ہوتا اور جب اسکے برخلاف اون کا مقربین پروردگار اور مورد ومحل رحمت گردانا گیا

اور کبار محسنین و اخیار اور سردار صالحین و ابرار ہونا مصرح پایا بالیقین اس سے یہہ امر
ذہن نشین ہوا کہ وہ لوگ کسیطرح گنہگار اور ظالم و جفاکار نہ تھے بلکہ بالضرور ہر قسم کے معاصی
سے پاک اور خدا سے ہر دم خوفناک رہتے تھے گیارہوین دلیل امر بالمعروف و نہی عن المنکر
ہر وقت و ہمیشہ اہل اللہ کا طریقہ اور پیشہ رہا ہے ہر عصر مین یہہ امر عند اللہ محمود و مستحسن اور
حامی حدود اللہ رحمت کثیر کا مستحق اور لائق ذکر حسن ہوا ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت
لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ مین خیریت امت اوسی سے متعلق
و مرتبط ہے اور اسکے یہہ مقدمہ آیات کثیرہ سے بخوبی مفہوم و مستنبط ہے پس دران حالیکہ
نبی بذات خود منکرات کو اختیار کرے اور منہیات پر بیباک و جری ہو جائے کہ اوس وقت بنظر
اقامت حدود شرعیہ و تغییر منکر اوسکے معاصرین کو ایذاء و تکلیف اور زجر و توبیخ نبی جائز
بلا خطر ہو جاوے بلکہ بعض صورتون مین اوسکے قتل تک مین اجر کثیر و ثواب وافر ملجاوے اور
یہی لازم آتا ہے کہ وہ نبی بذریعہ تادیب و تنبیہ دوسرون کے مستیقظ و مہتدی ہوا اور ترک
معاصی مین اونہین کا مطیع و مقتدی رہے حالانکہ یہہ دونون امر وضع اور شرع کے خلاف
ہین قال تعالی وَالَّذِینَ یُؤذُونَ رَسُولَ اللہِ لَہُم عَذَابٌ اَلِیمٌ وقال اِنَّ الَّذِینَ
یُؤذُونَ اللہَ وَرَسُولَہٗ لَعَنَہُمُ اللہُ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُم عَذَابًا
مُّہِینًا وقال لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللہِ اُسوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَن کَانَ
یَرجُوا اللہَ وَالیَومَ الاٰخِرَ وَذَکَرَ اللہَ کَثِیرًا وقال وَجَعَلنَاہُم اَئِمَّۃً یَّہدُونَ
بِاَمرِنَا بارہوین دلیل سورہ حجرات مین ہے وَلٰکِنَّ اللہَ حَبَّبَ اِلَیکُمُ الاِیمَانَ

وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک
ہم الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم دیکھو یہان آنحضرت کے
اصحاب کی خدا تعالی نے یہہ ثنا و صفت فرمائی کہ وہ لوگ ذنوب و معاصی بانواعہا الثلثۃ کو
کہ کفر اور عصیان و فسق ہین نہایت مبغوض و مکروہ سمجھتے ہین اصلاح قلب و عمل کو کہ شان
کمال ایمان ہے بدل مرغوب و محبوب رکھتے ہین اسیواسطے خدا کے فضل و نعمت بنہایت کے
وہ حاصل کرنیوالے ہوئے اور قبل آیت مذکورہ کے یہہ ارشاد فرمایا اولئک الذین
امتحن اللہ قلوبہم للتقوی یعنی خدا نے اون کے دلون کا پرہیزگاری و تقوی
کے واسطے بخوبی امتحان کرلیا ہے اور سورہ نور مین اونہین کی نسبت یہہ کہا یسبح
لہ فیہا بالغدو والاصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ
واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار
یعنی کسیوقت مین یاد خدا سے وہ لوگ غافل نہین ہوتے بظاہر گو بیع و شرا مین مشغول ہون یا دوسرے
کاروبار دنیوی مین مصروف مگر بالمعنی خدا کا خوف ہر دم وہر لحظہ رکھتے ہین اب ہم کہتے ہین
کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین گنہگار نبیون سے عند اللہ افضل واکرم ہین یا نہین بطلان
شق ثانی بمفاد ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کما ینبغی تیقن و اذعان ہے اور
یعنی تحقیق اکرم تم مین سے اللہ کے نزدیک زیادہ تقوی والا ہے ۱۲
حسب دلالت انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار وانہم عندنا لمن المصطفین
الاخیار اور بشہادت وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا وغیرہا کی شق اول ہی غیر ثابت
ہے اسلئے کہ کوئی آدمی گو کیسا ہی عابد و خاشع اور زاہد و متواضع کیون نہو انبیا کا

ہرتبہ و ہم قدر اور عزت و بزرگی مین اون کا ہمجنب و ہمسر نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ صدور ذنوب ہے حضرات انبیا سے ممتنع الظہور ہے اور نسبت عصیان و گناہ جسے اونکی جانب بڑا جرم و قصور ہے۔ تیرہوین دلیل سورہ یوسف مین ہے لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ یعنی ہم نے برہان رب کا اظہار یوسف پر اسواسطے کیا تاکہ برائی و بیحیائی کو اون سے علیحدہ رکہین اسلیئے کہ وہ ہمارے بندگان با اخلاص سے ہے حضرت یوسف سے صرف سوء و فحشا کی علت بلحاظ الفاظ آیت مزید قرب و کمال اخلاص وخصوصیت ہے بوجہ عموم علت اسمقام سے معلوم ہوا کہ انبیای عظام و مرسلین کرام سے جو عمدہ مقربین بارگاہ و قدوہ مخصوصین درگاہ ہین خود خدای پاک کو صرف عصیان و گناہ کا لحاظ رہتا ہے اور بمقتضای کمال رحمت و حکمت قصور و خطا سے اونکو خود ہی محفوظ و معصوم رکہتا ہے وہی اون کیواسطے ہر دم مودب شفیق ہے اوسکی جانب سے ہمیشہ توفیق دستگیر و رفیق نہ شیطان کو اون پر اغوا کی مجال ہوتی ہے اور نہ بمقتضای ہوا نفس کو مہلت سوال ملتی ہے اور جب کہ رحمت خدا اون پر اسقدر ہو تو وہان شیطان کا کیونکر گزر ہوا اور جب عصمت انبیا بشہادت عقل و نقل معاصی سے ضرور ہوئی ارتکاب شرک و بت پرستی و اجراء فسق و فجور کے نقل اون کی جناب سے سراسر لاحول ورا و صریح کذب و زور ٹہری **تذنیب** قران کی جو بعض آیات سے صدور عصیان و ذنوب حضرات انبیا سے مستفاد و مستنبط ہے اوسکو ہماری اس تقریر کے منافی سمجہنا نہ چاہیئے اسلیئے کہ متنازع فیہ و مبحوث عنہ وہ امر ہے جسکے ارتکاب مین اتباع شہوات نفسانی یا اقتضا

اغوای شیطانی متصور ومتخیل ہو اور بحسب القران جو انبیا کی جانب گناہ وعصیان منسوب
ہین کوئی جرم وگناہ اون مین ایسا مذکور نہین جسکا ارتکاب شہوت رانی کی قصد سے
یا بغرض التذاذ نفس ہو سکتا ہو جو معصیت حقیقی ہے بلکہ وہ باجمعہا از قبیل ترک اولی ہین
جسکو بزبان شرع زلت بولتے ہین جیسے کسی حادثہ مین انتظار وحی نکرنا اپنے اجتہاد
وبرائے سے اوسپر کچھہ حکم دیدینا یا بوجہ عدم تدبر وقلت تامل مکروہ تنزیہی کا کسیوقت
مین خفیف تصور کرلینا جسکا مرتکب عند الناس مستحق لوم وعتاب نہین ہوتا اور نہ عند اللہ
مباشر اوسکا قابل عذاب وسزا ٹھہرتا ہے اور ایسی ہی ہے قول وفعل مین بحسب الوقت
کبھی اختیار رخصت وترک عزیمت کہ بنظر شان غایت تقرب وتوکل علی اللہ اونکیلیے مناسب
وشایان نہین اوسوقت مین جو اونکو اللہ پاک نے عاصی ومرتکب قصور اور اپنی جناب
سے مستبعد ودور کہا ہے یا اون کی نسبت مجرمین کے مثل استعمال کلمات سخت وسست
اور عتاب شدید ودرشت فرمایا ہے منشا اوسکا وہی رفعت درجہ وعلو مرتبہ ہے دیکھو
زیادہ الفاظ سخت وشدید قران مین حضرت آدم کی نسبت وارد ہوئے ہین وَعَصٰی اٰدَمُ
یعنی اور نافرمانی کی آدم
رَبَّهٗ فَغَوٰی با اینہمہ اوسی قران مین قطع نظر اس سے کہ اونکو منجملہ ابرار واخیار شمار کیا ہے
نے رب اپنی کی پس بیراہ ہو گیا
اور جابجا مقبول کردگار کہا ہے اون کی معصیت کی بابت یہہ لکہا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا
یعنی اور البتہ تحقیق عہد کیا تہا ہمنے
اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا یعنی آدم سے صدور خطا سہو ونسیان
طرف آدم کے پہلے اس سے پس بہول گیا اور نپایا ہمنے واسطے اوسکے قصد خلاف کا
کی راہ سے ہوا نہ بقصد مخالفت ومعصیت خدا اور نہ بارادہ اتباع شہوت وہوا توریت
سے نظیر اسکی یہہ ہے کہ دشت سین کے متصل رفیدیم مین جب بنی اسرائیل نے حضرت موسی

پانیکے واسطے جہگڑا کیا اونہون نے خداوند سے فریاد کی کہ مین ان لوگون سے
کیا کرون وے سب تو ابہی مجہے سنگسار کرنیکو طیار مین خداوند نے فرمایا کہ بنی اسرائیل
کے بزرگون کو اپنے ساتہہ لے اور اپنا عصا جو تو دریا پر مارتا تہا ہاتہہ مین لے
دیکہہ مین حورب کی چٹان پر کہڑا ہون گا تو اوس چٹان کو ماریو اوس سے پانی نکلیگا اونہی
اوسوقت بنی اسرائیل کے روبرو خدا کی تقدیس نہ کرنے سے منجانب اللہ بغاوت
وسرکشی کا موسی وہارون پر الزام اور اس جرم سے بداعتقاد اون کا نام ہوا اور
اسی سبب سے زمین کنعان سے اونہیں محروم رکہا باب ۲۰ و ۲۷ گنتی مین یہہ حال
مفصلا مرقوم ہے اور انجیل لوقا کے موافق وقت بشارت حضرت یحیی کے ذکریا نے
فرشتہ کو کہا مین اسکو کیونکر سچ جانون کیونکہ مین بوڑہا ہون اور میری جورو کی
بڑی عمر ہوئی فرشتہ نے جواب مین کہا دیکہہ تو گونگا ہو جائیگا اور جس دن تک یہہ
چیزین واقع نہون بول نہ سکیگا اسلیئے کہ تو نے میری باتون کو جو اپنے وقت پر پوری
ہونگی یقین نکیا حالانکہ ان مین سے کوئی بات ایسی نہ تہی جسے تکبر ونخوت یا اتباع
ہوا وشہوت کسی کے خیال مین آوے بلکہ حسب عادت تساہل ومسامحت اور تعجب وحیرت
کی راہ سے وقوع اسکا ہوا کمال تقرب اختصاص ہی کے لحاظ سے فقط اتنی ہی
بات پر اونکو باغی وبداعتقاد ٹہرایا اور یہہ سیاست وتنبیہہ تہی اور گاہ گاہ تہدید و
چشم نمائی انواع حکم ومصالح اور بہت سے دقائق ومنافع پر محیط وحاوی ہے
مثلا ازانجملہ یہہ سبب عبرت وترغیب حضرت انبیاء علیہم الصلوۃ جانب گریہ وزاری ہے

کہ مقتضای کمال خلاص و ادب و تقرب جناب باری ہے اور یہہ باعث اسکا ہے کہ اونکے
نامہ اعمال مین خیر کثیر درج و ثبت ہوا اور بدینوجہ سائرالناس کی بہ نسبت وہ زیادہ تر رحمت
ربانی و عنایات سلطانی کے مورد و مستحق ہوں اور ازانجملہ ابطال و استیصال زعم وخیال تقدس
و پرہیزگاری ہے کہ عروض نخوت و کبر و عجب و خود بینی و دیگر رذائل نفسانی کیواسطے
سبب و بنا ہی اور ازانجملہ اس سے رفع حجت و قطع عذر دوسرے عصاۃ و نافرمانونکا
بخوبی متصور ہے اور صورت غایت عبرت و تحذیر اور اتمام انذار و تخویف ہے اور یہہ
جواب موافق مشرب بعض علماے اہلسنت کے ہے فقط ورنہ بعض متکلمین و حضرات صوفیہ
اور طائفہ امامیہ نے صدور زلت کو بہی روا نہین رکہا اور رشد و مد عروض سہو و غفلت کو
بہی ممنوع و مسترد کیا ہے بنظر تکمیل دلیل عقلی و نقلی اون آیتون کو جنسے زلت مترشح
ہے ماول و معروف عن الظاہر کیا ہے اسمقام سے عصمت کا ثبوت موافق قواعد
اسلام کے تو بخوبی روشن و مبرہن ہوگیا اب باعتبار اصول مسلمہ مذاہب سائرہ کے جانچنا
اوسکا باقی رہا اہل کتاب کا تو یہہ اعتقاد ہے کہ کوئی رسول و نبی گو کیسا ہی برگزیدہ اور
خدا کا مقبول و مقرب بندہ کیون نہوا وسکے عصیان و نافرمانی سے محفوظ نہین رہا
ہر قسم کے گناہ باقتضای نفس و شہوت ہر نبی سے سرزد ہوئی چنانچہ بیبل کے بموجب جن
لوگون مین کہ خاص روح خدا کی تہی اور خود خدا اون کے ساتہہ رہتا تہا اور بالمشافہ وہ
اون سے ہمکلام ہوتے اور ہمیشہ وحی و الہام اون کو ہوتا تہا کسی کو خدا اپنا بڑا بیٹا
اور کوئی اوسکا اکلوتا بیٹا کہلاتا وہ عمر بہر لذات نفسانی مین منہمک اور مرضیات شیطان

کی موافق کاربند رہے وعدہ خلافی و عہد شکنی اور اکاذیب و مفتریات اور فریب و مکر کا کیا ذکر
زنا و بدمستی اور خدا سے بے اعتقادی اور شرک و بت پرستی اور ناحق قتل نفس اور خدا
پر بہتان و افترابندی بہی اون سے نہ بچی بطور تمثیل اسکے بہی چند شواہد عہد عتیق سے مین
نمبر اول یہان پر لکہتا ہون اوّل کتاب پیدایش کے ۹ باب مین ہے اور نوح کہیتی باڑی کرنے لگا
اور اوس نے انگور کا باغ لگایا اور اوس کی مے پیکر نشہ مین آیا اور اپنے ڈیرے کے
اندر آپ کو ننگا کیا اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکہا اور اپنے دو بہائیونکو
جو باہر تہے خبر دی تب سِم اور یافث نے ایک کپڑا لیا اور اپنے دونون کاندہون پر دہرا
اور پچہلے پانون جا کے اپنے باپ کی برہنگی کو چہپایا پر اون کی پیٹہہ اوسکی طرف تہی کہ
اونہون نے اپنے باپ کی برہنگی کو نہ دیکہا اسجگہ سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح شراب سے
مدہوش و مخمور اور نشہ سے ایسے بیخود و مسرور ہوگئے کہ حسن و تمیز برہنگی بہی اون سے مفقود
و مرتفع ہوگئے عریانی و بے ستری کا مطلقاً اونکو لحاظ نہوا شرم و حیا بالکل زائل و منقطع
نمبر دوم ہوگئی دوم باب ۱۹ پیدایش مین ہے اور لوط ضغر سے اپنے دونون بیٹیون سمیت نکلکر
پہاڑ پر جا رہا کیونکہ ضغر مین رہنے سے اوسے دہشت ہوئی اور وہ اور اوسکی دونون
بیٹیان ایک غار مین رہنے لگین تب بلوٹہی نے چہوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑہا ہے اور
زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کی موافق جارے پاس اندر آوے آو
ہم اپنے باپ کو مے پلا دین اور اوس سے ہم بستر ہووین تا کہ اپنے باپ سے نسل
باقی رکہین سو اونہون نے اوسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور بلوٹہی اندر گئی اور

اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اوس نے اوسکے لیٹتے اور اوٹہتے وقت اوسے پہچانا اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹہی نے چہوٹی سے کہا کہ دیکہو کل رات کو مین اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آو آج رات بہی اوسکو مے پلا دین اور تو بہی اوس سے جا کے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکہین سو اوس رات کو بہی اونہون نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چہوٹی اوٹہکے اوس سے ہم بستر ہوئی اور اوس نے اوسکے لیٹتے اور اوٹہتے وقت اوسے نہ پہچانا سو لوط کی دونون بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اوسکا نام موآب رکہا وہ موآبیون کا جو اب تک ہین باپ ہوا اور چہوٹی بہی ایک بیٹا جنی سو اوسکا نام بنی عمی رکہا وہ بنی عمون کا جو اب تک ہین باپ ہوا دیکہو اسکے موافق حضرت لوط نے اپنے بیٹون کے ہاتہ سے دو دن تک برابر شراب پی اور نشہ سے ایسے غافل و سرشار و لا یعقل و بدحواس ہوئے کہ تن بدن کا کچہہ بہی ہوش نرہا حتی کہ اپنے بیٹی سے مجامعت کی اور خبر نہوئی مزید لطف یہہ کہ یہی فعل قبیح دو بار بتکرار اون سے سرزد ہوا اور مطلقاً اون کی سمجہہ مین نہ آیا اور بعد از ظہور حمل و معائنہ ولادت تبیر لن کے بعد بہی اس راز نہان کی تحقیق و تفتیش نکرنا اور یہی معاملہ تعجب انگیز ہے نہ اصل باعث و بانی کو تعزیر و سزا دی اور نہ جرم گذشتہ پر جناب مین الحاح و زاری اور عجز و دعا کی سوم حضرت یعقوب کا مکر و فریب کرنا عیص بنی کیو اسطے اپنی گردن اور ہاتہون پر بکری کے بچون کی کہال لپیٹ لینا اور اپنے باپ اسحاق کو دہوکا دینا اور وقت استفسار دو تین بار آپکو تبکرار عیص بتلانا اور دغا سے اپنے بڑی بہائی کا

حق اوڑالینا بتفصیل تمام باب ۲۷ کتاب پیدائش مین مذکور ہے چہارم باب ۳۰ مین ہے
کہ یعقوب نے اپنے ماموں لابن سے اجرت گلہ چرائی چتکبری بہیڑ اور داغدار بکری ٹہرائی
یعقوب نے ہری لبنی اور بادام اور عرمون کی چھڑیان لیکے اون کو گندہ دار کیا ایسا
کہ چھڑیون کی سفیدی ظاہر ہوئی سو اون چھڑیون کو جن پر گندہ بنائے ہے حوضون
اور نالیون مین جہان گلے پانی پینے آتے تھے گلون کے آگے رکھا تاکہ وے جب پانی
پینے آوین تو گرما ئین چنانچہ گلے چھڑیون کے آگے گرمائے اور وے گندہ دار اور داغی
اور ابلق بچے جنین اور یعقوب نے بہیڑون کے اون بچون کو الگ کیا اور اوس نے
اپنے گلون کو جدا کیا اور یون ہوا کہ جب موٹے جانور مستی پر آئے تو یعقوب نے چھڑیونکو
نالیون مین اونکے آنکھون کے سامنے رکھا تاکہ وے ان چھڑیون کے آگے مستی پر آوین
پر جب دبلے جانور آئے اوس نے اونہین وہان نرکھا سو دبلے لابن کے اور موٹے
یعقوب کے تھے چنانچہ وہ مرد بڑہتا چلا گیا اور بہت سے گلون اور باندیون اور نوکرون اور اونٹون
اور گدہون کا مالک ہوا انتہی یہان سے حضرت یعقوب کی عیاری و چالاکی و بنظر جلب
مال و منفعت اور حرص دولت و ثروت بخوبی عیان ہے بوجہ حب جاہ مکر و حیلہ کی راہ سے
بکری اور بہیڑون کے بہت سے گلون کو اپنا بنالیا من بعد یہ بہی ترقی کی اپنے
گلون کو تو کما ہینبغی فربہ اور تیار کیا اور اونہین کے ساتھ اپنے مربی ماموں کی بکری
بہیڑون کو ضعیف و کمزور بنا دیا گلہ چرانے پر اچھی اجرت ٹھہرائی لابن کی کل دولت
دکہائی اونہین کے دست مزد مین آئی کیا خوب دنیا سے استغنا اور مالک کی خیر خواہی

پیدایش

پنجم باب ۳۴ مین ہے کہ حمور کی بیٹی سکم نے حضرت یعقوب کے بیٹی دینہ سے ملکر زنا کیا
اور مین بعد اپنے باپ سے اوسکی تزویج کی اپنے ساتھہ درخوہست و تجویز کی تب سکم کا باپ
حمور یعقوب کے پاس گیا اور یون گفتگو کی کہ میرے بیٹے سکم کا دل تمہاری بیٹی سے اٹکا
اوسے اوسکے ساتھہ بیاہ دیجے ہمارے ساتھہ سمدہیانہ کرو اپنی بیٹیان ہمکو دو اور ہماری
بیٹیان آپ لو اور ہمارے ساتھہ رہو یہہ زمین تو تمہارے آگے ہے اوسمین رہو اور سوداگری
کرو اور اوسمین ملکیت رکھو تب یعقوب کے بیٹون نے سکم اور اوسکے باپ حمور کو اس سبب
سے کہ اون کی بہن دینہ کو بیحرمت کیا مکاری سے جواب دیا اور اون سے کہا کہ ہم یہہ
نہین کرسکتے کہ ایک نامختون مرد کو اپنی بہن دیوین کہ اسمین ہمپر بڑا حرف ہے لیکن
اسپر ہم تمسے راضی ہوجاینگے کہ تمہارے ہر مرد کا ختنہ کیا جاوے تب ہم اپنی بیٹیان
تمہین دینگے اور تمہاری بیٹیان لینگے اور تم مین رہینگے اور ہم سب ایک قوم ہوجاینگے
پر اگر تم ہماری نہ سنوگے تو ہم اپنی لڑکی لے لینگے اور چلے جاینگے اونکی باتین حمور
اور اوسکے بیٹے کو پسند ہوئین اور اپنے شہر کے لوگون سے یہہ گفتگو کرنے لگے تب اون
سبھون نے جو اوس شہر کے پہاٹک سے آیا جایا کرتے تھے ہر مرد نے ختنہ کروایا اور
تیسرے دن جب وے درد مین مبتلا تھے تو شمعون اور لاوی اپنی اپنی تلوارین لیکے شہر
آپڑے اور سب مردون کو قتل کیا اور سکم کے گھر سے دینہ کو لیکے نکل گئے اور شہر کو
غارت کیا اون کی بھیڑ بکریان اور گائے بیل اور گدہے اور جو کچھہ شہر اور کھیت پر تہا
لوٹ لیا اور اون کے سب بچے اور اون کی جوروان لیگئے اور سب کچھہ جو گھر مین تہا

لوٹکے صاف کیا انتہی ملخصاً قطع نظر اس سے کہ مفاد عبارت منقولہ رضلے حضرت یعقوب مکر وکید پر واضح ہے اور باوجود ادراک مخالفت وعدہ وخلف عہد سے اپنے بیٹون پر انکار وجحد نفرمایا عوض ایک مجرم کے اوسکے باپ پر تمامی اقارب واعزہ بلکہ جمیع ہموطنون پر آفت شدید کالانا اور بالخصوص سابقہ شہر کے سبب رہنے والون کو عموماً بیدریغ تہ تیغ کروا ڈالنا اور بے قصور و بے سبب اونکے کل اموال و امتعہ کو ضبط کر کے اپنے تصرف وقبضہ مین لے آنا اور عورات بے تعداد و ہزارہا یتیمون کو بغیر حکم خالق اپنا بندی و غلام بنا لینا کہ صریح سفاکی اور جور و بیدادی ہے ہر عاقل و ماہر پر بخوبی ظاہر و باہر ہے ششم باب ۲ کتاب خروج مین ہے جب موسی بڑا ہوا تو اپنے بہائیون پاس باہر گیا اور اونکی مشقتون کو دیکھا اور دیکھا کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو ایک اوسکے بہائیون مین سے تہا مار رہا ہے پہر اوس نے ادہر اودہر نظر کی اور دیکھا کہ کوئی نہین تب اوس مصری کو مار ڈالا اور ریت مین چہپا دیا انتہی مصری اپنے ظلم و جبر سے ایسے انتقام شدید و سزاے سخت کا ہرگز مستحق نہوا تہا کہ اوسکو حضرت موسی مار ڈالین ہمدردی وہم قومی کے لحاظ سے وقت تظلم اسرائیلی کو مشقت سے چہوڑا لیتے اور نہایت درجہ بحکم جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا بمقدار تعدی مصری کو تکلیف و توبیخ دیتے نہ کہ عمداً اوسکو قتل کر کے پیوند زمین بناتے کہ ظلم و جفا سے ظاہرہ اور ستم شدید و عقوبت زائدہ ہے

عوض بدی کا بدی ہے اوسکی مثل ۱۲

ہفتم باب ۴ خروج مین ہے تب موسی نے خداوند سے کہا کہ اے میرے خداوند مین فصاحت نہین رکہتا نہ تو آگے سے اور نہ جب سے کہ تو نے اپنے بندہ سے کلام کیا اور میری زبان

اور باتون مین لکنت ہے تب خداوند نے اوس سے کہا کہ آدمی کو زبان کس نے دی اور
کون گونگا یا بہرا یا بینا یا اندھا کرتا ہے کیا مین نہین کرتا جو خداوند ہون پس اب تو جا
اور مین تیری بات کے ساتھ ہون اور تجھکو سکھاؤنگا جو کچھہ تو کہے گا تب اوس نے
کہا کہ اے میرے خداوند مین تیری منت کرتا ہون جسکو چاہے تو اوسکے وسیلہ سے بھیج
تب خداوند کا موسی پر غصہ بھڑکا انتہی اور اسی باب مین قبل اسکے یہہ مذکور ہو چکا ہے
کہ تین معجزے جناب باری سے حضرت موسی کو عطا ہوئے اور باب سوم کے موافق خدا نے اون سے
یہہ وعدہ فرمایا کہ یقیناً مین تیرے ساتھ ہونگا با این ہمہ ہیبت فرعون کا اون پر ایسا اثر
ہوا کہ رسالت الہی کو بھی کچھہ نہ سمجھا اور رد کیا اور اپنی لکنت و عدم فصاحت کو سبب منع
گردانا اوسپر اللہ تعالی نے اپنی صفت تکوین و ایجاد اور کمال قدرت کو یاد دلایا اور
تعلیم و اصلاح کا عہد و وعدہ فرمایا مگر حضرت موسی کو اوسپر بھی جمعیت خاطر اور
اطمینان باطن ظاہر نہوا اور خوف فرعون بدستور سابق ذہن نشین اور دل مین جاگزین
رہا چنانچہ اخر الامر اسی سبب سے بلا اظہار سبب اور بغیر تشریح عذر و علت واسطے برارت کے
اجازت طلب کی اور فقط منت و سماجت کے ذریعہ سے منظوری استعفا چاہی حتی کہ
غضب الہی اون پر بھڑکا سبحان اللہ کیسے رسول برگزیدہ اور مخلص و مقرب خدا تھے کہ
اوسکے وعید و وعدہ پر اعتقاد تام نرکھتے تھے اور باوجود گفتگوی بلا وساطت و رتبہ
ہمکلامی قول و قدرت خدا پر اعتماد برائے نام بھی نرکھتے تھے محمد رسول اللہ صلعم پر
جب آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی پہرہ اور چوکی کو یکقلم قطع کردیا
اور اللہ بچاتا ہے تجھکو آدمیون سے ۱۲

باوجود کثرت مخالفین کہ یہود و نصاری اور مشرکین تھے آپنے اپنی محافظت لوگونسے
کسیوقت نہ چاہی بے خوف و ہراس تبلیغ و دعوت کرتے رہے اور بجون ذلت و ضرر کا
پھر کبھی خطر نکیا مفاد اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ
اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ہے ہم تو حضرت موسی و جملہ انبیاے گزشتہ کو بہی واللہ باللہ اسطرح جانباز
و متوکل علی اللہ سمجھتے ہین لیکن ہمقام پر جو اون کی نسبت لکھا وہ بنا بر توریت ہے کہ
باعتقاد ہماری آیت و حدیث نہین بلکہ کلام مختلق و محرف ہے ہشتم حضرت ہارون علیہ السلام
کی نسبت جنکی رسالت و نبوت توریت کے مواضع متعددہ سے بالنص ثابت ہے اور
بارہا خدا کو بچشم خود اونہون نے دیکھا ہے اور بلا توسط احکام باری اپنے کانون سے
سنے بشراکت حضرت موسی اور بذات خود علیحدہ مخاطب باوامر و نواہی جناب الہی رہے
اور معجزات کثیرہ اون سے صادر و ظاہر ہوے کہانت خداوندی و خلافت موسوی کا
رتبہ اونہون نے پایا اور از روے باب ہیزدہم کتاب گنتی خود خدا اونکی میراث مین آیا
باب ۳۲ کتاب خروج مین یہہ لکھا ہے اور جب لوگون نے دیکھا کہ موسی پہاڑ سے
اوترنے مین دیری کرتا ہے تو وے ہارون کے پاس جمع ہوے اور اوس سے کہا کہ
اوٹھہ اور ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلین کیونکہ یہہ مرد موسی جو ہمین مصر کے
ملک سے نکال لایا ہم نہین جانتے کہ اوسے کیا ہوا ہارون نے اونہین کہا کہ زیور سونے
کے جو تمہاری جوروؤن اور تمہارے بیٹون اور تمہاری بیٹیون کے کانون مین ہین
توڑ کے مجھہ پاس لاؤ چنانچہ سب لوگ سونیکے زیور جو اون کے کانون مین تھے توڑ توڑ کے

ہارون کے پاس لائے اور اوس نے اون کے ہاتھون سے لیا اور ایک بچہڑا ڈہالکر اوسکی صورت
حکاکی ہتھیار سے درست کی اور اونہون نے کہا کہ اے اسرائیل یہہ تمہارا معبود ہے
جو تمہین مصر کے ملک سے نکال لایا اور جب ہارون نے یہہ دیکہا تو اوسکے آگے ایک
قربان گاہ بنائی اور ہارون نے یہہ کہکے منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے
اور دوسرے صبح کو اوٹھے اور سوختنی قربانیان چڑہائین اور سلامتی کی قربانیان گذرانین
انتہی حضرت ہارون نے اسکے بموجب بنی اسرائیل کی مرضی پاتے ہی دوسرا معبود
بنایا صرف اون کی خاطر ایک ہی بار کہنے پر بلا جبر و اکراہ سونیکا بچہڑا گڑہا اور
درست کیا اور اوسکی عبادت کی واسطے کل قوم کی دعوت کی اور قربانی کے لیے
بذات خود لشکر مین منادی کی اور اوسکے روبرو ناچ رنگ کرایا اور خوب سرود
راگ گوایا اور وہ روز روز عید ٹہرایا اب کہو خدا کی توحید سے یا تو حضرت ہارون
جاہل و ناواقف تہے کہ بانی شرک و مبتلاے فعل شنیع ہوئے اور اوسکی بہلائی برائی اونکے
ذہن عالی مین نہ آئے یا دیدہ و دانستہ اونہون نے اپنے آپ کو اوس سے باز نہ رکہا
بجاے ہدایت و پند اپنی قوم کو عمداً ضلالت و گمراہی مین پہنسایا اور اس گناہ کی عوض مین
تین ہزار آدمیون کو مفت مین مروا ڈالا اس پر طرہ یہہ ہے کہ اودہر پہاڑ پر خدا نے
حضرت موسی کو ہارون کے مقدس کرنیکا حکم دیا اور بنظر زیادت عزت و وقعت اونکے
واسطے مقدس لباس افود اور جبہ اور جیر اس و منقش کرتا اور کلاہ و پٹکا تجویز فرمایا
چنانچہ باب ۲۸ خروج مین مصرح ہے اور اودہر لشکر بنی اسرائیل مین خدا کیواسطے

ہارون نے دوسرا شریک گڑھکر بنایا اور اوسیکو معبود و خداوند سب کا بتلایا نہ ہارون کے دل پر اوس قال و مقال کا اثر ہوا اور نہ خدا کو یہہ حال و مآل منکشف و ظاہر ہوا چہ خوش ع وزیری چنین شہریاری چنان + نہم شمسون جسکے ولادت کی بشارت فرشتہ نے اوسکے والدین کو دی تھی اور رحم مادر سے ہی وہ خدا کا نذیر ہوا اور کم عمری ہی مین خداوند نے اوسے مبارک کیا اور خداوند کی روح اوسے وقت بوقت اوبہارتی رہی بہت سے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزے اوسکے ہاتہہ سے ظاہر ہوئے روح الہی نے بارہا اوسپر نزول کیا بنی اسرائیل کو فلسطیون کے پنجہ سے نجات بخشی ایک فاحشہ سے شہر غزہ مین اوسکو ربط و ضبط رہا من بعد سورق کے وادی مین ایک عورت پر جسکا نام دلیلہ تہا عاشق ہوا حتی کہ اسیکے باعث اون کی جان معرض تلف مین آئی اولتی فلسطیون کے ہاتہہ گرفتار ہوئی آنکھین پہوڑی گئین پیتل کی زنجیرون مین جکڑی گئی قیدخانہ مین بڑی چکی پیستی رہی چنانچہ یہہ احوال چند ابواب کتاب القضاۃ مین بکمال تفصیل وتشریح مرقوم ہے دہم باب ۲۱ کتاب اول سموئیل مین ہی داؤد نے اخیملک کاہن کو کہا کہ بادشاہ نے مجھے ایک کام کرنیکو حکم دیا اور مجھے فرمایا ہے کہ یہہ کام جسکے لئے مینے تجھے بہیجا ہے کسی شخص پر ظاہر نہووے اور چاکرون کو مینے فلانی فلانی جگہہ بٹھا دیا پس اب تیرے ہاتہہ مین کیا ہے پانچ گردے روٹیون کے یا جو کچھہ موجود ہو سو میرے ہاتہہ مین دے ۸ پہر داؤد نے اخیملک سے پوچہا یہان تیرے قابو مین کوئی نیزہ یا تلوار تو نہین کیونکہ مین اپنی تلوار اور اپنے ہتیار اپنے ساتہہ نہین لایا کیونکہ بادشاہ کے کام

جلدی سے ہے انہی دیکھو یہان داؤد نے کہ از روی باب ۱۱ کتاب اوّل سلاطین خدا کی
پوری پیروی کرنیوالے اور خداوند کیطرف کامل دل رکھنے والے تھے دو جھوٹ بولے اور
بادشاہ پر دو افترا کیے پہلا کذب جوانون کو مینے فلانی فلانی جگہہ ٹھہرا دیا دوسرا کذب
ہتیار اپنے ساتھہ نہین لایا کہ مجھے بادشاہ کے کام کی جلدی سہے افترائے اوّل
بادشاہ نے مجھے ایک کام کرنیکو حکم دیا افترائے ثانی مجھے فرمایا ہے کہ یہہ کام کسی پر
ظاہر نہووے اور اسوجہ سے کہ اخیملک کاہن نے داؤد کو نہین صادق و راستباز تصور
کر کے تبرک کی روٹی کہلائی تیغا دیا ساؤل نے اوسپر اور اوسکے تمامی خاندان اور جمیع باشندگان
شہر نوب پر یہہ آفت برپا کی کہ تلوار سے سب کو مارا اوسمین کے مردون اور عورتون او
لڑکون اور دودہ پیتے بچون اور بیلون اور گدہون اور بہیڑون کو بہی بکلخت بادشاہ
نے قتل کیا جیساکہ باب ۲۲ اوسی کتاب مین مذکور ہے موافق اوسکے ارتکاب کذب و افترا
کے علاوہ عیاذاً باللہ نامہ اعمال حضرت داؤد ہزارہا خون ناحق کے گناہ سے مملو
وسیاہ ہے یازدہم باب ۱۱ کتاب دوم سموئیل مین ہے ایکدن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد
اپنے بچھونے پر سے اوٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہان سے اوس نے
ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تہی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تہی تب داؤد نے اوس
عورت کا حال دریافت کرنیکو آدمی بھیجے اونہون نے کہا کیا وہ الیعام کی بیٹی بنت سبع
حتی اوریاہ کی جورو نہین اور داؤد نے لوگ بھیجکے اوس عورت کو بلا لیا چنانچہ وہ اوس
پاس آئی اور وہ اوس سے ہم بستر ہوا کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تہی اور وہ

اپنے گہر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی سو اوس نے داؤد پاس خبر بہیجی کہ مین
حاملہ ہون اور داؤد نے یواب کو کہلا بہیجا کہ حتی اوریاہ کو مجہہ پاس بہیجدے الخ
ازروے اس باب کے داؤد چند معاصی کے مرتکب ہوئے اولاً بخواہش نفس و شہوت اجنبی
عورتسے مباشرت کہ غیر مملوکہ و منکوحہ غیر تہی دوم حق تلفی و آبروریزی ہمسایہ
خصوصاً جسکی نسبت توریت مین جابجا تاکید مزید ہے سوم براہ دغا اپنی پردہ پوشی
کے لئے اوریاہ کو اوسکے گہر رہنے کیواسطے مست کرنا چہارم شہوت رانی کیواسطے اوس
مخلص کامل ناکردہ گناہ اوریاہ مذکور کو بلا جرم و قصور مروا ڈالنا داؤد ازدہم باب ۱۱
اوّل کتاب سلاطین مین ہے سلیمان بادشاہ بہت سی اجنبی عورتون کو فرعون کی بیٹی
کے سوا چاہتا تہا موآبی اور عمونے اور ادومی اور صیدانے اور حتی عورتون کو اون
قومون کی جنکی بابت خداوند نے بنی اسرائیل کو حکم کیا کہ تم اون کے پاس اندر
نجاؤ اور وے تم پاس اندر نہ آئین کہ وے یقیناً تمہارے دلون کو اپنے معبودون کیطرف
مائل کرین گے سو سلیمان اونہین سے عاشق ہوکے لپٹا اوسکی سات سو جوروان بیگمات
تہین اور تین سو حرمین اور اوسکی جوروؤن نے اوسکے دل کو پہیرا کیونکہ ایسا ہوا کہ
جب سلیمان بوڑہا ہوا تو اوسکی جوروؤن نے اوسکے دل کو غیر معبودون کی طرف
مائل کیا اور اوسکا دل خداوند اپنے خدا کیطرف کامل نہ تہا جیسا اوسکے باپ داؤد کا
دل تہا سو سلیمان نے صیدانیون کی دیبی عستارات اور بنی عمون کی نفرتی ملکوم
کی پیروی کی اور سلیمان نے خداوند کی نظر مین بدی کی اور اوس نے خداوند کی

پوری پیروی مثل اپنے باپ دادا کی طرح نہ کی چنانچہ سلیمان نے موآبیون کی نفرتی کموس کے
لئے اوس پہاڑ پر جو یروسلم کے سامنے ہے اور بنی عمون کی نفرتی مولک کے لئے ایک
بلند مکان بنایا یون ہی اوس نے اپنی ساری اجنبی جوروون کی خاطر کیا جو اپنے معبودون
کے حضور بخور جلایا کرتی تہین اور قربانیان گزرانا کرتی تہین انتہی یہہ وہ سلیمان ہین
جنکا کلام کلام الہی ہے اور امثال و غزل الغزلات اونکی از قبیل الہام و وحی یہہ وہ
سلیمان ہین کہ سارے جہان نے اون کیطرف توجہ کی تا کہ حکمت کو جو خداوند نے اونکے
دل مین ڈالی تہی سنی اور جنہین دوبار خدا دکھلائی دیا اور یہہ وہ سلیمان ہین کہ جن سے
خدا نے کہا دیکہہ کہ مینے عاقل اور سمجہدار دل تجہکو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجہسے آگے
نہوا اور نہ تیرے بعد تجہسا برپا ہوگا قطع نظر اس سے کہ غیر عورتون کو جنکی تزویج
و مناکحت سے معرفت حضرت موسی کے خداوند نے نہایت تحذیر و ممانعت فرمائی
تہی حضرت سلیمان نے اپنی زوجیت مین لیا باقتضاے ہوا حکم خدا کو ٹالدیا بیگمات پر
ایسے عاشق و فریفتہ ہوے کہ ذات خدا کو بہی صاف بہول گئے آخر عمر مین ایمان باللہ
بہی نرہا ازواج کی خاطر و دلجوئی کیواسطے ترویج و تائید شرک و بت پرستی کی واہ
اچہی عقل و حکمت و دانش و فطرت خدا دادی رکہتے تہے واقعی ایسا بے نظیر دل من بعد
و ما قبل مین کسی نبی کو عطا و ارزانی نہوا سیزدہم کتاب اول سلاطین کے باب ۱۳ آیت ۲ مین ہے
خداوند کے حکم سے ایک مرد خدا یہوداہ سے بیت ایل مین آیا اور اوس نے یربعام بادشاہ
بنی اسرائیل سے کہا کہ تیرے بت خانہ کو یوسیاہ بادشاہ جو اولاد داؤد سے پیدا ہوگا

اول سلاطین باب ۱۱ آیت ۷ و ۸
اول سلاطین باب ۳ آیت ۱۲
سلاطین باب ۱۱ آیت ۹ و ۱۰
کتاب اول سلاطین باب ۱۱ آیت ۳ و ۴

گرا دیگا القصہ جب بادشاہ کو اوسکی ہدایت وراستی معلوم ہوئی تب اوس مرد خدا کو فرمایا کہ میرے ساتھ گھر مین چل اور اپنی جی بہلا کہ مین تجھے انعام دونگا اوس مرد خدا نے جواب دیا کہ مین تیرے ساتھ اندر نجاونگا اور نہ مین یہان روٹی کہاونگا اور نہ پانی پیونگا کیونکہ خداوند نے کلام کے وسیلہ سے مجھے تاکید کی کہ نہ روٹی کہائیو اور نہ پانی پیجیو اور جس راہ سے تو ہو کے جاتا ہے اوسی راہ سے روانہ ہو اوسوقت بیت ایل مین ایک بوڑہا نبی رہتا تہا سو اوسکی بیٹی آئی ان سب کامون سے کہ جو مرد خدا نے بیت ایل مین کی اوسے خبر دی پہر اوسنے اپنی بیٹیون سے کہا کہ میرے لئے گدہے پر زین باندہو تب وہ اوسپر چڑہا اور اوس مرد خدا کے پیچہے چلا اوسے بلوط کے درخت کے تلے بیٹہا پایا تب اوس سے کہا میرے گہر چل اور روٹی کہا وہ بولا مین پہر نہین سکتا تب اوسنے اوس سے کہا جیسا تو ہے مین بہی ایک نبی ہون اور خداوند کے فرمان سے ایک فرشتہ نے مجھکو کہا کہ اوسے اپنے ساتھ اپنے گہر مین پہیر لا کہ وہ روٹی کہاوے اور پانی پیوے پر اوسنے اوس سے جہوٹ کہا سو وہ اوسکے ساتھ پہر گیا اور جسوقت وے دونون دسترخوان پر بیٹہے خداوند کا کلام اوس نبی پر جو اوسے پہیر لایا تہا نازل ہوا اور اوسنے اوس مرد خدا کو جو یہوداہ سے آیا تہا چلا کے کہا کہ تو نے خداوند کے کلام سے نافرمانی کی اور اوس حکم پر جو خداوند نے تجہے کیا تہا عمل نکیا سو تیری لاش تیرے باپ دادون کی قبر مین پہونچائی نجاویگی اور ایسا ہوا کہ جب وہ کہا پی چکا تو اوسنے اپنی گدہے پر اوس نبی کے لئے جسے وہ پہیر لایا تہا زین باندہا اور جب وہ روانہ ہوا اوسی راہ مین ایک شیر ملا اور اوسنے اوسے مار ڈالا انتہی ملخصاً اس سے قطع نظر کہ یہوداہ کے

بنی نے خدا کی حکم کی تعمیل نہ کی اور ارشاد تاکیدی خداوند سے جو بذریعہ وحی کے
اچھی طرح معلوم کر لیا تھا صاف انحراف کیا بیت ایل کے بوڑھے نبی نے بنص توریت
خدا پر صریح اتہام و افترا باندھا جس سے ما فوق کوئی گناہ نہیں اور بیوجہ کتنا بڑا جھوٹ
بولا جسکی کچھہ حد و انتہا نہیں نبی سے صراحتاً دغا بازی کی اور ناحق اوس کے سر پر
آفت اور جان پر ہلاکت لائے حتی کہ خداوند نے یہوداہ کے نبی کو فقط اسی جرم میں کہ اوسنے
نبی بر حق کے کلام کو سچا سمجھا اور بموجب اون کے فرمانیکے عامل کار بند ہوا شیر کے قابو
مین کر دیا کہ اوسے مار ڈالا اور بیت ایل کے نبی کا کہ فتنہ کی اصل باعث و بانی وہی سر بھی
نہ دکھا اور نہ اون کے گدہے کو شیر نے پہاڑا بلکہ وہ ویسا ہی صحیح و سالم رہا اگر ایسا ہی
خدا کا عدل و داد ہے تو او معاف بنی کی مانند انصاف خدا بھی قابل دید و لائق داد ہے
نہیں مین ہی بھولا بنی اسرائیل کے خدا کی یہی عادت ہے کہ مفضل و مغوی پر کبھی الزام
سرکشی نہیں رکھتا اور نہ کسی وقت کچھہ زجر و توبیخ اوسپر کرتا ہے دیکھو عہد حضرت موسی مین
جب بنی اسرائیل کیواسطے ہارون نے بچھڑا بنایا اور اوسکو خدا کہلوایا تو اس جرم مین تین ہزار
آدمی قتل ہوئے مگر ہارون کو مطلقا سزا نہوئی اچھے خاصے سالم و تندرست زندہ بچ رہے
بلکہ منجانب اللہ اون کیواسطے چپراس اور مقدس لباس اور کہانت خاص عطا ہوئی کچھہ مقام
استعجاب نہین آخر وہی عدالت اور وہی ضابطہ ہے سابق ہی کے موافق اس مرتبہ بھی عمل درآمد
ہوا کیا مضائقہ ہے الحاصل اسکے بموجب ہر قسم کا گناہ انبیا سے ثابت بلا اشتباہ ہے شواہد
مذکورہ کے سوا اور حالات بے انتہا ایسے ہی ہین جنکی تفصیل بتفصیلے مقام و خوف

[illegible]

تطویل یہان مناسب شایان نہین بلکہ مرسلین مذکورین کے اکاذیب مکائد کو بھی بتا مہا جگہ
ہمنے نہین لکھا اون کے معائب و رذائل کثیرہ سے کہ منصوص توریت ہین عمداً احتراز کیا اور
عہد جدید چونکہ بزعم عیسائیون کے مضامین عہد عتیق کی تصحیح و تصدیق کرتا ہے اور نیز حسب
مفاد ورس ۷ و ۸ باب ۱ انجیل یوحنا جب یسوع نے اونہین پہر کہا کہ مین تمسے سچ سچ کہتا ہون
کہ بہیڑون کا دروازہ مین ہون سب جتنے مجھسے آگے آئے چور اور بٹمار ہین انبیاء ہر ہنجار کا فرمان
و بدکار ہونا بطور استغراق کلی از روے انجیل بہی ثابت و واضح ہے اب ذرا بہیل انبیاء کے
حسب و نسب کا حال سنو اولا حضرت سلیمان و داؤد نبی یہوداہ بن یعقوب کی اولاد ہین جسکی
کیفیت ولادت باب ۳۸ کتاب پیدایش کے موافق یہ ہے کہ یہوداہ نے اپنے بیٹے عیر کی شادی
تمر سے کی اور بعد انتقال عیر تمر کو اپنے دوسرے بیٹے اونان کے سپرد کیا اور اوس کے مرنیکے
بعد تمر کو اوسکے باپ کے گہر پہنچا دیا اس عرصہ مین یہوداہ کی بی بی نے وفات پائی اور یہوداہ
اپنی بہیڑون کے پشم کترنیوالون کے پاس روزمرہ جایا کرتا تمر وضع بدل کر راہ مین جا بیٹھی
اوسے دیکھکر یہوداہ سمجہا کہ کوئی کسبی ہے اور اوسکے ساتھ خلوت کی تمر اوس سے حاملہ ہوگئی
اور دو بیٹی جنی ایک فارہ دوسرا زارح سلیمان و داؤد کا جد امجد ثانیاً ان حضرات
کے جدات سے راحاب فاحشہ ہے جو شہر یریحو کی ساکنہ تہی اور جسنے حضرت یوشع کے
جاسوسون کو وقت محاصرہ یریحو کے اپنے یہان جگہ دی جیسا کہ باب دوم کتاب
یوشع مین مذکور ہے چنانچہ اسی حسن خدمت کے صلہ مین وہ سلمون بن نحسون کے نکاح
مین آئی اور اوس سے بوعز پیدا ہوا جو اجداد حضرت داؤد سے معدود ہے ثالثاً

بوعز کا بیٹا عوبید داؤد کا دادا روت سے متولد ہوا جو موآبیون کے قوم سے تھی اور
موآبیونکا ولدالزنا ہونا قصہ لوط سے کہ سابقاً منقول ہوا بخوبی ظاہر ہے رابعاً از روے شاہد
یازدہم بنت سبع والدہ حضرت سلیمان کا خراب و زانیہ ہونا اوپر معلوم ہو چکا خامساً رحبعام
بن سلیمان کی والدہ از روے ورس ۱۳ باب ۱۲ تواریخ دوم کے بنی عمون یعنی عمون کی
اولاد سے تھین جسے حضرت لوط کی چھوٹی بیٹی نے اپنے باپ سے جنا تھا اور داخل سلسلہ
جدات حضرت مسیح ہین اُسکے موجب انبیا کے نسب مین ہر قسم کا فتور و خلل بنص توریت ثابت
و متحقق ہے کیون نہو جب ایسے ہی لوگ عہدہ نبوت پر مامور ہوئے لامحالہ مرتکب اعمال
قبیحہ و بالطبع مصدر منکرات بنی لان حسن نبات الارض من کرم البذر اور حسب اعتقاد
عیسائیون کے انجیل کے موافق چونکہ حضرت عیسی از جہت والدین علاقہ نسبی داود و سلیمان
سے رکہتے ہین اور باعتبار تثلیث وہ ابن اللہ اور عین خدا ہین اسصورت مین معاذ اللہ
خدا کے نسب مین بہی اکثر نقائص مذکورہ بتکرار واقع ہوئے ولله در من قال ؎
ما نجی اللہ والرسول معاً + من لسان الوری فکیف انا + اور ہنود وغیرہ دوسرے
ارباب مذاہب حالات منکرہ و سیئات ہر گونہ کو اپنے پیشواؤن کی جانب خود منسوب و
مستند کرتے ہین بلکہ اون کی غایت شہوت پرستی و بدمستی کو منجملہ کرامات و کمالات سمجھتے
ہین فخراً ہر کوچہ و بازار مین انکی حکایات شہوت انگیز کو علی الاعلان پڑہتے ہین اور لغویت
کے مثل اون کے اکابر کی رذالت و دنائت بہی طشت از بام ہے اور معلوم ہر خاص و
عام پس تنزیہہ و توحید خدا کی مانند جملہ معائب ذاتی و صفاتی اور رذائل خلقی و خلقی

انبیا کی عصمت و عفت یہی کہ مبلغین دین و ملت ہین فقط قران کے تشریح مختصہ اور اسلام کے عقائد خاصہ سے ہی بمقابلہ اسلام اس اصل مین یہی دوسرے مذاہب . اقرار موافق و مخالف کچھ اصل و وقعت نہین رکھتے اسیواسطے جان دیون پورٹ لکھتا ہے منجملہ محاسن اور خوبیون قران شریف کی جسپر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتین نہایت عمدہ ہین اوّل قران شریف کی وہ خوش بیانی جسمین خدا تعالی کا ذکر ہے اور جس کے سننے سے آدمی کے دل پر ایک طرح کا اثر پیدا ہوتا ہے اور خوف آتا ہے اور جس عبارت مین خداتعالی کی نسبت اون جذبون کا مغلوب ہونا نہین منسوب کیا گیا ہے جو انسانون کیواسطے مختص ہین دوسرے قران شریف اون خیالات اور الفاظ اور قصص سے مبرا ہے جو خلاف تہذیب خیال کے جاسکتے ہین مگر افسوس یہہ عیب یہودیون کی مقدس کتابون مین اکثر واقع ہین حقیقت مین قران شریف ان عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اوسمین ذرا سا بہی حرف گیری ناممکن ہے اور اگر ہم اوسے اوّل سے آخر تک پڑہین تو کہین ایسی بات نہ واقع ہوگی کہ جس سے ہنسی آجاوے انتہی باقی رہی

**اصل سوم** وہ خوبی تعلیم و حسن تلقین ہے اسمین بہی تمامی مذاہب سے دین محمدی کا رتبہ اعلی ہے اور قریب العقل والحکمت سب سے زیادہ اس لئے کہ وضع دین سے غرض حقیقی تنویر و تصفیہ عقل بشری اور تکمیل و تحصیل ملکات حسنہ ہی جسکا علم و ادراک بدر پاس رسم بلحاظ اکثر اوقات حرص و طمع یا حب جاہ و قرب بادشاہ یا غیظ و غضب اور لہو و طرب یا فقر و افلاس خواہ حصول دولت بیقیاس یا غلبہ شہوت

وغرور مثل نخوت وغیرہا کے سبب انسان سے مرتفع ہوجاتا ہے وقت اشتداد امراض نہ کورہ
اپنی ہی مضرت ومنفعت کے جلب و دفع کو ہر شخص حصول اغراض سائر الناس پر مقدم وراجح
سمجھتا ہی اور بنی نوع کے نقصان ونفع کا معاون وورد مند مطلقاً نہین بنتا اور یہ امر
واسطے بنی آدم کے سراسر قاطع ومضر بلکہ مخل نظام تمام عالم ہے بنظر انسداد اسی فتنہ
وفساد کے مدبرین سلاطین نے آئین وقوانین وضع کیے جنکے سبب قہراً وجبراً لوگ اپنے
عزایم باطلہ سے باز رہے اور مدعیان حکمت وفلسفہ نے اسکے واسطے اصول اخلاق کو
مرتب کرکے تفاوت افعال حسنہ وقبیحہ کو درج وثبت کیا اور انبیائے کرام نے یون اسکا
انتظام فرمایا کہ تمامی اعمال واطوار اور اختیار بر فعل مکروہ مین پروردگار کے خوف کی
تعلیم کی اور ہر خیر وشر کا محاسبہ یوم جزا وسزا پر ٹھہرایا درصورت زہد وتقوی جناب احدیت
کے ابدی عنایت ورفضل سے موعود اور بر تقدیر محبت دنیوی کہ اصل الاصول جمیع افعال
قبیحہ عذاب شدید وعقاب الیم کو تیار وموجود بتلایا اور نیز ارتکاب فسق وفجور اور اختیار
ظلم وتعدی کو بوجہ غضب وسخط الہی دنیا مین بہی سبب آفت وتباہی اور اعمال حسنہ کو باعث
بقائے عیش وفارغ البالی اور موجب مزید رحمت وعنایت باری کہا اور اسکے اور ایسا
بہی تلقین وذہن نشین کردیا کہ جمیع افراد عالم کے مابین علاقہ مشارکت نوعی کے علاوہ
قرابت ورشتہ بہی ہے قریبہ ہو یا بعیدہ اسواسطے کہ باجمعہا ایک ہی شخص کی اولاد مین
اور تمامی رجال ونسا اوسیکی بنائر واحفاد ہین لہذا پاس حقوق سائر الناس اور اونکے
احوال کی مراعات اور بہی زیادہ ہر شخص پر لازم وواجب ٹھہری کما قیل ع بنی آدم اعضائے

یکدیگر اند + کہ در آفرینش ز یک جوہر اند + چو عضوی بدرد آورد روزگار + نماند
دگر عضوہا را قرار + اسکے سوا جو مذاہب سائرہ دنیا مین مروج و بدون ہین وہ انہین
طریقون سے ماخوذ و مستنبط ہین اون کے بانیون نے بہوای حصول امامت و
شوق ریاست یا بتمنای بقای نام تا بقیامت اصول و ضوابط مذکورہ ہی سے چند
قوانین و قواعد اخذ و مستخرج کر لیے ہین بہرحال جملہ مشارب مذاہب متداولہ سے
یہہ دیکھنا باقی رہا کہ کس کا طریق تعلیم بہتر ہے اور تہذیب و شایستگی کا ثمر کسی باحسن الوجوہ
حاصل و میسر ہے قوانین سلاطین مین چونکہ رعایت نظم و نسق ملکی بیشتر اور ترقی مملکت
و مزید سلطنت عموماً مد نظر ہوتی ہے بدینوجہ وہی اطوار و عادات رعایا موضوع بحث
ہون گی کہ معاون و ممد اقتدار شاہی یا اسباب زوال ملک و مدار تنزل و تباہی ہون
اصلاح تدبیر منزل و تہذیب اخلاق اور تعلیم اقسام ثلثہ حکمت نظریہ سے علی الاطلاق
حکام وقت کو بالذات غرض و تعلق نہین اور نہ تحسین و تقبیح رسم و رواج اور طرق معاشرت
کی نگرانی و مراعات سلطنت سے متعلق بلکہ از روے سیاست مدن ہر ملک کی عادات قومی
و معاملات باہمی مین بلالحاظ نیک و بد سلاطین مجاز دخل و تصرف نہین رسوم مروجہ کو
بدستور رکہنا یا تبدیل و تغییر سے اوسکے ترمیم رعایا کی ہی راے پر مفوض کرنا اون پر
فرض و واجب ہے لہذا تکمیل تہذیب اور درستی عامہ اخلاق و اطوار انسانی کے واسطے
قانون سیاست کافی و مکتفی نہین معہذا تعرض و مزاحمت قانون ملکی علی الاعلان ارتکاب اثم
سے اوسیوقت تک مانع ہے کہ حفظ نفس و آبرو کا مجرم خیال کہتا ہو ورنہ اخفاء سر اور عدم

مبالات ذلت وہلاکت کی حالت مین اوسکا نفاذ و وجود محض رائگان و بے سود ہے
اور تعلیم حکما مین اگرچہ انواع ثلثہ حکمت عملی کے قواعد و ضوابط مندرج و منضبط ہین
جیسے اصلاح اخلاق اور انتظام عالم ممکن ہے مگر اوسکی پابندی ہر شخص کے واسطے ممنتج
مال و دولت ظاہری اور ترقی جاہ و ثروت دنیوی کی مثمر و منتج نہین اور نہ رحمت و
مغفرت کا اوسپر وعدہ ہے اور نہ عطا ناز و نعمت کا معاہدہ نہ انعام و انتقام سے
خوف و رجا ہی اور نہ امید و بیم عذاب و ثواب کہ بنای صدور افعال اختیاری ہی کما تقرر
فی محلہ پس اوسکا ترک و عمل یکسان ہوا بلکہ باعتبار تفاوت اشخاص و اختلاف زمان
اوسکا التزام منافع کثیرہ سے موجب حرمان و خسران ہی اور شہوات سہل الحصول سے
کف نفس اور مساکین و فقرا مین مال کا صرف بنظر ظاہر صریح نقصان و زیان ہے
اسصورت مین انسان بلا تحقق خوف و رجا تحمل بار گران کیونکر ہوگا وقت حصول
مطلب ہر فرد بشر دوسرے کی عزت و آبرو کا خیال اور نفع و ضرر کا لحاظ کسطرح رکھیگا
اسکے ما ورا اعتقاد قدم عالم و انواع سے ہے جسپر کافہ حکماے روم و یونان اور جملہ عقلا
مصر و ایران اور جمہور فلاسفہ چین و ہندوستان کو کامل اذعان و اعتماد ہی وہ
واسطہ بہی یگانگت و یکجہتی کا کہ باہمی نصرت و ہمدردی کے واسطے سبب قوی ہی مفقود
و مرتفع ہوگیا پس بلا ضرورت داعی محض دوسرے کی بہلائی و خیر خواہی کیواسطے کوئی کیون
کوشش و سعی کریگا بدین وجہ علم اخلاق سے بہی کما ینبغی اصلاح اخلاق متصور نہین
اور یہی حال ہے اون مذاہب کا جنمین حساب و کتاب قیامت اور باز پرس آخرت کا اقرار

واعتقاد ضرور ولابد نہین آور آمدگون یعنی تناسخ کے اعتبار سے دنیا ہی مین اپنے
اعمال گزشتہ کا عوض و بدلا ملنا جیسا کہ بعض نادانون کو اسپر اصرار ہے سو قطع نظر اس سے
کہ بجاے خود اوسکا ابطال علم حکمت و کلام مین بدلائل و براہین یقینیہ ہو چکا ہے بنظر
اسکے کہ شریر و بدکار او نیک ذات و خوش اطوار ہر فرقہ اور طبقہ مین موجود و ہویدا
ہین اور عیش و عشرت دنیوی منجملہ طوائف اصناف بنی آدم کسی قوم و گروہ سے
مخصوص و مختص نہین کیونکر قابل اعتماد و اعتبار ہو سکتا ہے سوا اسکے جب آدمی کو
نشاء ثانیہ مین اپنے اعمال سابقہ ہی کا علم و احساس نہین رہتا جنکی سزا پاتا ہے تو ذیل اعمال
افعال خوب و زشت مین تمیز و تفرقہ کونسے قاعدہ اور ضابطہ سے کریگا ہان اگر عزت
و ذلت دنیوی کا انقسام اچھے اور برے کام پر ہوتا یا رنج و راحت اور سرور و آفت
ظاہری کا ترتب اپنے افعال گزشتہ پر کسی طرز و طور پر معلوم ہو جاتا تو بلاشبہ یہہ امر
درستی چال و چلن کیواسطے سبب معقول ہو سکتا و اذلیس فلیس پس واسطے درستی عادات
و معاملات اور اصلاح اخلاق و ملکات سب آدمیون کے داخل خواص ہون یا منجملہ
عوام از قبیل علما یا ہون یا از طبقہ حکام طریق انبیا سے زائد ہو تر اور بہتر کوئی روش
و وضع عقلا نظر نہین آتی اور چونکہ وہ طریق خلط و خبط آراے مختلفہ اور دخل
و تصرف افکار ہر گونہ سے انواع متعددہ پر منقسم ہو گیا ہے اسواسطے بالذات
اوسی کے اصناف کا ضعف و رجحان بہ بیان فضائل اس مقام پر ہم عیان کرتے
ہین واللہ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق فضیلت اولی یہہ کہ شریعت محمدیہ

فضیلت اولی

واسطے احکام واخلاق ہر نوع کے محیط وحاوی ہے تفصیل عذاب ثواب حشر ونشر
اور حساب کتاب عالم قبر اور صراط ومیزان اور جنت ونیران اور وعد ووعید اخلاص وتوحید اور عقائد
وعبادات اور احکام طہارت ونجاست اور صوم وصلوٰۃ اور خیرات وزکوٰۃ اور حج
واعتکاف اور صدقات جاریہ واوقاف اور نکاح وصداق اور لعان وظہار اور
طلاق وعتاق اور تحقیق نسب وتفصیل نفقہ اور تشریح ایمان وحدود وسرقہ اور
طرز تقسیم طائف وغنائم اور تحلیل حلال وتحریم محارم اور بیان ایلاء واستیلا
وشہادت اور رجعت وعدت ورضاعت اور بیع واقالہ اور مرابحت وتولیہ اور
افتاء وقضا اور اقرار واستثنا اور عاریت وودیعت وکفالت اور اکراہ وغصب
واجارہ ووکالت اور مزارعت وشفعہ ورہن اور مضاربت ومساقات وقسمت و
دین اور حوالہ وسلم ودعوی وہبہ اور صید وذبایح وملابس واشربہ اور میراث
ووصایا اور زہد وورع اور تواضع وتقوی اور صبر وشکر وتوکل اور آفات لسان
وامراض قلب بالکل اور جملہ معائب ومحاسن ظاہر وباطن اور استیناس باللہ ورضا
بالقضا اور قیام بین الخوف والرجا اور ہجو ومذمت دنیا اور عدم ثبات حیات وبقا
اور تصریح حقائق موجودات ومحاسن کائنات علی وجہ الکمال کہ واسطے اثبات ذات
وصفات باری تعالی کے مناط استدلال ہے اور اذکار تقدیس وتسبیح اور دعوات
تحمید وتنزیہ اور فضائل علم وعبادت اور تعلیم تہذیب وحسن معاشرت اور مراسم عیادت
وتعزیت اور طریق شادی وتہنیت اور آداب سلام وملاقات اور کیفیت نشست وبرخاست

اور معاملات ملکی ومالی اور اسباب موقوفی وبحالی اور آئین انصاف وعدالت اور
قوانین تعزیر وسیاست اور تعلیم وتربیت ازواج واطفال وارشاد وموعظت مناسب
ہر حال از قبیل تہذیب اخلاق وتدبیر منزل وسیاست مدن جسکی فہرست ابواب کو بہی
کتاب ضخیم درکار ہے علم حدیث وفقہ اور علم کلام وتصوف مین غایت تفصیل و
تشریح اور نہایت توضیح وتصریح کے ساتہہ مبین ومدون ہین اور ہر علم مین
صدہا وہزارہا تصنیف وتالیف ہے بلکہ ہر ایک باب مین کتب لاتحصی ورسائل بیشمار موجود
ومرتب ہین یہی سبب ہے کہ کسیوقت مین اعمال وعقائد سے کسی نوع کا حادثہ کیون نہ پیش
ہو لا محالہ اوسکے واسطے برعایت اصول شاہد معقول برآمد ہوگا اور وسائل ومقاصد سے
ہر صورت کے لئے گو کیسی ہی نادر الوجود ہو بالضرور حکم جواز وکراہت از روی شرع
نکل آویگا اور خود قران مین بہی ہر طرح کے احکام اجمالاً وتفصیلاً اور ہر قسم کے قوانین
واصول تصریحاً واشارۃً موجود ومبسوط ہین کما قال تعالی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ شرائع ماضیہ وکتب
سابقہ سے کسی مین یہہ بات نہین پائی جاتی واسطے تصدیق اس کلام کے مجموعہ بیبل ہے
دیکہو جسمین بعض کتابین تو ایسی ہین جیسے کلام مجذوبانہ یا پہیلی ومعما جسطرح اکثر کتاب
حزقیل وشعیاہ اور کتاب واعظ ویرمیاہ اور مکاشفات یوحنا اور بعض مین فقط
بیان حکایت وقصہ ہی یا روایت عشق وولہ جیسے کتاب روت اور کتاب ستیر اور اکثر
زبور وغزل الغزلات وغیرہا ان مین سے بعض خدا کے نام سے بہی بالکل عاری ہین

اور احکام حلال و حرام سے خالی اور سفار خمسۂ توریت سے بعض ہین گو توحید اور وعید و قربانی وغیرہ امور مذہبی اور احکام سیاست کیقدر رکہتے ہین سو قطع نظر اسکے کہ بحسب القرآن بہت سے مسائل و مراسم مندرجہ توریت کے اصلاح و ترمیم باحسن الوجوہ ہوگئی ہے بیان ابواب کثیرہ اور تعیین اصول کلیہ متکاثرہ عبادات و معاملات سے وہ بہی ساکت و صفائی ہیہ جامعیت واحاطہ اوسمین کہان کما لا یخفی علی من طالعہ و تعمق فیہ النظر و شاہدہ اور انجیل اینتو مہلکات و منجیات کا کچہہ ذکر ہی نہین فقط سوانح عمری و وقایع عیسوی دو تین سال باختلاف قال و ہی ایک حال مرقوم ہے نہ ازالہ نجاست کا اوسمین ذکر ہے اور نہ رفع حدث و خباثت کا فکر نہ بیان حلال و حرام ہے اور نہ تفصیل اعمال و افعال بلکہ اسکے برعکس یہہ خیال ہی باعث لعنت و وبال ہے اور سبب قہر و سخط خدای ذوالجلال کما سیجئی مفصلاً فانتظرہ مفتشاً اور جامعیت کتاب و شرع ماورا اسکے کہ فی نفسہ بیت بڑا کمال اور عظمت شان مقنن پر دال ہے واسطے قہر و انسداد وقف شہوات اور اتباع خیالات خام و توہمات اور اختیار تفریط و افراط سے عادات و عبادات اور اخلاق و معاملات مین بخوبی نافع ہے اور اپنے سوا دوسرون کے فریب و غا یا زلت و خطا پر اعتماد و اعتبار سے بہی مانع ہے اور سکی سبب کسی عالم و مجتہد کا حکم و فتوی بالاستقلال واجب العمل ہوتا ہے اور نہ کسی مضل و مغوی کا قول و فعل لائق عمل ٹہرتا ہے بوجہ جامعیت شرع گویا ہر دم نبی کا سامہنا ہے حکم شرعی کی تفتیش ہر حادثہ مین حکماً اوسی سے پوچہنا ہے اسیوجہ سے بعنایت الہی اہل اسلام ضلالت و گمراہی سے ابتک امن مین بلکہ

الی انقراض الزمان والایام بدستور محفوظ رہ سکتے ہین علی رغم المخالفین کہ وہ بہت سے
ابواب مین عبادات و معاملات سے حکم شرعی کے محتاج و مفتقر ہین اور حوادث کثیرہ
مین ارشاد و فرمان اماثل و اقران ہی کے محکوم و منتظر اور یہہ بوجہ اونکی عدم عصمت
کے ترویج منکرات و فواحش اور اعلان قبائح و مظالم کیواسطے سبب قوی ہے دیکھو
پوپونکو کما بیش ایک ہزار برس تک بلا اختلاف جمہور عیسائیون پر اقتدار حاصل ہا
تب اونکے حکم کے بموجب عامہ خلائق کیا امرا اور سلاطین اور کیا غربا اور مساکین
علوم دینیہ کی تحصیل سے ممنوع و محروم تہے تمام احکام دینی و دنیوی اونہین کی
عقل و رائے سے نافذ و جاری ہوتے جسکے باعث عالم مین بیحد تباہی و خرابی اور
بیوجہ محض کثرت سے جدال و قتال و اسیری واقع ہوئی جتی کہ اون پر خرابی مذہب کا
الزام دیا گیا اور آدم خورون سے زیادہ بیرحم و دشمن ترقی انسان اونکو کہا گیا کبہی
اونہون نے فرانس و پرتگال کو مسمار کرایا اور کبہی ائرلینڈ و ہسپانیہ مین اون سے قتل و خون
بیشمار رہا تو تہہ صاحب فرماتے ہین کہ پوپ اور اوسکے متعلقین عہدہ دار ایک گروہ
خرابا تیون اور بیباک شریرون اور مردکون اور فریبیون اور جہوٹون کا ہے
اور ایک سنڈاس بڑے شریرون کا ہے اور بہت بڑے شیطانون جہنمی سے ایسا
بہیٹہ کہ اوسکے تہوک اور سنک مین بہی شیطان نکلتے ہین انتہی اور ایک جگہ اون کی
حکومت کو سلطنت دجالی کہتے ہین اسیکی بابت ایک عیسائی لکہتا ہے کہ بہت صدیون
تک تمام روی زمین پر عموماً ارتداد پہیلا رہا دوسرا کہتا ہے کہ آٹہ سو برس سے زیادہ

دیکہو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۹ دعوۃ الاسلام ۱۲
دیکہو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ دعوۃ الاسلام ۱۲

دنیادار اور پادری لوگ اور فاضل اور جاہل اور دین عیسوی کے سارے قرن
اور فرقے اور سب درجہ کے مرد اور عورت اور بچے بڑی بت پرستی مین ڈوب گئے انتہی
سبب اصلی اسکا یہی ہوا کہ لوگون کے تمامی اعمال و افعال از روے قواعد شرعیہ
محدود و محاط نہ تھے بمجبوری حسب ارشاد پوپ عامل و کاربند ہوئے اور جب
ہر باب مین اوسکا حکم صحیح و مسلم ٹھہرا باوجہ جہل و نادانی یا بقصد ہواے نفسانی حسب
اقرار معتمدین جمہور عیسائیون کو اوس نے ارتداد و شرک و الحاد و بت پرستی وغیرہا
مرضیات شیطانی مین پہنسا دیا کما قال تعالی یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا
من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن
سبیل اللہ وقال ایضا اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ
اسکی نسبت میان دیون پورٹ اپنی کتاب کے حصہ دوم مین یون لکھتا ہے قرآن شریف مین
صرف احکام مذہبی اور تہذیب اخلاق ہی کا ذکر نہین ہے بلکہ گبن صاحب کا قول ہے
کہ اوقیانوس سے گنگا تک قرآن شریف مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے یہہ نہین کہ اوسمین
صرف فقہی مسئلہ ہون بلکہ قوانین دیوانی اور فوجداری اور اور مضامین بہی اوسمین
درج ہین اور وہ قاعدہ جو آدمیون کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کی گئی ہین وہ
خدا تعالی کی بے زوال ضلسے بنائی گئی ہین اور یہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو
اسطرح بیان کر سکتے ہین کہ قرآن شریف مسلمانون کا مجموعہ قوانین عامہ ہے اسمین قوانین
مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور

سزا دہی سب موجود ہے اور مذہبی رسمون سے لیکر معاملات دینوی تک ہر ایک چیز کا
مفصل بیان ہے اور قران نجات روح ہے اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق
شخصی اور نفع رسانی خلائق اور نیکی اور بدی اور سزای دینی و دنیوی سب چیز پہ
حاوی ہے لہذا قران شریف اصل مین انجیل سے بالکل مختلف ہے جسمین کہ گبن صاحب
کی رائے کے موافق مسائل مذہبی نہین ہین بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرہ اور ایسی باتین
کہ جن سے خدا کی یاد اور تہذیب نفسی ہو موجود ہین مگر ان حکایات مین کچھہ ربط ظاہری
نہین معلوم ہوتا قران شریف اور کتب آسمانی کی مانند صرف امور مذہبی اور عبادتی پر
حاوی نہین ہے بلکہ اوسمین نظم و نسق ملکی کا بہی بیان ہے اسی بنیاد پر سلطنتین قائم
ہین اور اسی مین سے ہر ایک قانون ملکی اخذ کیا جاتا ہے اور اسکے موافق ہر ایک نکرار
مالی و ملکی فیصل ہوتی ہے آنحضرت نے اسواسطے کوئی ایسا قانون نہ نکالا کہ جسکے ذریعہ
سے علماے امت کو عوام پر بہت اقتدار حاصل ہو آپ کو خوف تہا کہ مبادا یہہ لوگ بہی ہمسایہ کے
پادریون کی طرح اپنے ہم مذہبون اور اون کی سلطنتون کو خراب نکردین اور یہہ چاہا
کہ ہر ایک پاس قران شریف کی جلد رہے تاکہ وہ آپ اپنا ہادی ہے اس امر مین آپنے
بڑی عقلمندی کی انتہی اور گاڈفری ہیگنس اسطرح کہتا ہے یہہ بیان کہ آپ کو اپنے
مذہب مین راہبون کا رکہنا منظور نہین تعریف سے افزون ہے اور کرایہ کی امامت کے
نہونے سے آپکا مذہب بہت سی پشتون تک نتائج علمی مین سب مذاہب سے فوق لیگیا ہے
اور علم ادب کا زیادہ فروغ پایا جو خلیفون کی عالیشان پادشاہتون مین ہوا غالباً

اسیوجہ سے تہا اسلئے کہ جو سلطنتین عیسائی پادریون اور راہبون کے زیر حکم زمانہ وسط مین رہے ہین اون سے خلفا کی سلطنتون کا اسقدر مختلف ہونا آخر کسی وجہ سے ضرور ہوگا اور وجہ مذکورہ بالا سے زیادہ غالب کوئی دوسری وجہ معلوم نہین ہوتی کیونکہ یقیناً فرنگستان کی جہالت اور تاریکی پادریون کی وجہ سے ہوئی جسکا ثبوت کثرت سے پوپ اور کونسل کے بیشمار احکامات سے ہی جو برخلاف علم کے تہے اور دوسری جگہہ لکہتا ہے دین محمدی کو یہہ الزام لگایا ہے کہ اخلاق کی نقل انجیل سے کی ہے کوئی حکیم شایہہ یہہ گمان کرسکتاہے کہ جب محمد عمدہ مسائل اخلاقیہ دین عیسوی سے مستفید ہو رہا تہا تو آپنے دانائی سے صرف اوسکی خوبی ہی کو اخذ نہین کیا بلکہ برائی کو چہوڑکر اخلاق کو اختیار کیا اور اوس کرایہ کی امامت سے محترز رہے جسنے آپکے عہد مین دنیا کو خونریزی اور خرابی سے پر کرر کہا تہا اور اوسکا تنزل جلد نہایت ذلیل حالت مین کئے دیتے تہے انتہی اور چیمبرز انسائیکلوپیڈیا کی جلد ششم مین ہے اسلام کا وہ حصہ بہی جس سے اوسکے بانی کے رائے کا انکشاف ہوتاہے نہایت کامل اور غایت درجہ مین موثر ہے یعنی قران کے اخلاق ونصایح یہہ نصایح کسی ایک یا دو یا تین سورتون مین مجتمع نہین ہین بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت مین سلسلۃ الذہب کی مانند مخلوط و ممزوج ہین ناانصافی کذب غرور کینہ وری غیبت استہزا عداوت فضول خرچی طمع حرام کاری خیانت اور نفاق کی سخت ملامت کی گئی ہے اور اون کو قبیح اور بدبینی بتلایا ہے اور بمقابلہ اون کے خیراندیشی فیضرسانی عفت بردباری صبر وتحمل کفایت شعاری

راستبازی عالی ہمتی حیا اصلاح اخلاص اور ان سب پر بالا توکل بر خدا اور انقیاد
امر الہی کو عماد پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کے اصلی نشان قرار دئیے گئے ہین انتہی

فضیلت ثانیہ

فضیلت ثانیہ جمیع مسائل و عقائد اسلامیہ عقل و قیاس کے موافق ہین یعنی اوسکی کوئی تعلیم
ایسی نہین جسکا ثبوت بنظر عقل مستحیل و ممتنع ہوا وسکا ہر عقیدہ بشہادت عقلی مستحکم و
پسندیدہ ہے اور ہر مسئلہ منجملہ اصول و فروع مستحسن و سنجیدہ ہے ایسی کوئی بات اسلام
مین نہین جسکا قبول بلا وجہ معقول لازم و لابد ہوا اور نہ کسی شے کا اذعان و تسلیم باوجود
مخالفت عقل و بداہت اوسکے بموجب ضروری و واجب ہے بخلاف سائر مذاہب مروجہ کے
کہ اون کے عقائد مسلمہ کے قبول مین عقل انسان کہ معیار تمیز و مناط تکلیف ہے از حد متردد
و حیران ہے بلکہ بہ براہین یقینیہ و دلائل قطعیہ مقر و معتقد خلاف اور جازم بالبطلان
ہے چنانچہ عیسائی مصلوبی جناب مسیح ع کو واسطے معاصی جملہ عالم کے کفارہ اور گناہ آدم
سے کل خلق کو نافرمان و گنہگار اور توحید کا تثلیث مین اندازہ کرتے ہین اور یہود کے
مثل جناب باری کی جانب جسمیت کو نسبت دیتے ہین اکثر مشرکین اتحاد ممکن و واجب یا تعدد
آلہیہ و تناسخ ارواح کے قائل ہین حالانکہ یہہ امور بشہادت ظاہر بداہت محض بے اصل
و باطل ہین اس باب مین بہی کوئی مذہب بطریق دنیوی اسلام سے فائق و برتر نہین
بلکہ کامل مماثل اور پورا پورا ہمسر بہی نہین ہر دین کے اصول موضوعہ کی تصدیق از قبیل
تجویز ممتنعات و محالات ہے اسیواسطے پولوس نے قرنتیون کے اول خط مین بمجبوری
عقل و حکمت کو نسیت و نابود اور سمجہنے والون کی سمجہہ بوجہہ کو ہیچ و پوچ کہا اور خدا کی

شریعت و منادی کو عیاذاً باللہ بیوقوفی سے تعبیر کیا ہی اب اسلام کی نسبت مخالفین کا
کلام سنو جان دیون پورٹ لکھتا ہی اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اصول مین سب اتفاق
اور جسمین کوئی ایسی کہنہ نہین ہے جو زبردستی مان لینی پڑتی اور سمجھہ مین نہ آئی اس
مذہب مین آدمیون کے خیالات کو اس سادی اور غیر منقلب پرستش پر قناعت کرنی
پڑتی ہے اگرچہ حرارت اسلامی نے ادن کو اکثر جگہہ مختلط کر دیا ہے القصہ یہہ ایک
ایسا مذہب ہے جسمین اولیا اور شہدا اور تبرکات اور تصویرات کی پرستش اور
ابہام اور دقائق حکمیہ اور راہبون کی تجرید اور تعذیب نفس بالکل نہین ہے اور
خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ہایت اشیا اور اوس زمانہ کے قومون
کی حالت پر خوب غور کرکے یہہ مذہب ایجاد کیا ہے ایسے مسائل نکالے ہین جو خلاف عقل
نہین ہو اسواسطے تعجب کا مقام نہین ہے کہ اس عبادت نے اہل کعبہ کی بت پرستی اور ساباتیون
کی پرستش اجرام فلکی اور زردشتیون کے آتشکدہون کا استیصال تامہ کر دیا انتہی اور
گاڈفری ہیگنس کہتا ہے ۱۴۳ اجبہ ین عیسوی کی اس عجیب و راستر حالت پر خیال کیا جاے
تو یہہ تعجب نہین معلوم ہوتا کہ ایک مذہب یعنی مذہب اسلام جس سے استری مروج کے وضع
ہونیکی امید ہو سرسبز ہو جاے یہہ مذہب اپنی نہایت سادگی سے عقل اور حس مشترک کی اون
سادہ اور پختہ اصول پر معلوم ہوتا تہا جنسے کہ کل فریقون کا اوسکی حد مین آجانا غالب ہو
۲۲۶ مجہکو کوئی تعصب یا مذہب ایسا یاد نہین جو سخت خرافات یا نہایت ہیچ سے خواہ
دونون سے پرہو مگر کل مذاہب مقررہ سے جنکا بیان مینے پڑہا ہے محمد کا مذہب نہایت

سادہ اور حکیمانہ ہے اور اپنی اصلی پاکیزگی مین مشکلات کم رکہتا ہی اس عقیدہ سے زیادہ
سادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی معبود برحق خدا ہی ہے
اور محمد اوسکے رسول اور اوسکے راہ کے بتانیوالے ہین انتہی اور نیز صاحب موصوف
اپنی کتاب مین لکھتے ہین ۶۹ محمد کو اپنے پیروون کی شہوت رانی کا ذریعہ کہتے ہین بتائین تو
محمدؐ کے مذہب مین اس قسم کی بات کہان پائی جاتی ہے البتہ بت پرستون یعنی عیسائیون
کے تعصبات سے برابر مقابلہ ہے نہ پاک پانی نہ تبرک نہ مورت نہ تصویر نہ سینٹ نہ خدا کی
ماسے آپ کے مذہب پر داغ لگتا ہے ایسے مسائل دین محمدی مین نہین کہ ایمان بدون
عمل کے موثر ہو اور توبہ وقت نزع کے کام آوے اور غایت درجہ کی عنایات اور مغفرت
اور خفیہ اقرار بکار آمد ہون جنکا نتیجہ یہہ ہے کہ اول آپ کے پیروون کو بگاڑین اور پہر
مقتداؤن کے حوالہ کرین جو واقع مین اون مسائل سے بدتر اور ناچیز بات ہے حقیقت مین
یہہ امور اوس دین مین نہین بلکہ عرب کے موحد کے مسائل مذہبی سیدہے سادے ہین کہ ایک
خدا کی عبادت بغیر مان کے اور بدون کسی راز اور بدون کسی معجزہ مزعوم کے ہے اور
اس بات کا اقبال کہ آپ صرف بحیثیت انسانی ایک پروردگار کے عبادت کے لئے وعظ
کہنے کو مبعوث ہوئے ہین انتہی فضیلت ثالثہ جمیع احکام دینی و تکالیف شرعی مین لحاظ
توسط و عدالت اور ہر باب مین افراط و تفریط سے قطعی احتراز و مفارقت یہہ امر بہی منجملہ
لوازم مختصہ اسلام ہی اولاً الہیات و نبوات ہی مین دیکہو کہ تمامی مذاہب مین کسقدر خلط
وخبط ہے حتی کہ اتحاد واجب و ممکن پر ہر شخص کو بلا مبالات عقیدہ کا ایمان و اعتقاد ہے اکہا

کشف اور افشاے سر کس متانت و خوبی کے ساتھہ اسلام نے کر دیا خالق و مخلوق و عابد و معبود اور مالک و مملوک و ساجد و مسجود کا فرق جلی دونون مین بتا دیا قال تعالے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ منص آیت جسطرح کہ اتخاذ ولد و سائر معائب سے خدای پاک کا تقدس و تنزہ عیان ہے اوسیطرح کمال تقرب و اعزاز انبیاے کرام و ملائکہ عظام کا مقرون بغایت خشیت و اخلاص اور تعجیل تعمیل اوامر و نواہی کے ساتھہ اوسمین بیان ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد سے انبیا و رسل کا ذات و صفات اور لوازم و خواص بشری مین کل ابنای جنس سے اشتراک اور باعتبار وحی الٰہی و تبلیغ احکام سائر بنی نوع سے اختصاص و امتیاز ثابت ہی من بعد اہل اسلام انبیا اللہ کو اعتقاد شرک فی الذات والصفات سے محفوظ اور ارتکاب مظالم و معاصی سے معصوم اور اختیار رذائل و فواحش سے محترز و مجتنب اور واسطے نشر حسنات و خیرات کی اون کی سب سعی و جہد اور اصلاح عادات و تعلیم عبادات مین ہمہ تن مصروف و مجتہد خیال کرتے ہین اور اکثر مخالفین اسلام اپنے اکابر کے حالات و قصص ارتکاب منکرات و انہماک فی الشہوات باعتقاد اعجاز و کرامات یا بقصد بیان واقعات من غیر ابا یا بکنایۃ کمال بسط و شرح کے ساتھہ لکھتے و کہتے ہین حتٰی کہ خود ہی اون کو عین خدا یا اوسکے اوصاف کا ملا کیتہ سے

منعوت و متصف اور کون و فساد عالم مین علی سبیل الاستقلال او النیابتہ اون کو
دخیل و متصرف سمجھتے ہین نصاری اگرچہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو کہ بحسب التثلیث
اونکے نزدیک خدا ہین بذاتہ گنہگار نہین مانتے لیکن عیسائیون کے جملہ عاصی کفر
وشرک اور فریب دغا اور لواطت و زنا وغیرہا سے معاذ اللہ اونہین کو ملعون و مردود
اور ناری جانتے ہین بلکہ مجسم گناہ و سراپا خطا اون کو تصور کرتے ہین سبحان اللہ
یا باین شور اشوری یا باین بےنمکی الہیات کسی مذہب مین خالی از تفریط نہین اور
ہر دین کے نبوات جامع تفریط و افراط ہین اسکے بعد باقی عقائد و احکام مین خیال
کرو کہ بحسب الاسلام اون مین کسقدر رعایت و لحاظ اعتدال و ایجاز ہے اور ادیان
سائرہ مین کیسی تفریط و افراط مثلاً عیسائیون کا یہہ اعتقاد ہے کہ حواریان جناب مسیح
عنداللہ سب نبیون اور رسولون سے بہتر و برگزیدہ ہین اور فضل و شرف مین
کل بنی آدم سے زیادہ بلکہ از روے ورس ۱۱ باب ۱۱ انجیل متی ہر عیسائی کہ داخل بادشاہت
سماوی ہے جملہ افراد عالم سے اشرف و افضل ہے اسلیے کہ اوسکو بمفاد ورس ۲
باب ۱۲ اول قرنتیون کے جناب مسیح سے نسبت جزو و کل ہے اور کافہ مسلمین کا یہ اعتقاد
ہے کہ اتباع و خدام نبی کو گو کیسے ہی متدین و متقی کیون نہون انبیاء و رسل پر ترجیح
و تفضیل خلاف عقل و درایت ہے اسواسطے کہ وہ حضرات بلا وساطت احدے مستفیض
از ذات خدا ہین اور یہہ لوگ بوجہ اتباع وسائط و روابط اون سے محجوب و جدا ہین
وہ بالذات من اللہ موید بالمعجزات ہین اور یہہ بالعرض اونہین کی برکت تعلیم و ہدایت سے

صاحب کرامات ہین اون کو حصول عین الیقین بالمشاہدہ ہے اور انکا کمال ایمان
و تصدیق بالواسطہ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + مسلمان انبیای کرام کو سب
مخلوق سے زائد عزیز و مکرم من بعد باعتبار قلت وسائط و کثرت عبادت دوسرو نکو
مقبول و معظم تصور کرتے ہین اور اسکے اہل اسلام وقت ذکر بزرگان دین اون کے
نام نامی کے اول و آخر بحکم شرع کلمات توقیر و تعظیم اور ادعیۂ ترضی و ترحم علی تفاوت
المراتب ضم کرتے ہین اور طوائف مختلفہ کہ مائل افراط و تفریط ہین سائر الناس کے
شبیہ و مماثل اون کا تذکرہ بلا تمیز و فاصل زبان پر لاتے ہین بلکہ الفاظ تنزیہیہ و تمجید
خدای پاک بہی عند ذکر اللہ اونکے بیان مین نہین آتے اور بہتسے احکام و مسائل
مندرجہ توریت و انجیل بہی اسی قبیل سے ہین جیسے باب ۳۵ کتاب گنتی مین دربارۂ قاتل
کے یہہ حکم ہے تم اوس قاتل سے جسپر قتل کا فتوی ہو دیت مت لو وہ ضرور مارا جاوے
اور قاتل فراری کی نسبت باب ۱۹ کتاب استثنا مین ہے شہر کے بزرگ لوگون کو
بہیجین اور اوسے وہان سے پکڑ منگوائین اور مقتول کے وارث کے ہاتہہ مین حوالہ
کرین تاکہ وہ مار ڈالا جاوے تو اوسپر رحم کی نظر نہ کیجیو کہ تیرا بہلا ہو اور یہہ بہی اوسمین
ہے تیری آنکہہ مروت نہ کرے کہ جان کا بدلا جان آنکہہ کا بدلا آنکہہ دانت کا بدلا دانت
ہاتہہ کا بدلا ہاتہہ اور پانو کا بدلا پانو ہوگا اور ایسی ہی حضرت موسی و حضرت یوشع نے جولا کہون
بت پرست اور بیشمار کفار و اہل شرک پر ضلالت و گمراہی اور انحراف توحید الہی کی سبب حکم
قتل عام دیا بالغ و نابالغ اور جوان و بوڑہے اور عورت و لڑکے مین الا ماشاء اللہ کسین

فرق و تفاوت نکیا بغیر فہمایش و تعلیم سابق اور بدون تقدیم دعوت و پند در بلا اتمام
حجت و دلیل اکتیس سلطنتون کو بالکل تاراج و برباد کردیا نہ کسی سے عہد باندہا اور
نہ کسی کا ذمہ لیا اور منجملہ ممالک مفتوحہ بہت سے امصار و دیار کو حرم کرکے اونمین کے
حیوانات و بہائم اور باغستان و نباتات تک کو باقی نرکہکر خراب و تباہ کیا اور بعض
بلاد کو آگ لگا کر خاک سیاہ بنا دیا کتاب خروج و گنتی اور کتاب یوشع مین یہہ حال
مفصلاً مرقوم ہے اور اس سے بعد ساڑہے تین سو برس کے بحکم سموئیل ساؤل بادشاہ
بنی اسرائیل نے بہی ممالک مقبوضہ عمالیق کو اسیطرح حرم کیا تہا میزان عدالت سے یہہ امور
بجملتہا بالضرور خارج و دور ہین بموجب اسکے ہر خاص و عام پر انتقام و قصاص اور
مقاومت و مکافات لازم و واجب ہے عاصی و مجرم سے عفو و درگزر کسیطرح پر جائز
و مشروع نہین جا لاانکہ بلحاظ انصاف و عدالت ہر باغی و خاطی کو موافق اسکے تنبیہ و سیاست
از حد صعب و دشوار اور سخت و شدید بدرجہ غایت ہے گو بمقتضاے وقت و حسب احوال
رجال ور انسداد بغی و عناد اور قطع فتنہ و فساد کیواسطے خاص اوس زمانہ مین یہی
قانون و قاعدہ بہتر و پسندیدہ اور قرین انصاف و مصلحت ہوا لاہر دور و عصر مین بلا
تفریق اشخاص اسکا جریان باعث ہزارہا مفاسد و مضار ہے اکثر اوقات تعمیل احکام
مذکورہ سے خوف انقطاع و انفصام رشتہ صلاح و انتظام ہے اور اساس مروت و اتحاد
اور اصل ترحم و اتحاد کے انہدام و استیصال تام کا اندیشہ ہے علی وجہ الکمال اون کے
التزام و پابندی سے معاملات کثیرہ مین ظہور ندامت و شماتت اور انقلاب عجیب و

عداوت اور ازدیاد قوت غضبی وظلم اور افراط حرکت جنون سبعی و قطع علم مقصود و متوقع
ہے اور اسیطرح ارشاد عیسوی جو باب پنجم متی مین ہے تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکہہ کے
بدلے آنکہہ اور دانت کے بدلے دانت پر مین تمہین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا
بلکہ جو تیرے دہنی گال پر طمانچہ مارے دوسرا بہی اوسکیطرف پہیر دے اور اگر کوئی چاہے
کہ تجہپر نالش کرکے تیرے قبالی کرتے کو بہی اوسے لینے دے اور جو کوئی تجہے ایک کوس
بیگار لیجاوے اوسکے ساتہہ دو کوس چلا جا انتہی قطع نظر اس سے کہ یہہ تعلیم وادب
یعنی مطلقا ترک غیظ وتعطیل غضب اسکو مستلزم ہے کہ معاذ اللہ جناب باری کی جانب
خلق عبث کی نسبت صحیح ٹہری دائرہ عدالت سے بہی بمراحل بعید ہے اسواسطے کہ تمکین ظالم
اور اوسکی اطاعت وپیروی فی مالہ من الامال والامانی اور عدم مزاحمت وممانعت اوسکے
قصد وعزیمت مین بجبر وتعدی پر بجاے مکافات وحسن قضا اظہار تسلیم ورضا اور تنبیہہ
وسیاست کی جگہہ صرف شفقت ورافت بعینہ تفریط عدالت ہے اور انواع جور وجفا
مین مندرج ومنسلک کما قیل ؎ ترحم بر پلنگ تیز دندان + ستمگاری بود بر گوسپندان
اور با ور اسکے یہہ حکم اسکا سبب ومنشا ہے کہ کل محکمہجات عدالت وفوجداری یکقلم برطرف
وموقوف اور انواع ظلم واستماع شتم وقذف سے ہرکس وناکس ملہوف وماؤف ہو بیجا
قتل وغارت اور کشت وخون ناحق سے شرفا کی تذلیل وآبروریزی عمل مین آوے
عورات مخدرات کی حرمت وعفت مین نقصان وخلل پڑجاوے کاروبار تجارت وسوداگری
اور معاملہ زراعت وکشتکاری مین صریح زیان وضرر اور اطراف ونواحی ہر مملکت مین بپا

بغاوت و غدر بہیل جاوے متعہد التخلق باخلاق اللہ و تشبہ بالالہ یعنی اپنے اعمال و اخلاق مین حضرت باری جل شانہ کی ساتہہ مناسبت کامل و موافقت حاصل کرنے کہ جمہور حکماء و ملیئن کے نزدیک صفت کمال و وصف جمیل ہے نہ مجرد تعمیل حکم توریت سے متوقع ہے اور نہ فقط ارشاد عیسوی پر اعتماد و عمل کرنے سے حاصل کما لا یخفی علی المتامل اب اس باب مین شریعت محمدیہ کا حکم دیکہو قال تعالی جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَىٰ وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ یعنی بدی کا بدلہ بدی ہے بقدر اوسکے اور جو شخص انتقام سے درگذر کرے اور قصد اصلاح کا رکھے تو اجر اوسکا خدا پر ثابت ہوگا تحقیق خدا ے عزو جل دوست نہین رکہتا ظالمون کو اس آیت کی رو سے توقع صلاح کی صورت مین استحسان عفو و تجاوز مستفاد ہے اور درصورت غیر منظر تنبیہ و تادیب ظالم مظلوم کا استحقاق انتقام ثابت چنانچہ اسی مضمون کو خود ہی خدا ے پاک نے اس کے بعد مفصلا فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ اور دوسری جگہہ یہی مدعا ان الفاظ مین ادا کیا وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ بموجب اس ارشاد کے ہر مظلوم کو بدلہ اور معاوضہ کا اپنے ظالم سے استحقاق ہے اگر وہ انتقام لے تو کسیطرح

قابل ملامت و زجر نہین بشرطیکہ اوسوقت مصدر یاداش سخت اور متجاوز واحد ہوا ور
اگر خطلے سالم تجنیدی کہ عزائم امور سے ہی تو عند اللہ وہ مثاب ماجور ہوگا اسکے
موافق صورت قتل مین بہی ولی مقتول عفو و صبر اور مقاومت و زجر دونون کا مجاز
ہے اور بمفاد آیہ کریمہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ
إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ کا تخفیف ثالث اخذ دیت کا بہی جواز ہے اس حکم سے نہ مکافات
حسن قضا مین قصور آیا اور نہ طریق تودد اور الفت و شفقت مین فتور سمایا انواع
عدالت باجمعہا ملحوظ و مامون ہین اور تفریط و افراط سے محفوظ و مصئون اسی طریق
کے موافق تحصیل تشبہ بالالہ بخوبی متصور ہے اور تکمیل علم و عمل علی وجہ الکمال ممکن
و میسر آپ آنحضرت علیہ الصلواۃ والتحیت کے مغازی پر خیال کرو کہ حسب ارشاد الہی
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ باوجود ظہور عناد و فساد منافقین بوجہ اظہار اسلام و اقرار توحید اونکی
جان و مال سے تعرض نفرمایا اور نہ کبہی کسی ضعیف و بوڑہے یا عورت و لڑکے کا
واسطے قتل کے تفحص و تجسس کیا طوائف مشرکین اور کفار و منکرین پر بلا تبلیغ
ہدایت و موعظت بلیغ کسی وقت لشکر کشی نفرمائی اور نہ بغیر احساس عداوت و
مخالفت ظاہرہ کسی گروہ پر تلوار چلائی اور نہ وقت غزا بلا ضرورت داعیہ اشجار
و نباتات کو قطع فرمایا اور نہ حیوانات کو قتل کیا اور مکانات کو گرایا صلح کرنیوالون
سے عہد و پیمان رکہتے قتل و غارت سے مستامن کو امان دیتے اوسکی جان مال کی

محافظت اپنے ذمہ لیتے کما قال تعالیٰ وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ
فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ
نہ کسی پر واسطے قبول اسلام کے خواہ مخواہ جبر و اکراہ کیا اور نہ از روے اختلاف مذہب
رعایا کو سخت دکھہ دیا بعد آنحضرت عرصہ دراز تک یہی طریقہ عموماً اہل اسلام مین
جاری رہا گاڈفری ہگینس اسکی بابت لکھتا ہے ۹۹ ہم اکثر سنتے ہین کہ عیسائی
پادری دین محمدی مین تعصب کی برائی بیان کرتے ہین مگر یہہ عجب یقین اور کینہ
ہے یہہ تو بتائین کہ کس نے مرسکوز کو سپانیہ سے اسلیے نکالدیا تہا کہ وہ عیسائی
نہین ہوئے تہے اور کس نے میکسیکو اور پیرو کے لکہو کہا آدمیون کو بوجہ عیسائی
نہونے کے قتل کیا تہا اور بطور غلامون کے ریڈالا تہا حالانکہ مسلمانون نے ملک سپین
مین اسکے برعکس ظاہر کیا یعنی بہت سی صدیون تک عیسائیون کو اجازت تہی کہ مع
اپنے مال و اسباب مذہب اور پادریون اور اعلی پادریون اور گرجون کے بے رخنہ
رہین جہان کہین خلیفون نے فتح کی تو اگر باشندے مسلمان ہوگئے تو فوراً اون کو
رتبہ برابر کا اپنے فتحیابون کے ساتہہ ہوگیا ملک حجاز کے ذکر مین ایک ذہین عالم منکر کا قول
ہے کہ اونہون نے کسی پر ظلم نہین کیا سب یہودی اور عیسائی اون مین خوش و خرم
رہتے تہے ۱۰۰ اون ملکون مین جو خلیفون نے فتح کیے جن باشندون نے صلح چاہی
خواہ یونانی ہون یا فارسی یا صابئین یا ہندو تہ تیغ نہین کیے گئے جیسا کہ عیسائیون نے
بیان ہے مگر فتح کے آخر پر اون کو مال و اسباب اور مذہب بخیر قبضہ مین چہوڑ دیا گیا

جسکے واسطے وہ ایسا خفیف جزیہ دیتے تہے جو کسی پر جبر معلوم ہوتا تہا کل خلیفون کی تاریخ
مین کوئی امر نصف رسوائی کا بہی ہوا بہ نسبت اس عدالت مذہبی یعنی عیسوی کی ایک
بہی مثال ایسی ہوئی جسمین کوئی شخص اپنی رائے دینے کی وجہ سے جلا دیا گیا ہو اور
نہ مجہکو یقین کہ زمانہ صلح مین صرف اسوجہ سے مار ڈالا گیا ہو کہ دین اسلام قبول نکیا ہو
اور بعد نقل چند آیات کے لکہتا ہے کیا یہ ایسا مذہب ہے جو تعصب کا موکد ہو موسیٰ ورکینی تانٹ
اور سموئیل اور اگاگ اور جیبیو نائٹ کے بیان پڑہو اور دونون مین نسبت کرو انتہی +
اور جان دیون پورٹ یہہ شہادت دیتا ہے یہہ لوگون کا مبالغہ ہے کہ آنحضرت بہت متعصب
تہے فی الحقیقت بت پرستون اور اون لوگون کو جو وحی کے قائل نہین مین دو مین سے
ایک بات قبول کرنی پڑتی تہی اون لوگون کو جنکا اہل کتاب ہونا قران سے ثابت ہے
یا چارون فرقے عیسائی اور یہودی اور مجوسی اور صابئی کو اس شرط سے اپنے مذہب پر
رہنے کی اجازت ملتی تہی کہ یا جزیہ ادا کرنا قبول کرین اور یا کوئی ایسی بات مان لین جس
سے اونکا مطیع الاسلام ہونا پایا جاوے مگر جو مسلمانون کے تعصب نے اونکے واسطے حد مقرر
کی تہی وہ اوس سے بہت کم تجاوز کرتے تہے اور جو وہ کفار سے وعدہ کر لیا کرتے تہے اوسے
پورا کرتے تہے اور باوجودیکہ مسلمان فتح کرنیوالے گستاخ اور ظالم تہے مگر تاہم اون لوگون کے
مقابلہ مین بہت رحم دل تہے جو روم اور قسطنطنیہ کے پادریون کی فرمان برداری کرتے تہے"
پس یہہ بات سچ ہے کہ اگر بجائے اہل عرب اور ترک کے اہل یورپ ایشیا کے مالک ہوتے
تو وہ اسلام کو اسیطرح نرہنے دیتے جسطرح مسلمانون نے مذہب عیسائی کو رہنے دیا ہے

کیونکہ دیکھو کیسی بیرحمی سے وہ اپنے اون ہم مذہبون پر ظلم کرتے ہین کہ مذہب حق پر ہین
جو صاحب فرانسیسی کا قول ہی کہ وہ ظلم جو اہل عرب نے عیسائیون پر کیا اور وہ ظلم جو پوپ کے معتقدین
نے پروٹسٹنٹ عیسائیون پر کیا اوسکا ہرگز مقابلہ نہین ہو سکتا داؤد وائی کی سرکار لوگون نے
صرف سینٹ بارتھولومیو کی عرس کے دن جو قتل کیا اوسمین اتنی خونریزی ہوئی کہ اہل عرب
نے ابتک عیسائی نہین قتل کئے یہہ مناسب ہے کہ ہم عیسائیون کی اس بدگمانی کو دفع کرین
اور وہ بدگمانی یہہ ہے۔ کہ مسلمان ایک بڑا ظالم فرقہ ہے جنہون نے عیسائیون سے یہہ کہا
کہ یا مذہب عیسائی سے دست بردار ہو یا مرنا قبول کرو مگر یہہ بات ہرگز صحیح نہین ہے اور
اہل عرب کے معاملات پوپ کے معتقدین کے مقابلہ مین بہت سی رحم دلی کی معلوم ہوتے ہین
پوپ کے معتقدین آدم خورون سے بہی زیادہ بے رحم تہے انتہی سوا اسکے مسائل کثیرہ
از قبیل نجاست و طہارت اور حلت و حرمت اور قرض و عاریت مندرجہ توریت ایسے
ہین جنکی تعمیل سے اکثر علائق و موانع مزاحم و مانع ہین مثلاً (باب ۱۳ ورس ۵ استثنا) واسطے
مرتد کے فقط حکم قتل دینا اوسکی ہدایت و توبہ سے پہر کچہہ سروکار نرکہنا اور (باب ۱۵
استثنا) ہر سات برس کے بعد چہوٹکارے کی رسم ماننا یعنی اپنے قرضہ اور روپیہ سے
جو کسی پر آتا ہو طوعاً و کرہاً دست برداری اور ہر عبرانی لونڈی غلام کی اوسوقت
آزادی و خود مختاری اور ترک زراعت و کشتکاری اور (باب ۲۲ خروج) بیل کی
ورس ۱۴ باب ۲ اخبار
چور سے پانچ بیل اور بہیڑ کے چور سے چار بیل ڈنڈ مین لینا اور (باب ۲۱ خروج ورس
۱۲ و ۱۷) آدمی کے چور کو قتل کی سزا اور (ورس ۱۸ و ۲۱ باب ۲۱ استثنا) ماباپ سے

گستاخی و بے ادبی پر بھی یہی جزا اھر (درس ۱ باب ۲ خروج) ہر ہفتہ مین سبت کے روز
تمام دن صید و شکار اور اپنے جمیع کار و بار اجرت و مزدوری اور ہر کار ضروری
کے معطل رکہنے کی تاکید اور (درس ۳۶ باب ۱۵ گنتی) اوسکے تارک پر قتل سے سیاست و تہدید
اور (باب ۵ احبار) مین لغو سے کہٹکا رہونا اور بہول چوک سہو و خطا پر بھی تقصیر عمدی
کی مانند کفارہ دینا اور (درس ۱۳ باب ۱۹ احبار) اجرت مزدور حتما شام کو ادا کرنا اور
(درس ۲۱ باب ۱۱ احبار) مردہ جانور کے چہونے والے اور جنب کا دن بہر ناپاک ٹہرنا
اور درس نعش سے سات دن تک اور مبروص مجذوم اور صاحب جریان کا تا ایام
باب ۱۳ و ۱۵ احبار
صحت نجس رہنا اور اوسکے چہونے سے اسباب متاع بیت اور دوسرے آدمیون کا ناپاک
ہوجانا اور تا غروب آفتاب ناپاک آدمی کا جماعت سے علیحدہ رہنا اور (درس ۱۱
درس ۲ باب ۱۹ احبار
باب ۲۲ استثنا) مختلف بناوٹ کا کپڑا جیسے اون اور سوت سے بنا ہوا پہننے کی ممانعت
اور (درس ۹ باب ۲۲ استثنا) زراعت و تاکستان مین اشجار متغایرہ کی جمع کرنے کی حرمت
اور (درس ۳۸ باب ۱۵ گنتی) پیراہنون کے کنارون پر بالضرور جہالر ٹانکنا اور جہالرون مین
خاص آسمانی رنگ کا ڈورا لگانا اور زمین کی بیع دائمی نہونا الی غیر ذلک مما لا تعد
درس ۲۳ باب ۲۵ احبار
ولا تحصی تکالیف شاقہ و اعمال شدیدہ کو اسلام نے بالکل اوٹہا دیا اور محض لحاظ
و آزادی اور پابندی اعمال سے قطعاً نفرت و بیزاری کو بھی کہ مقتضائے انجیل ہے
جیساکہ پولوس مقدس گلتیون کو لکہتے ہین وے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ
کرتے ہین سو لعنت کے تحت مین کہ لکہا ہے جو کوئی ان سب باتون کے کرنے پر

[illegible]

کہ شریعت کی کتاب مین لکھی ہین قائم نہین رہتا لعنتی ہے پر یہہ بات کہ کوئی خدا کے
نزدیک شریعت سے راستباز نہین ٹھہرتا سو ظاہر ہے کیونکہ جو ایمان سے راستباز ہوا
سو ہی جیئیگا پر شریعت کو ایمان سے کچہہ نسبت نہین بلکہ وہ آدمی جسنے اوسپر
عمل کیا سو اوسی سے جیگا مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چہوڑایا کہ وہ ہمارے
بدلہ مین لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کاٹہہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے اور پہر کہتے ہین ایمان
کے آنے سے پیشتر ہم شریعت کے بند مین تہے اور اوس ایمان تک جو ظاہر ہونیوالا تہا گہیرے
مین رہے پس شریعت مسیح تک پہونچانے کو ہمارا اوستاد ٹہری تاکہ ہم ایمان سے راستباز
گنے جاوین پر جب ایمان آچکا تو ہم پہر اوستاد کے تحت مین نہین رہتے انتہی شریعت
محمدیہ نے یکقلم مٹا دیا غرضکہ اسیطرح تمامی امور مین افراط وتفریط سے خلق کو بچایا اور
طریق عدالت پر کہ معبر بہ فطرت وصراط المستقیم ہے لوگون کو چلایا کوئی مسئلہ اسلامی
اس اصل سے مخالفت نہین رکہتا بنظر انصاف جس قدر غور وفکر مسائل محمدیہ مین کیاجائے
اوسیقدر محاسن ولطائف برآمد ہونگے بخلاف دوسرے فرق وطوائف کے کہ اون کے
اصول وعقائد ہی عدالت سے برطرف ہین اور اوسکے اطراف تفریط وافراط مین
داخل ومنسلک پس شریعت محمدیہ جسطرح کہ جملہ مذاہب وشرایع سے باحاطہ عقائد ومسائل
مین بحسب الکمیت زائد وافضل ہے اوسیطرح بوجہ الکیفیت ازروے متانت واستواری
اور بلحاظ عدالت وتوسط بدرجہا زیادہ حسین وخوشنما ہے فضیلت رابعہ حفظ اپنی
کتاب کا بلفظہ اور حالات ومعاملات اور عادات وعبادات اور دیگر چال وچلن اپنے

فضیلت رابعہ

رسول و نبی کی تفتیش و تحقیق ہوا فوق قاعدہ ثبوت سمعیات کے واضح ہو کہ اہل کتاب نے
احکام و کلام خدا جو کہ وقتاً فوقتاً ہر نبی کو شیئاً فشیئاً پہونچا بصراحت بین الدفتین جمع
نہین کیا اور نہ حالات معاشرت و زندگی اور طریق عبادت و بندگی انبیا کو بتقید روایت
و قواعد استخراج کے مطابق اخراج کیا نہ اصل زبان کتاب کے محافظت کی اور نہ کلام نبی
و غیر نبی مین تمیز و مباینت دی بلکہ اونہون نے مضامین الہام و وحی اور آثار و احوال
نبی اور مواعظ و نصایح حواریان و تابعین اور بیان شان نزول و تاویلات مستخرجہ
مولفین و جامعین کو ایک ہی کتاب مجلد مین مجموع و مرتب کر دیا اور اوسی مجموعہ پر
خود ہی اطلاق الہام و وحی کیا اور اوس کتاب کو اوسی نبی کی جانب جنکے اخبار
و حالات بضمیمہ دیگر اسرار و حکایات کے اوسمین لکھے منسوب و مستند کیا چنانچہ ہمارے
اس قول کی تصدیق مجموعہ مروجہ عہد عتیق و جدید سے اسطرح ہوتی ہے توریت مندرجہ اول
حسمین کہ اہل کتاب کو مجبوری الحاق صدہا فقرات و ابواب کا تسلیم و اقرار کرنا پڑتا ہے
اور بلا دلیل و سند وہ اونکو بزعم خود دہا الحاق حضرت یوشع اور سموئیل و عزرا یا کسی
اور نامعلوم شخص کا جسکے عہد مین یہہ کتابین لکھی گئین ہون مانتے ہین مگر اسپر بہی اسکو
بعینہ تصنیف و تحریر حضرت موسی علیہ السلام بلا تبدیل و تغیر کہتے و جانتے ہین اور عہد جدید
کہ اوسمین حضرت عیسی کا یا اون کے وقت کا لکہا ہوا ایک ہی حرف و جملہ نہین اور نہ وہ
بتمامہا حواریون کی تحریر ہے بلکہ حسب اعتقاد و شہادت عیسائیون کے کچہہ حواریون کا کلام
اور اکثر تصنیف اور کسی دوسرون کا کام ہے اور حضرت عیسی کے بیان کے ساتہہ

اوروں کے بھی حالات وخیالات اور معاملات ومشاہدات اسمین ثبت وقلمبند ہین بلکہ بحکم
انصاف اونکے آثار واخبار تو نہایت ہی قلیل ومعدودے چند ہین اور اگر حالات مکررہ
حذف واسقاط عمل مین آوے تو ایک دو تین جزو سے شاید ہی اوسکا حجم ہو اور اونمین
بھی بالتخصیص اگر مصالح دین کے متعلق مسائل ونصائح پر جنکا صدور بطور الہام ووحی
غیر منصوص ہے قصر نظر کیجاوے اس صورت مین تو ازبس کم ہو با اینہمہ نصاریٰ انجیل مقدس
اور کتاب یسوع مسیح کا اوسکو خطاب دیتے ہین اور یہی الفاظ ہر نسخہ کے آغاز مین لکھدیتے
ہین بھلا یہ بیجا دعویٰ کیواسطے از روے باب ۳۱ استثنا کے ایک مثال تو پایا جاتا ہے اور
وہ یہہ کہ اصل توریت کو بذات خود حضرت موسیٰ نے تو لکھا تھا اور اوسکو صندوق عہد و
تابوت سکینہ کے ساتھہ ہی لادی اور کاہنون اور اسرائیل کے سارے بزرگون کے ہاتھہ مین
رکھا بخلاف عہد جدید کے کہ اوسکو تو حضرت عیسیٰ سے ایسی ہی مناسبت ہے جیسیکہ
سکندر نامہ کو ذوالقرنین سے اور تقریر الشہادتین وتحریر الشہادتین کو حضرات
حسنین سے اور اسکے سوا ان کتابون کی جانب سے بھی جو اہل کتاب نے بے اعتنائی
وعدم التفات کے اوسکا ہم کیا بیان کرین اور حفظ ونگہداشت کے باب مین جو انسے
کوتاہی وقلت مبالات ظہور مین آئی اوسکا ہم کیا نشان دین نہ اونہون نے الفاظ کی
زبانی حفظ ویاد سے معانی کو استحکام دیا اور نہ بعد نقل نسخ منقولہ کا کتب اصلیہ سے
کبھی مقابلہ کیا کبھی ناقلان نکتہ چین نے کلام خوش قطع عبارت ناقص وہ کیا مصنف کی
جگہہ وضع کر دیا اور کبھی کاتبون نے جہالت ونادانی سے عبارت ضرب یا حاشیہ کو

جزو متن بنا دیا تھا کلت حروف تہجی عبرانی و یونانی سے بہت سے نقل نویسون نے تحریر مین دہوکہ کہایا اور اکثرون نے اسوجہ سے کہ اوس زمانہ مین بوجہ میسر نہونے کاغذ کے صفحات کتب مرقومہ ہی پر کسیقدر صفائی کے بعد کتاب ثانی کی تحریر کا دستور ورواج تہا اور با نقراض زمانہ جبکہ حروف لاحقہ سندرس کہنہ ہو کر عکوس سابقہ سے ملتبس مشتبہ ہو جاتے عند النقل بارہا مغالطہ پایا اتباعاً للہوا لقصد تضلیل واغوا تہا وقت ملاحدہ واہل بدعت نے اون کتابون کی پوری خدمت کی اور حسب خاطر خواہ تصرف زیادت ونقص جابجا فرمایا اور بنظر مصلحت تائید مسائل مسلمہ دین وملت کی حضرات مشائخ کرام نے اکثر اوقات اون مین مناسب کمی بیشی اور جعل والحاق کیا اور بعد بقدر استطاعت واختیار کتب قدیمہ کیواسطے حکم اضاعت واحراق دیا یا کما ینبغی اون کی رعایت وپاسداری نہ کی کہ جسکے باعث سے وہ خود ہی معدوم ومفقود ہو گئین تاکہ کسیکو اونکی تلاش نہو اور نہ راز مخفی فاش ہو اور اسیطرح بامتداد زمان اونہین نسخ مختلفہ سے ہزاران ہزار بلکہ بیحساب وبیشمار اختلافات اون کتابون مین پڑ گئے اور بیتعداد اغلاط وسکائد اون مین چل گئے چنانچہ ہارن صاحب نے ان سب مراتب کی تفصیل مع ذکر امثال وشواہد ہر قسم کے بہ بیان طویل شرح تورات وانجیل مین کی ہے اور یہہ بہی لکہا ہے کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابین اور دیگر تمام قدیمی تحریرین عموماً بذریعہ نقل کے ہر ایک پاس ہین اور مروج ہوئی ہین اسلیئے ممکن نہ تہا کہ اونمین غلطیان داخل نہو تین اور جسقدر کہ کثرت سے کتابین پڑہین اوسیقدر غلطیان اونمین اترتین اور

اختلاف عبارت اون مین پیدا ہوئی اور ڈاکٹر بنٹلی سے نقل کرتا ہے کہ اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا چھاپہ کا مقدس لکھنے والون کے اصلی کتاب کے مطابق نہین ہے مگر سب کتابون مین وہ منتشر و متفرق شدہ ہین اور میکلس صاحب نے بحوالہ انہین بنٹلی صاحب کے اپنے عہد جدید کے دیباچہ مین یہہ لکھا ہے کہ جن لوگون کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی اون مین یہودی عالمون کے ایسے قصور پائے گئے ہین اور اونکی اصلاح مین ایسے عیب نہ ہین کہ باوجود دو پوری صدیون کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینون کی محنتون کی وہ کتابین غلطیون کا نرا انبار ہین اور اسیطرح رہین گی برخلاف اسکے جہان کہین مصنف کے بہت سے نسخے ہوتے ہین اگرچہ بموجب مقدار نسخون کے اختلاف عبارت ہمیشہ بڑہتے چلے جاتے ہین مگر وہ اصلی نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگون کے ہاتہون سے ہو ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور مصنف کے اصلی الفاظون کے قریب تر پہونچتا ہے انتہی اسی خوف سے حضرت موسی نے اپنی کتاب کو نظر احتیاط صندوق عہد کے ساتہہ عبادتگاہ خاص مین رکہا تہا اور اوسکی یاد دہانی کیواسطے باب ۳۱ استثنا کے موافق چہوتکار کیے سال سے کہ ہر سات برس کے آخر مین ہوتا تہا موسم عید ایام خیام کو معین مقرر فرمایا تاکہ ہر سالخورد و خورد سال و ہر عورت و مرد اوس سال خدا کے احکام سنین اور شریعت کے سارے حکمون پر عمل کرین لیکن یہہ رسم و طریقہ بنی اسرائیل مین فقط تا بقاے سلطنت مروج وجاری رہا اور انتزاع مملکت و وقوع قتل و غارت کے بعد تو وہ سارا دفتر ہی گاؤخورد ہوگیا کل بنی اسرائیل اسیر خانہ ویران

آ دیے اور اون کا تمام مال و اسباب و بیت المقدس کا سارا سامان مع کتاب کے کسدیونکی

دست برد ولوٹ مین تباہ و خراب ہوا بلکہ ایام بادشاہان بنی اسرائیل مین بھی اوس کتاب پر بہت کم

التفات و توجہ اوس ہوا ہے نہ فقط بعض وقتون جنگ کی شدت و سختی کیوجہ سے بلکہ سلاطین بنی

و یہوداہ کی بے ایمانی و بت پرستی سے کہ خاص بیت المقدس و یروشلم مین جسکا

خوب شور و غوغا اور رواج و چرچا رہا بہت عرصہ تک وہ کتاب مفقود و بے نشان

رہے اور کسی نے اوسکی کچھہ بھی خبر نہ لی حتی کہ عہد یوسیاہ بادشاہ بنی یہوداہ مین

بیت المقدس کی مرمت کے وقت دفعتاً وہ کتاب برآمد و دستیاب ہوئی جسکا

چرچا بنی اسرائیل مین از سر نو جبکہ بادشاہ ہوا چنانچہ باب ۲۲ سلاطین دوم اور باب ۳۴

تواریخ دوم سے یہ امر واضح ہے اوس وقت سے لیکر کہ حضرت موسی نے توریت کو

لکھکر بنی اسرائیل کے حوالہ کیا تا زوال و انقراض سلطنت عرصہ زائد آٹھہ سو پچاس

برس گذرتا ہے مگر اسوقت تک طرح وسیع مین بنی اسرائیل سے کسی نے

اوس اصل کا ایک بھی مثنی اپنے پاس نہ لیا بلکہ اصل نسخہ کو بھی یونہین ضائع و برباد

کیا اور نہ اون مین سے کسی نے اوسکو کماینبغی ضبط و یاد کیا بلکہ اوسکا حفظ از قبیل محال

جانا اسی لیے عزرا سے اوسکا صدور منجملہ معجزات مانا اور زمانہ اسیری بابل جسکی مقدار

بقول مشہور ستر سال ہے یا اس سے بھی زیادہ اسکے بعد تو کل یہودی اپنی زبان

عبری بھی بھول گئے اور اوسکا استعمال دن کی بول چال مین بہہ بالکل غیاب ہوکے

اوسکے کالڈی زبان جو اہل بابل کی تھی وہ بھی بولنے لگے جبکہ عزرا نے دوبارہ کتاب

توریت عبرانی مین لکہی اور اوسکو اونہون نے کچھہ نہ سمجھا اسلیئے یہہ قرار دیا کہ ہر سبت کو
توریت اولاً عبری مین نثر کا پڑہیے اور ثانیاً کالڈی ترجمہ سے اوسکی تعلیم و تفہیم
کیجیے حتی کہ اسکی بابت بہی انیٹیوکس شہنشاہ فرنگستان نے سخت ممانعت کردی اور
یہہ حکم دیا کہ جو شخص اپنے پاس کتاب توریت کا نسخہ رکہتا ہو یا اوسکے احکام پر عمل کرتا ہو
وہ مارا جاوے چنانچہ ہر مہینہ مین اسکی تفتیش و تحقیقات ہوتی رہی اور اسی حادثہ مین
عزرا کا نسخہ اور اوسکی قدیم نقلین بہی تاراج و ضائع ہوئین اور اوسکے بعد جب
پیٹولمی لاگس سکندر کا سپہ سالار ملک مصر پر قابض و سردار ہوا اور ملک یہودیہ پر حملہ آور
ہوکر ایک لاکہہ یہودیون کو قید کر لایا اور اون کو حوالی مصر و اسکندریہ مین بسایا
چونکہ اوسکو ملک کا آباد کرنا منظور تہا لہذا ہر ایک کو اون مین سے آزاد و مسرور رکہا
جسکے باعث اور بہی اکثر یہودی اوس اطراف مین بامید راحت و بہبودی آبسے بوجہ
فتوحات سکندر کے اوس زمانہ مین چونکہ یونانیکو از بس وسعت اور عزت و شہرت ہوگئی
تہی اور عبرانی تو پہلے ہی سے بہول چکے تہے اسواسطے یہودیون نے یونانی زبان مین اپنی
کتابون کا ترجمہ جسکا نام سپٹواجنٹ ہے لکہا اور اوسیکو بالاتفاق سبنے بروقت عبادت
و تلاوت بجاے عبری کے مقبول و مسلم کر لیا اور عبرانی کی جانب پہر کسی نے التفات نکی
اس سبب سے اور بہی زیادہ خرابی اصل مین آئی اور حضرت عیسی نے اسکواسطے کچھہ بہی
ایسا اندرز نفرمائی اسلئے کہ وہان وہ اصل ہی سراسر ناپید و مفقود ہے بدین وجہ جو
خرابی کہ ان کتابون مین پڑی وہ بشہادت اون کے معتقدین کے خود ظاہر ہے اور

اون کی بسط و تفصیل سے ہماری زبان و قلم دو زبان عاجز و قاصر ہے دسوین اور چھٹی صدی عیسوی کے درمیان یہودیون مین عہد عتیق کے برابر دو سلسلہ مشرقی و مغربی پائے جاتے تھے اسطرح پر کہ ایک سلسلہ جو مدرسہ بیبلن مین کہ مشرق کیجانب ہے رائج و جاری تھا اور دوسرا مدرسہ بیریس مین کہ سمت مغرب مین واقع ہے مسلم و نافذ تھا ان دونون مدرسون مین یہودیون کے علم کا بڑا چرچا تھا اور کتب دینیہ بہت کثرت سے نقل کیجاتی تھین اس سبب سے اون کی کتابین دو قسم کی ہوگئین آٹھوین یا نوین صدی مین عہد عتیق کے ان دونون سلسلون کا مقابلہ کیا گیا اوسوقت مقامات مختلفہ پر ان کی علامت و نشان دیا گیا تو از روے حساب ان کی کل شمار بائیس کرور دو لاکھ سولہ ہزار دو سو دس ہوے چنانچہ حصہ اول جلد دوم تفسیر ہارن صاحب مین اسکا بیان ہے اور ان کے علاوہ تیسرا سلسلہ نسخہ سامری کا ہے وہ بھی مقامات کثیرہ مین عبرانی سے مخالفت معنوی ظاہری رکھتا ہے اور اسیطرح عہد جدید کے بھی متعدد سلسلہ مشہور و مروج ہوے چنانچہ گریسباخ نے جسکی عمر کا اکثر حصہ تحقیقات کتب مقدسہ مین گزرا عہد جدید کے اون فقرات کو جو سکندریہ والے کلیمنٹ اور اوریجن کی تحریرون مین ہین اون فقرات سے کہ ٹرٹولین اور ساپرین صاحب نے نقل کئے ہین غایت سعی و محنت کے ساتھ باہم مقابلہ کرنے کے بعد بپایہ ثبوت دریافت کیا کہ بہت ابتدا کے زمانہ مین یعنی تیسری صدی تک عہد جدید کے قلمی نسخون کے دو پورے سلسلہ مختلف قسم کے موجود و متحقق تھے اول سکندریہ والا نسخہ جسکو مصری نسخہ بھی کہتے ہین کہ اطراف

وحوالی مصر و یونان مین مقبول و شایع تہا دوم مغربی نسخہ جسکو باشندگان اٹلی
وگال و رسکان مغربی یورپ و افریقیہ نے اختیار کیا تہا اوران دو سلسلون کے
سوا متاخرین محققین نے تیسرا سلسلہ اور بہی معلوم کیا جسکا نام مشرقی نسخہ ہے کہ خاص قسطنطنیہ
اور اوسکی گرد و نواح کی صوبجات مین عموماً وہ متداول و مستعمل رہا ہے اوس
زمانہ مین کہ قسطنطنیہ مشرقی شاہنشاہی کا مرکز و دار الخلافت تہا معہذا بعض
کتابون کی واجب التسلیم و الہامی ہونے مین جمہور عیسائیون کے باہم نزاع و گفتگو
ہے مثلاً کتاب جوڈتہ و کتاب وزڈم و کتاب ٹوبیاس و کتاب بارون و کتاب ایکلیزیاسٹکیس اور مقابیس کی دو کتابین کہ اون کو کل رومن کیتہلک مجموعہ توریت مین
داخل مانتے ہین چنانچہ اسی بنا پر تفسیر ڈوالی و رچرڈ مینٹ مین تا حال شامل ہین مگر تمام
علمائے پروٹسٹنٹ کے نزدیک وہ سراسر محرف و نامعتبر اور مطرود و مردود و ہلی قابل ہین
اور اسیطرح بعض رسائل عہد جدید کی نسبت کہ اون مین اختلاف و مناقشہ ہے جیسے
یوحنا کے نامہ دوم و سوم اور حضرت پولوس کے نامہ دوم ہے کلیسائے سریا یعنی ملک
شام کے عیسائی اب تک منحرف ہین یا مشابہات یوحنا و دیگر خطوط کو اکثر علماء نے جعلی
ومشکوک سمجہا ہے یہہ مناقشات اوسکے علاوہ ہین اور غایت غور و فکر مزید سے
یہہ عقدہ حل ہوتا ہے کہ جسطرح سلاسل متعددہ مذکورہ باہم معانی و مطالب کثیرہ
مین معارض و متضاد ہین بلا فرق و تفاوت اوسیطرح ہر ایک سلسلہ کی کتابین
اور نسخہ بہی کاتبون کے استغنا یا مصلحین کی بد دیانتی خواہ نیک نیتی کے قیاسی

اصلاح سے مختلف الفاظ والمراد مین اس امر کی شکایت کچھہ متاخرین ہی نے نہین کی بلکہ قدماے مسیحیون سے اور جنہون نے تیسری صدی مین جبکہ عہد جدید کے مختلف نسخون کو بقصد ترجمہ جمع کیا اور اون کے مقابلے سے اختلاف عظیم نظر آیا اوسوقت بدرجہ غایت گہبرایا اور بآواز بلند یہہ فریاد کی کہ ہم کاتبون کی غلطی اور اون بیدیانتی اور بیباکی کا جسکے ساتہہ اونہون نے متن کو صحیح کیا ہے کیا حال بیان کرین اور اسیطرح اون کی بے قیدی کا جسے اونہون نے زیادہ یا کم کیا ہے کیا حال کہین چنانچہ کتاب والشن ادر کسہیہو مین یہہ امر مفصلاً مذکور ہے بلکہ زمانہ سیلرس مین جو اوس ہی مین ہوتے معلم پیدا ہو گئے جو تخریب و تحریف انجیل کا خیال رکہتے تہے جیسا کہ باب دوم نامہ دوم پطرس اور آغاز نامہ گلتیون وغیرہا سے مترشح ہے اسیواسطے جب ڈاکٹر مل نے نسخ مختلفہ عہد جدید کا مقابلہ کیا تیس ہزار اختلافات کا ان مین نشان دیا جیسا کہ کتاب اغلاط نامہ وارڈ صاحب مین لکہا ہے جسکا اعتراف فرنچ صاحب و پادری فنڈر کو بہی اپنی تحریر و تقریر کے وقت چار و ناچار کرنا پڑا اور اسیکی بابت پارکر صاحب لکہتا ہے پروٹسٹنٹ جو قائل ہین کہ مقدس کتابون کا خدا حافظ ہے اور اوسمین غلطیان نہین کیا پروٹسٹنٹ نے درباب اختلاف عبارت کے نقل کیا ہے اور کیا کیبلوس اپنی کتاب کو جو درباب اثبات اختلاف کے عہد عتیق مین ہے پروٹسٹنٹ کی عنایت مین چہپوا سکتا ہے اور دین پروٹسٹنٹ کا کہنا ہے کہ معجزہ ازلی اور ابدی نے عہد عتیق اور جدید کو ادنی صدمہ سے بہی باز رکہا ہے لیکن یہہ مسکہ اوس عمدہ فوج اختلاف عبارت کے مقابل جو تیس ہزار ہے

کہڑا نہین رہ سکتا انتہی اور اگر گریباخ وشولز نے بعزیمت طبع اوس سے زیادہ نسخون کو
فراہم وجمع کرکے جانچا تو ڈیرہ لاکہہ عبارت کے اختلاف برآمد ہوئے اور جونکہ جان جیمس ویٹسٹین
نے بذریعہ سیر وسیاحت ان سبکی بہ نسبت اور بہی زیادہ نسخے دیکہے اور ملائے تو اون مین
سب سے زیادہ اختلافات یعنی زیادہ از دس لاکہہ پائے اور اسیطرح جب عبری بیبل
مطبوعہ سنہ ۱۷۰۵ع کو کہ وانڈرہوٹ نے نہایت اہتمام وصحت کے ساتہہ طبع کیا تہا نسخہ عتیق
کڈکس لاڈیانوس سے مطابقت دیگئی چودہ ہزار جگہہ فقط ان دو نسخون مین تنافی اور
مخالفت ظاہر ہوئی اسیطرح یہہ ہے کہ عہد جدید کے جن نسخون کا ابتک مقابلہ ہوا ہے
بیشتر اون مین سے ناقص تہے کسی مین فقط چند ورق اور کسی مین چند باب اور بعض مین
انجیل واحد اور بعض مین فقط رسائل اعمال یا اوس سے کچہہ زائد تہا اور نیز کل کتابین
جنکا مقابلہ کلاً یا بعضاً کیا گیا قریب پانسو کے شمار مین ہین حالانکہ انکے سوا انگلستان کے
سرکاری پانچ کے کتب خانون مین فی الحال ہزارہا نسخہ عہد جدید کے ایسے موجود ہین جنکو
کسی نے ہاتہہ تک نہین لگایا مثلاً کتب خانہ واتیکن ملک روم مین نسخون کا ایک انبار ہے
جنمین سے کل چونتیس [۳۴] کا مقابلہ ہوا اور کتب خانہ شہر فلارنس واقع ملک اٹلی سے کہ
قریب ایک ہزار جلد کے اوسمین رکہی ہے صرف چوبیس [۲۴] کے ملانیکا اتفاق ہوا اور پادشاہی
کتبخانہ پیرس مین کہ جسمین دو سو نسخے ہین فقط اونچاس [۴۹] کا موازنہ کیا گیا وقس علی ہذا
اور بہت سے نسخے جنکا ذکر بلان چینی نے کیا ہے جنکا بالفعل کچہہ نام ونشان نہین وہ
باجمعہا انکے ماسوا ہین اگر ہر ایک جلد کا کتب مذکورہ سے تمام وکمال باہمی موازنہ

مقابلہ ہو واللہ اعلم اوس حالت مین کتنے ارب بدرجہ اختلاف عبارت کی شمار و تعداد
ہو توریت و انجیل سے شاید ہی ایک دو آیت اختلاف عبارت سے محفوظ و سالم رہے
اور یہہ گفتگو تو ہماری اوس وقت ہے جبکہ مرقس متی اور لوقا و یوحنا سے لوگون کی
اصلی تحریر یہہ ہو وسیہ سے ہم درست و صحیح بالکل مان لین نہ اگر اونہون نے اختلاف و آیات اغلاط
و خطا یا کی ہین جیسا کہ بیان نسب نامہ حضرت عیسی مین پہلی ہی بسم اللہ
حضرت متی نے سات غلطیان کین اور درس ۹ باب ۲۷ مین ذکریا کی جگہہ یرمیاہ لکہدیا
یا مرقس نے درس ۲۶ باب ۲ مین ہو اخیملک کاہن کے امام ابیاتہر تحریر فرمایا تو
مجموعہ انجیل کی اصل و فرع سے کوئی بہی نسخہ قابل اعتبار نہوگا اور اگر ان سب
کتابون کا اصل مین الہامی ہونا بہی ہم قبول کرین تو جب از روے شاہد ستر دوم
یہہ بات معلوم ہو چکی کہ انبیاء و مرسلین نے روش صدق و فجور کی سوا تبلیغ دعوی مین بہی
بہتان و افترا کیا ہے تو اب اون کے صدق بیان و راستی گفتار پر اعتماد کیونکر ہو سکتا
ہے اور اون کے موافق اعتقاد و عمل کسطرح سبب رضای خدای پاک اور دلیل نجات
و فلاح یقینا ٹہرتا ہے اور بر تقدیر تسلیم عصمت جبکہ بہت سے راہبون اور قسیسون
کی تصریح کے موافق روح القدس کسی زبان کی قواعد نحویہ اور اصول لغویہ کا
تابع و مقلد اور پابند و مقید نہین بلکہ اونکے برخلاف موصوف کو عوض مضاف
اور مجرور کو بجاے منصوب مرفوع اور مفرد و تثنیہ کی جگہہ جمع اور مونث کے
قائم مقام مذکر اور ان کے بالعکس الہام و القا کر دیتا ہے چنانچہ توریت عربی مطبوعہ

سنہ ۱۷۲۵ع کے اول مین جو بحکم پوپ اربانوس ہشتم اٹلی مین چہپی تہی یہہ بات صاف
صاف لکہی ہے بدینوجہ ہمارے واسطے تمیز باطل وحق کے لیئے اوسمین کوئی بہی سبب وصورت
نہین بلکہ اسکے موافق مطالب حق کے فہم وادراک مین خود انبیا ورسل نے بہی خطا
وغلطی کہائی ہو تو بہی کچہہ بعید وعجب نہین اور اگر ان سب باتون سے بہی اغماض
وچشم پوشی ہی عمل مین اوسکے استعمال مین بہی اہل کتاب کسی کے اعمال وعقائد
کی صحت وقوت نہوگی اسواسطے کہ ہر باب مین حدیثاً وقدیماً اون لوگون مین تراجم
ہی پر عموماً اعتماد دائر وسائر رہا ہے جنکی قدر وقعت ترمیم وتبدیل نظائر
وقوانین کونسل وپارلیمنٹ سے کسیطرح زیادہ نہین اور اسی وجہ سے اون کے باہمدگر
بہت بڑا اختلاف پیدا ہوگیا ہے مثلاً ترجمہ سپتواجنٹ کہ ہمیشہ یہود اور عیسائیون
کے معبد خانون مین پڑہا گیا اور لاطینی ویونانی کے اکابر عیسائیون نے اوسکو
برابر پندرہ سو برس تک واجب التسلیم سمجہا اور تراجم متعددہ السنہ مختلفہ مین بہی
اوسی پر اعتماد تام رکہا حتی کہ بعض روایتون کے بموجب وہ بہی لکہا ہوا بالہام و
تائید روح القدس سمجہا گیا اور حواریان جناب مسیح نے بہی اوسی سے جابجا تمسک
واستناد کیا زمانہ حال مین تقریباً دوسو (۲۰۰) سال سے پایہ اعتبار سے ساقط ہے
نہ اب اوسکی وہ بزرگی ہے اور نہ کچہہ وقعت ہے اور ترجمہ لاطینی کہ مدار ایمان
رومن کیتہلک ہے علماے پروٹسٹنٹ کی نظر مین بالکل خراب ولغو اور سرتاسر
محرف وحشو ہے اور کبہی کسی ترجمہ کے کل نسخے جلائے گئے جیسے ٹنڈیل صاحب کا انگریزی

ترجمہ کہ عہد حکومت ایڈروڈ ششم اوسکی سب جلدین آگ مین ڈالدی گئین اور
کبہی کسی کے مطالب اطام وکلام روح القدس کے مخالف سمجھے گئے مثلاً ترجمہ لوتہر
کی بابت کہ ڈچہہ زبان مین تہا زونگلس صاحب عالم فرقہ پروٹسٹنٹ نے کہا اے
لوتہر تو بگاڑتا ہے کلام خدا کو تو تو صریح بگاڑنیوالا اور پلیٹ دینے والا پاک
کتابون کا ہے اور آپکے ترتیب توریت وسیاندرین اور لسبر صاحب نے بہی کہا
اورکلکرمن نے اوسکے حق مین فرمایا کہ یہہ ترجمہ عہد عتیق کے کتابون کا خصوصاً
کتاب ایوب اور اور پیغمبرون کی کتابون کا داغی ہے اور کچہہ تہوڑا نہین اور
ترجمہ عہد جدید کا بہی داغی ہے اور کچہہ تہوڑا نہین اور تراجم انگریزی کی نسبت
کارلائل صاحب لکہتے ہین انگریزی مترجمون نے مطلب کو فاسد کیا سچ کو چہپایا اور
جاہلون کو فریب دیا اور انجیل کے سیدہے مطلب کو ٹیڑہا کیا اور ان لوگون کو
نور سے ظلمت اور سچ سے جہوٹ زیادہ پسند ہی انہی اور گاڈفری ہگنس کہتاہے اون
لوگون سے یعنی پادریون سے اور کیا بہتر توقع ہو سکتی ہے جو انجیل کو جاہلون
بیان کراتے ہین اور جسکا سمجہنا بغیر بہت سے علم لاطینی اور یونانی اور عبرانی کے
غیر ممکن ہے اور جسکے ترجمہ کی نسبت دو فاضلون کا کبہی اتفاق ہوا انہی اور اس
سب کے علاوہ بباعث فقدان اسناد کے اکثر رسائل و کتب بیبل کے مصنفین بہی غیر
مشخص ہین جز ماً اون کا مولف وجامع و زمان ترتیب و زبان تصنیف کسیکو بہی معلوم نہین
تخمینا تصنیف کتاب کوئی کسیکی جانب منسوب کرتا ہے اور کوئی دوسرے ہی شخص کو اوسکا

مصلح و ترتیب دہندہ انکلون قرار دیتا ہی مزید لطف یہہ ہے کہ اسپر بہی بعض کتابون کی
مجہول التصنیف ہونیکا اقرار کرنا پڑتا ہے چنانچہ فصل سوم باب اول میزان الحق سے ظاہر
ہے ایک عالم اصل تصنیف زبان یونانی مین لکہتا ہے دوسرا محاورہ عبری کو اوسپر
ترجیح و تقدیم دیتا ہے مثلا کتاب ایوب مین تصنیف کی نسبت بائیس ۲۲ حجت سے اختلاف
ہے اور اسیکے مثل و قریب زبور کا بہی حال ہے انجیل متی کی عبرانی الاصل ہونے اور انجیل
مرقس کے رومی زبان مین لکہے جانے پر بڑے بڑے احبار و علما نے شہادت دی جنکو
اب کوئی نہین سنتا اور ایسے ہی مکاشفات و انجیل یوحنا مین ازحد نزاع و گفتگو ہے
چنانچہ مقدمہ اعجاز عیسوی مین ان مراتب کی بخوبی توضیح ہے جسسے ہر متامل و منصف
مزاج اور صاحب شعور و ادراک جان سکتا ہے کہ عہد عتیق و جدید کی مانند کہ مدار
و مناط ایمان اہل کتاب ہین دنیا کی کوئی بہی کتاب تباہ و خراب نہین ہوئی اور وہ
سب کے سب صحف بے سند اور قابل رد ہین واضح ہو کہ اگر بفرض محال رسائل و کتب مندرجہ
بہل عیب تبدیل و تحریف اور تخریب و تصحیف سے بالکل مقدس و مبرا بہی ثابت
ہون جب بہی اون کی رو سے اہل اسلام پر اہل کتاب کا کوئی الزام ہرگز قائم و تمام نہوگا
بسبب اسکے کہ وہ اصلین اولین یعنی بیان تنزیہہ و توحید رب العالمین اور شان طہارت
و عصمت انبیا و مرسلین مین جسکی ضرورت بدلائل و شواہد عقلی و نقلی یقینی و جزمی
ہے ازحد قاصر ہین مسلمانون کو اسکے بعد انکار و عذر کیواسطے دوسرے سبب و امر کی
تلاش کچہہ ضرور و لابد نہین بلکہ یہی بات اون کی رد کیواسطے کافی و وافی ہے اور یہہ

جو اسمقام پر اپنے کلام کو طول و اطناب اسقدر دیا عیسائیون کی رعایت و خاطر سے یہہ کیا اسواسطیکہ وہ لوگ اتنی ہی بات پر شاید راضی نہوتے اور مخالفت اصلین کی کچھہ پروا نکرتے چنانچہ اون کے خلاف پر کامل ذعان و اعتقاد رکہتے ہین اب دیکہو کہ اہل اسلام نے ان سب کے برخلاف اجتک اپنی کتاب کو کل اسقام و عیوب سے کیسا پاک و صاف رکہا کلام خدا کو کہ بوساطت روح الامین اوقات مختلفہ مین آنحضرت کے پاس پہونچا اوسکو خالصۃً نہایت احتیاط کے ساتھہ علیحدہ رکہا اور طریق عبادات و معاملات رسول خدا کا بیان بعد تحقیق رواۃ کتب حدیث و سیر مین جدا لکہا اور ایسے ہی آثار صحابہ و تابعین اور کیفیت نزول و معانی مبینہ تابعین و مفسرین کو بھی بانفرادہ بیان کیا جسمین کیکو کچہہ بہی التباس و شک نہین ہوسکتا اور ہر ایک تحریر کو کہ کسیکا تذکرہ اوسمین ہو اوسیکے مصنف کی جانب نسبت دی اس تقسیم و تفریق کے ساتھہ اونہون نے اپنی کل ہمت و مراعات قرآن کی حفظ و نگہداشت مین اسطرح صرف کی کہ بلا تمیز غریب و ذی مقدور اور بدون تفرقہ سفیہ و صاحب شعور ہر ایک کو زبانی اوسکے یاد کرنے کی تاکید کی اور خود بہی نفس نفیس صاحب رسالت نے اوسکو لفظ بلفظ حفظ فرما اور صدہا و ہزارہا کو اپنے ہی روبرو یاد و ضبط کرایا بوجوہ چند قرآن کا حفظ و اتقان اون لوگون کو مرغوب و دل پسند اور سہل و آسان نظر آیا اولاً اسوجہ سے کہ قرآن جمیع مسائل و معاملات دینی و دنیوی پر محیط و حاوی ہے اور کل احکام تمدن و معاشرت اور جملہ حالات مذہبی و اخروی کیواسطے امام و ہادی ہے ثانیاً بہت سے فرائض و عبادات

[illegible]

کے لیے حفظ قرآن منجملہ ضروریات اور بمنزلہ شرط و مناط تہا جیسے عموماً ہر روز
صلوات خمسہ اور نماز اشراق و چاشت و تہجد وغیرہ میں زبانی اوسکا پڑہنا اور خصوصاً
ماہ رمضان میں بوقت آخر شب تطویل صلوۃ و قیام اور اوس حالت میں قرآن کا از اول
تا آخر تمام کرنا تاکہ حسب ارشاد رسول مقبول صلعم زبانی اوسکا یاد کرنا بہی
موجب ثواب عظیم و عین عبادت ہے اسواسطے کہ قرآن کا حفظ و ضبط اسقدر جسیکہ
اوسکا تواتر ہر وقت و عصر میں برابر رہے ازروے شرع و ملت جمہور امت پر
فرض کفایہ ہے اس سبب سے حضرات صحابہ نے کہ کل حواریان و اتباع رسل کی بہ نسبت
زیادہ مخلص سرگرم عبادت تہے حفظ قرآن میں مزید اہتمام و سعی بدل و جان کی
رابعاً ہر ایک مرد و عورت اور بوڑہے و لڑکے کو اون میں سے کلام فصیح و بلیغ کے
یاد کرنیکا نہایت ذوق و اشتیاق تہا حتی کہ اسی جہت سے ملک عرب اوس زمانہ
میں باعتبار فصاحت و بلاغت معروف و مشہور آفاق ہوا بدینوجہ حفظ و ضبط قرآن جسکی
عبارت اعلی درجہ بلاغت و حد اعجاز پر فائز ہے موافق اونکے مذاق کے تہا خاص
اوسکا حفظ و ضبط اوسوقت سے لیکر اتبک دنیوی عزت و فخر اور منفعت و قدر کا بہی
باعث و سبب رہا ہے الحاصل بتوفیق ذو الجلال اس رسم نے بوجوہ مذکورہ اون
میں بدرجہ کمال قبولیت و رواج پایا حتی کہ اصحاب آنحضرت سے بعید و انبار رجال
و نساء نے مثل عبد اللہ بن مسعود و سالم بن معقل و ابی بن کعب و معاذ بن جبل
اور ابو زید خزرجی و ابو ایوب انصاری و زید بن ثابت اور سعد بن عبید اوسی

و فضالہ بن عبید و عبادہ بن صامت اور مجمع بن جاریہ و حذیفہ اور طلحہ و
ابو ہریرہ اور عثمان بن عفان و علی بن ابیطالب اور سلمہ بن عبید و عبد اللہ
بن سائب اور ابو موسی اشعری و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس اور حضرت
عائشہ و حفصہ اور ام سلمہ و ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث وغیرہم نے اوسکو
من اولہ الی آخرہ حفظ و یاد کر لیا اور یہانتک اسکی ترقی ہوئی کہ بحالت حیات انحضرت
فقط غزوہ بیر معونہ مین حفاظ قرآن ستر شہید ہوئے اور بحسب اتفاق اسیطرح مقتل
یمامہ یعنی جنگ مسیلمہ مین بہی کہ وفات انحضرت سے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد عہد حضرت
ابو بکر مین جسکا وقوع ہوا ستر ہی حافظ اور شہید ہوئے اور بعد رحلت انحضرت
حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت مین اور بہی زیادہ اسکا نشر و افادہ کیا یعنی یہہ
حکم دیا کہ بجاے تہجد کے اول ہی وقت جماعت تراویح مین قرآن کی تلاوت و قرأت
کیجاوے جسکی وجہ سے لوگون مین بدرجہ غایت اور بہی شوق و ذوق بڑہا اور
اسی لذت و خوشی سے اکثر اطفال خورد سال نے کل قرآن بکمال اتقان اپنی نوک
زبان سے پڑہا چنانچہ ہر شہر و قصبہ اور ہر ایک چہوٹے بڑے موضع مین اقالیم مختلفہ
سے اتبک وہی طرز و طریقہ بعنایت باری مسلمانون مین بخوبی مروج و جاری ہے
جامع مسجد مصر سے ہر سال دس ہزار طلبا حفظ قران سے فارغ البال ہوجاتے
ہین اور ایسے ہی دیگر ممالک ہند و چین اور سائر اقطار و نواحی زمین مین اسوقت
باوجود افلاس و غربت ہزارہا مسلمان حفظ و ضبط قرآن کر لیتے ہین اگر دنیا کے

کل حافظون کا اسوقت شمار ہو تو بلا مبالغہ لاکہون ہی نکل آوین اور اگر بالفرض
صفحہ عالم سے جمیع صحائف قرآن معدوم و مفقود ہون تو ایکدن مین ممکن ہے
کہ ہزارہا نسخ صحیحہ مرقوم و موجود ہون فیض و برکت انحضرت ہی کا یہہ ادنی اثر ہے
کہ جو امر عزیز اکا معجزہ تہا وہ آج ہر گلی کوچہ لڑکون کی زبان پر ہے اور طرفہ ماجرا
یہہ ہے کہ اہل اسلام کو اسیر ہی صبر و استغنا نہوا بلکہ اونہون نے انداز لب لہجہ قرات
رسول خدا صلعم کی نقشہ اوتارنیکا بہی عزم و قصد کیا اور حتی الامکان اوسی کے
مطابق مد و شد اور وقف و مطلق اور اداے حروف مین اون کے مخرج سے
سعی و پیروی بے نہایت کی چنانچہ علم تجوید و قرارت کی وضع سے بہی غرض و غایت
ہے بعد اس کامل رعایت کے ہرچند اوسکی کتابت کا اہتمام اہل اسلام کے ذمہ لابد
و ضروری نرہا مگر اس باب مین بہی کسیطرح اونہون نے غفلت و طرح نہ دی اور کتابت
مین بہی اوسیطرح از بس احتیاط و عرق ریزی کی اوّلاً جناب رسالت ماب کی ہمیشہ
یہہ عادت رہی کہ آیات قرآن جنکا نزول تدریجی اور باختلاف ازمان ہوتا با تہمام
تمام فوراً ہی اون کو اپنے حضور مین لکہواتے اور مطابق تعلیم جبرئیل بہ ترتیب دوسری
آیتون کے ماقبل و مابعد مین رکہواتے چنانچہ قبل از وفات اختتام وحی کے ساتہہ
کتابت کل قرآن بہی تمام ہو چکی تہی اور چونکہ وہ تحریر اوس زمانہ کے عام رواج کی
موافق جہلی اور چمڑے اور ہڈی اور پتہر اور چہال اور لکڑی پر منتشر تہی جسکا
مجلد و مرتب ہونا عسیر و غیر ممکن تہا لہذا بجوف تلف حسب صلاح و صوابدید حضرت

فاروق مصحف واحد مین جناب صدیق نے اوسکو نقل کرایا مگر اوسمین بہی یہانتک
احتیاط کی کہ خاص حضرت زید بن ثابت سے کہ مشہور و مستند کاتب وحی آنحضرت
تہے اور اوسکی طرز کتابت سے واقفیت تامہ رکہتی تہی اور سارا قران بہی اون کو
محفوظ و برزبان تہا نقل کرایا اونکے سوا کسی اجنبی کو اس خدمت پر مامور و
متعین نفرمایا اور جب حضرت عثمان نے اپنی عہد خلافت مین زائد نسخون کی
ضرورت سمجہی تو اوسی نسخہ کو نقل کیواسطے ام المومنین حضرت حفصہ سے طلب کیا
اور بدستور سابق اونہون نے بہی اس کام پر اونہین زید بن ثابت کو اس مہم کا
مہتمم بنایا اس مرتبہ سات نسخے لکہے گئے جو بحرین و مکہ معظمہ اور بصرہ و کوفہ اور
یمن و شام کی جانب روانہ ہوئے اور ایک جلد خاص مدینہ منورہ مین رکہی گئی
جو ابتک موجود ہے اور حضرت حفصہ کا نسخہ اونہین کو پہر واپس دیا زان بعد
اور نسخون کا نشر اونہین کے نقل سے ہوا اور اون سب مین طرز تحریر و املا بعینہ
اونہین کے شبیہہ و مماثل رہا پچہلی رسم خط اور نو ایجاد کتابت کو مطلقاً اونہین
دخل ندیا مثلاً جو نقوش کہ بین الدفتین اونکے مسطور ہین اور تلفظ مین نہین آتے
وہ آجتک بدستور لکہے جاتے ہین کسی نسخہ مین اونکا اسقاط و حذف نہوگا اور
اونہین جن حروف کا محض اشارہ دیا ہے اور وقت تلاوت اون کو پورا پڑہتے
ہین کسی نے اپنی قرآن مین اونہین پورا نہ لکہا ہر ایک مین بحسبہ اصل کی مطابق مرقوم
ہین اور قدماے اسلام نے تو اس باب مین یہان تک رعایت کی کہ بین الدفتین

تحریر ترجمہ وتفسیر کی بہی اجازت نہ دی بلکہ تعنیہ مصاحف سے بہی زجر وممانعت کی
اور لکہنے خواتم وفواتح سور پر حکم کراہت دیا حضرت عمر کا ہمیشہ یہی حکم رہا کہ قرآن
کبہی بقلم خفی نہ لکہا جاوے دائماً اوسکی تحریر واضح وجلی ہو درصورت مخالفت کاتب کو
تعزیر وسزا ہوگی باوجودیکہ بلاد ودور دراز مین اہل اسلام کا گزر ہوا اور مسافت
صدہا منازل وکروہ ملک عرب سے جابجا اون کا گروہ وگہر ہے اور لغات مختلفہ
اون کا کلام وروزمرہ ہے الا تلاوت وکتابت قرآن بالاتفاق سب کے یہان فقط
عربی ہی زبان وخط مین ہے وقت عبادت وتلاوت کسی نے بجاے اصل کے
کسی ترجمہ پر اکتفا نہین کیا اور نہ کبہی عند التحریر والکتابتہ خط عربی کو استثنا کیا
یہی وجہ ہے کہ اطراف زمین کے نسخ قرآنی مصری وایرانی اور رومی وافغانی
وغیرہ ملک کے مابین اگر مطابقت دیجاوے محالات سے ہے کہ کسی قسم کا اختلاف عبارت
اون مین نکل آوے یا قدیم وجدید نسخون کو باہم ملا دین تو کیا ممکن ہے کہ کوئی لفظ
وکلمہ مشتبہ پاوین بمفاد وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ہر قسم کی خطا وغلطی سے
تا نزول عبارت قرآنی محفوظ ہے اور بدلالت ما ینطق عن الہوی دیانت وعصمت
آنحضرت بہی تبلیغ مین ملحوظ ہے درحقیقت یہہ کامل محافظت قرآن جسکے اعجاز
وعزابت پر مخالفین کو بہی اذعان ہے اوس فرمان الہی کا ظہور ہے کہ خود خدا کو
اوسکے حفاظت از روے قرات اور ہم بحسب الخط والکتابت منظور ہے کما قال
تعالی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وقال ایضا ان علینا جمعہ وقرآنہ ثم

ان علینا بیانہ جسکا صدق اسطور پر ہوا کہ ہر عصر و دور مین ہزار ہا کو اوسکے حفظ
و قرارت کا کام دیا اور ہر ملک وولایت سے جماعت کثیر کے متعلق اوسکے کتابت
و تصحیح کا اہتمام کیا بالقاے ربانی او ہر قاریون مین تجوید و قرارت کا شوق موجود
ہے اور ہر ایک بڑے گروہ مین بیان شان نزول و تحقیق معانی کا ذوق مشہود
ہے متکلمین کو اوسکے دیکہنے سے مطلوب تحقیق عقائد و اکتساب فن برہان و استدلال
ہے ارباب بلاغت وبدیع کو اوسی اپنے قواعد و مسائل کی تصدیق کا خیال
ہے مجتہدین و فقہا کو اوسکے معنی مین غور کرنیسے مقصود اظہار احکام حلال و حرام ہے
محصلین نحو کی نظر مین بخواہش تکمیل اوسکا ہر ایک جملہ اور کلام ہے طلبا صرف کو
اوسکے جملہ کلمات وصیغ کی تفتیش بغرض استحکام و انضباط ہے اور اہل اصول کو
اوسکے الفاظ و حروف خاص و عام اور اقسام دلالت کلام کی تحدید واسطے تعین
طرز استخراج و استنباط ہے اور یہہ اعجاز و عدہ محافظت کے علاوہ آنحضرت کا
دوسرا معجزہ ہے چنانچہ گبن صاحب اپنی تاریخ رومیہ کبری کی چہٹی جلد کے پچاسوین
باب مین لکہتا ہے قرآن کی بہت سی نقلون سے وہی اعجاز کا سا خاصہ یگانگت
اور متن کی عدم قابلیت تحریف ثابت ہے اور میور صاحب کہ بہت بڑے ناصر و
حامی مذہب عیسوی کے ہین جلد اول سیرت محمدیہ مین بعد ذکر قرآن کی کتابت کے
تحریر کرتے ہین محمد کی حیات مین قرآن کی حفاظت صرف ان متفرق تحریرون ہی
مین منحصر نہین تہی یہی وحی الہی تمام مسلمانون کا نقش تہا ہر ایک جماعت تمام مین قرآن کا

پڑہنا ضروری تہا اور خلوت مین قرآن کی تلاوت اور ذکر باعث ثواب عظیم تہا یہ مضمون
تمام روایات قدیمہ مین متواتر المعنی ہے اور خود قرآن سے بہی پایا جاتا ہی اور اسکے مطابق ہر ایک مسلمان اسکو
کم و بیش حفظ کرتا تہا اور مسلمانون کی قدیم سلطنت مین جو شخص جس مقدار تک قرآن
پڑہ سکتا تہا اوسی اندازہ کے موافق اوسکی قدر و منزلت ہوتی تہی اور عزت کی
رسم نے اوسکی زیادہ تائید ہوئی وہ لوگ نظم کے تو از حد مشتاق تہے اور فن
کتابت کا سامان کافی اون کے پاس نہ تہا کہ خطبون کو لکہہ رکہتے اسلئے مدت سے
وہ لوگ اسکے عادی ہو رہے تہے کہ اشعار و خطب کو اپنے دل کی زندہ تختیون پر
منقش کر رکہتے تہے قوت حافظہ اونکی انتہا درجہ پر تہی اور اوسکو وہ لوگ قرآن
کی نسبت بکمال سرگرمی کام مین لاتے تہے اون کا حافظہ ایسا مضبوط اور اونکی
صحت ایسی قوی تہی کہ حسب روایات قدیم اکثر اصحاب محمد پیغمبر کی حیات ہی مین
بڑی صحت کے ساتہہ تمام وحی کو حفظ پڑہ سکتے تہے اور پہر صاحب موصوف لکہتے
ہین ہمکو یہہ بہی معلوم ہے کہ جب کوئی قبیلہ مسلمان ہوتا تہا تو محمد کی عادت تہی
کہ اپنے اصحاب مین سے کسی ایک یا دو صحابی کو اون کے پاس بہیج دیتے تہے تاکہ
اون کو قرآن اور ضروریات دین سکہلاوین اور اکثر خبر ملتی ہے کہ وہ اپنے ساتہہ
مذہبی امور کی تعلیم کے لئے تحریر لیجایا کرتے تہے پس لاجرم یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ
لوگ قرآن کی ضروری سورتین بہی ہمراہ لیجایا کرتے ہون گے بالتخصیص وہ اجزا
قرآن جنپر مذہبی رسوم موقوف تہین اور جو نماز مین اکثر پڑہی جاتی تہین علاوہ اون

سمجہے اور بلا تبدیل محمد ہی کا کہا ہوا ہے اور اوسکے نتیجہ مین جیسا کہ دان ہمیرنے کہا ہے
یہ کہتے ہین کہ قرآن کو ہم بالیقین محمد کا کلام سمجہتے ہین جیسا کہ مسلمان اوسکو کلام الہی
سمجہتے ہین انتہی اسلئے سے کمال محافظت قرآن اور اوسکا تواتر بطور حفظ و روایت
اور نیز بطریق تحریر و کتابت اور نیز از روے اسانید متصلہ و موافقت نسخ قدیمہ و منتشرہ
نہایت وضاحت جب معاندین کی شہادت سے ثابت ہے تب اس بابت مزید تصریح
و تشریح کی کیا حاجت ہے وکفی اللہ المومنین القتال بعد اس اہتمام کے اہل اسلام
سے محدثین عظام نے آثار و احادیث کی بہی تحقیق و تفتیش اور عامہ افعال و اقوال اور
سائر اعمال و احوال نبوی کے ہم پہونچانے مین جہد کوشش و سعی اور بدرجہ غایت محنت
و عرق ریزی کی اسواسطے کہ وہ بہی مسلمانون کے نزدیک بمنطوق فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ
فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ اور حسب افادہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
قرآن کی مانند ماخذ احکام شرعی و مرجع مسائل مذہبی ہین لہذا ہر ایک حال کو علیحدہ علیحدہ
محدثین نے اپنے سے لیکر آنحضرت تک بسند متصل بیان کیا ہے یعنی اسطرح پر کہ فلان امر کو
آنحضرت سے فلانے شخص نے بذات خود دریافت کیا اور راوی نے بلا واسطہ فلان شخص سے وہی
امر نقل کیا اور راوی نے روبروی فلان اوسکا تذکرہ کیا حتی کہ بعد سطور اوسکو بعض
کتب حدیث نے اپنے اساتذہ سے لیا اور بتعداد وسائط مع تصریح اسم و رسم اور بتید
ولدیت و کنیت تصانیف مین قلمبند کردیا من بعد وہی کتابین روش بہالی کی مطابق
دست بدست مع ذکر سند متصل مصنفان کتاب تک مشہور و مروج ہوئین جسکے ذریعہ سے

صحیح اور بلا تبدیل محمد ہی کا کہا ہوا ہے اور اوسکے نتیجہ مین جیسا کہ دانا ہمیں نے کہا ہے
یہہ کہتے ہین کہ قرآن کو ہم بالیقین محمد کا کلام سمجھتے ہین جیسا کہ مسلمان اوسکو کلام الہی
سمجھتے ہین انتہی اسجگہ سے کمال محافظت قرآن اور اوسکا تواتر بطور حفظ و روایت
اور ہم بطریق تحریر و کتابت اور نیز از روے اسانید متصلہ و موافقت نسخ قدیمہ و منتشرہ
بغایت وضاحت جب معاندین کی شہادت سے ثابت ہے تب اس بابت مزید تصریح
و تشریح کی کیا حاجت ہے وکفی اللہ المومنین القتال بعد اس اہتمام کے اہل اسلام
سے محدثین عظام نے آثار و احادیث کی بہی تحقیق و تفتیش اور عامہ افعال و اقوال اور
سائر اعمال و احوال نبوی کے بہم پہونچانے مین جید کوشش و سعی اور بدرجہ غایت محنت
و عرق ریزی کی اسواسطے کہ وہ بہی مسلمانون کے نزدیک بمنطوق فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ
فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اور حسب افادہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
قرآن کی مانند ماخذ احکام شرعی و مرجع مسائل مذہبی ہین لہذا ہر ایک حال کو علیحدہ علیحدہ
محدثین نے اپنے سے لیکر آنحضرت تک بسند متصل بیان کیا ہے یعنی اسطرح پر کہ فلان امر کو
آنحضرت سے فلانے شخص نے بذات خود ادراک حاصل کیا اور اوس نے بلا واسطہ فلان شخص سے وہی
امر نقل کیا اور اوس نے روبروی فلان اوسکا تذکرہ کیا حتی کہ بطور مسطور اوسکو مصنفین
کتب حدیث نے اپنے اساتذہ سے لیا اور بتعداد وسائط مع تصریح اسم و رسم اور قید
ولدیت و کنیت تصانیف مین قلمبند کر دیا من بعد وہی کتابین روش سابق کی مطابق
دست بدست مع ذکر سند متصل مصنف اوس کتاب تک مشہور و مروج ہوئین جسکے ذریعہ سے

آج ہزارہا آدمی جدا جدا اپنے اساتذہ کی فہرست صاحب کتاب تک گنا سکتے ہین اور بالیقین جانتے اور کہتے ہین کہ فلان کتاب فلان شخص کی تصنیف ہے اور کتابون کی معتبری وعدم معتبری بہی جسکا مدار ومناط صداقت و ثقاہت مصنف ہے بوجہ بخوبی دریافت کر سکتے ہین اور مصنفین کتب سے لیکر آنحضرت تک جتنے آدمی سلسلہ مین ہین اون کا رویہ عام اور تغیرات مزاج بالتمام اور بیان مولد و منشا اور زمان ولادت ووفات اور ضعف وقوت ذہن وحافظہ کی کیفیت اور نیکو وضعی و راست گوئی کی پوری پوری حقیقت اور تعداد اسفار واساتذہ اور حال تحصیل علم وشمار تلامذہ علم اسماء الرجال مین بشرح وبسط قلم بند وضبط ہے اور اسی بنا پر حسن صحیح اور ضعیف وقوی اور موضوع ومدرج اور غریب شاذ ومنکر وغیرہا انواع خبر کہ مفصلا اصول حدیث مین مذکور ہوئے ہین مقرر ومعین ہین جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ تصنیف وتصحیح محدثین کا اگر فی الحال اعتبار نہ کرین حدیث کی صحت وثقاہت بطور خود ہی ہم آپ دریافت کرلین باوجود مرور دہور سوخت راویون کا صادق وزور معلوم ہوسکتا ہے ارباب مذاہب باجمعہا اس تحقیق سے محروم ہین بلکہ اون کی خود الہامی کتابین بہی کتب حدیث کی بہ نسبت اعتبار مین بوجوہ شتی ساقط ومتفاوت ہین اولاً اسوجہ سے کہ ہر ایک حدیث وخبر بنص سابق الذکر ماخذ حکم شرعی ہے بخلاف ابواب وکتب مندرجہ بیبل کے کہ اونمین سے بہت سا حصہ احوال مکلفین سے بحث وتعلق نہین رکہتا پس دونون کی تدوین وتالیف مین تفاوت کوشش وسعی ہین سے بفرق جلی ظاہر ہے ثانیاً رسول خدا صلعم نے واسطے تحصیل علوم دین کی عموماً اور حفظ وتبلیغ احادیث کی لیے خصوصاً بالفاظ نضر اللہ امرءً

سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ وغیرہا
سے بمدید ترغیب و تحریص افراد امت کو دی جسکے سبب قرون اولی ہی سے لاکھون علما نے اونکی
تحقیق و تفتیش مین اپنی عمرون کو محو و فنا کر دیا ایک ایک حدیث کیواسطے اقطار زمین پر
پہونچے اسفار عظیمہ اختیار کیے مصائب جمہ سر پر لیے بجز آنحضرت کسی نبی نے واسطے تبلیغ کے
ایسی ترغیب نہین دی اور نہ اوائل سے کسیکے اتباع نے تدوین احوال کیواسطے ایسی گرمجوشی
کی ثالثاً رواۃ اخبار نے مقاصد آنحضرت کو اوسی زبان مین بلکہ حتی الامکان اونہین الفاظ مین
بیان کیا ہے اور مولفین بیبل نے زبان نبی کی موافقت و پابندی بہی نہین کی حالانکہ اختلاف
زبان سے بہت سے مطالب مین لا محالہ قصور و فتور ہو جاتا ہے - رابعاً کتب حدیث مین
ہر ایک حال خبر اور روایت و اثر مع سلسلۃ السند مرقوم و مذکور ہے - خامساً وہ کتابین
بہی محدثین سے باسانید ماخوذ و متداول ہین - سادساً اون کتابونکے مصنفین بذات
و صفات معین و مشخص بلا اختلاف ہین - سابعاً مجامع و مسانید حدیث اپنی اصلی ہی زبان مین تا حال
محفوظ و موجود ہین - ثامناً جمیع نسخ قدیمہ و جدیدہ اور کتب ہر قریہ و دیہہ باہم موافق و
متحد ہین اون مین مطلقاً کمی بیشی نہین ہوئی مثلاً محمد بن اسمعیل بخاری نے سات ہزار دو سو پچہتر
حدیثین اپنی کتاب مین جمع کین وہ بجنسہ ابتک موجود ہین نہ کسی متبع سنت نے اون مین تحریف
کی اور نہ اہل بدعت سے کسی نے اصلاح دی اور یہہ امور رسائل و کتب بیبل مین بالکل متروک
و مہجور ہین باوجود بیشمار خرابیون کے کتب مقدسہ کو قران کے مقابلہ مین لانا جسکے ابتدا سے
کامل محافظت باتفاق موافق و مخالف ثابت ہے صریح ظلم و بے انصافی ہے چنانچہ میور صاحب نے

بہی بعد انصاف یہہ بات کہی مسلمانون کا اپنی خاص کتاب کا ہماری کتب مقدسہ کی اختلاف
عبارتسے مقابلہ کرنا ایسی چیزون کا باہم مقابلہ کرنا ہے جنکی حالات اور اصلی امور مین
کچہہ بہی مناسبت نہین ہے انتہی فضیلت خاصہ ہر معقول پسند و سلیم الطبع کو معلوم ہے کہ منشاء
جمیع افعال حسنہ وسئیہ اور مصدر اعمال پسندیدہ و ردیہ انسان کا قلب ہے آدمی کی ہر نیکی
بدی کیواسطے اوسیکی بہلائی برائی شرط ہی اگر صالح ہے توخواہ مخواہ اچھے ہی کام زد
ہونگے اور عیاذاً باللہ اگر وہ بگڑ گیا سراسر حرکات ناشائستہ اور بد ہون گے اور جب یہہ امر
معلوم ہوچکا تو ہم کہتے ہین کہ اصلاح قلب پر جسطرح کہ اسلام مین خیال ہے دوسرے دین مین
اوسکا نظیر معدوم و محال ہے کیفیت اہوال و شدائد آخرت کہ قلب کے واسطے سبب رقت اور
احوال طبقات نار و جنت کہ احتراز سئیات و منکرات اور شوق و رغبت حسنات و خیرات پر باعث
ہین جسطرح کہ بکمال حسن بیان شرح و بسط کے ساتھہ حدیث و قران مین ہین سائر مخالفین
کی مذہب و کتب سے کسی مین نہین بروز حشر بیان معاوضہ مومن و مرتد اور محاسبہ ہر نیکی و بد
اور وقت نزع بقصد قبض روح علی حسب الاعمال ہولناک و دردانگیز یا بہجت افزا و بہجت خیز
صورتون مین ملائکہ کا نزول اور قبر کی صعوبات اور سکارہ ومضائق اور بعد امتحان و استفسار
منکر ونکیر ترتب رنج وراحت اعمال کی موافق اور کربت و سختی اور مصائب و دواہی صحرای
قیامت اور عدم منفعت مال و اولاد اور ترک نصرت و رفاقت اہل محبت و قرابت اور غلبہ
خوف سے عروض سکر و بیہوشی اور سوائے فکر ذات دوسرون کے فراموشی و ندامت شدید مین
صراط پر کہ جہنم کا پل ہے بال سے باریک تلوار سے تیز عبور کرنا اوس وقت سوا سلامتی اعمال

فضیلت خاصہ

ور روشنی ایمان کیطرح نجات و نزر نہ ملنا اور صبر و شکر تمام عمر کا حساب کتاب اور اپنی معاف
کی نسبت جمیع اعضا جوارح سے جدا جدا سوال جواب ہر قسم کے گنہگار پر مطابق عمل کے خدا کا خشم
و قہر ظاہر کرنا اور ہر نیک کردار و بخشیدہ کار پر اوسکی رحمت کا ظہور ہونا اور ہر شخص بحکم رب الارباب
اور بلا مداخلت احدے و بغیر مزاحمت غیرے تقسیم عذاب و ثواب اور اہل نار کی تکلیف و پریشانی
اور شدت عطش و جوع سے از حد تردد و حیرانی اور خدا کے دیدار اور اوسکے ذکر و شکر سے
اہل جنت کے ہر وقت رطب اللسانی اور ہمیشہ عیش کا مزا از قبیل لذائذ جسمانی و روحانی
کہ تفصیل تمام خیر الکلام و کلام خیر الانام میں ہے جسکے سننے سے ہر شخص کا دل گناہ ناپاکی
پر جرأت و بیباکی سے لرزتا ہے اور خوف خیبت و خسران ابدی ارتکاب افعال قبیحہ سے
ہمیشہ مانع قوی رہتا ہے اسیواسطے مومن کامل خلاف حکم خدا کسی عضو کو بیجا حرکت کرتا
ہے اور نہ قلب کو ماسوی اللہ کیجانب مائل ہونے دیتا ہے پس اگر کسیوقت معاملات دنیوی
خرید و فروخت میں مشغول ہے یا ازواج و اولاد کی جانب متوجہ مگر اوسکی رضا طلبی سے
اور ان کاموں میں بھی درحقیقت کبھی غافل نہیں رہتا اور تذکیر بایام اللہ و مواخذہ
دنیوی سے زجر و تہدید اور خدا سے ہر دم خوف و رجا کی تعلیم اور وعد و وعید ظہور
و ظہور عذاب و رحمت اسی عالم میں جسقدر ثابت ہوا ہے اوسکے علاوہ ہیں کما قال تعالیٰ
وَالَّذِیْنَ ھُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّھِمْ غَیْرُ مَامُوْنٍ شریعت اہل
کتاب میں کہ کتب خمسہ حضرت موسیٰ سے عبارت ہے حشر و نشر کا مطلقاً ذکر نہیں اور نہ کہیں
سے عذاب ثواب ثابت اتباع و نافرمانی میں فقط خسران و منفعت دنیوی کا بیان ہے

اب ۱۱ استثنا وغیرہ

پرہیزگاری کی حالت مین ترقی مال وبقاے سلطنت اور کثرت اولاد و دولت کا وعدہ ہے
اور اختیار گمراہی وکجی مین اسیری ومغلوبی اور ملک کا ... جسکا ... ہے
نتیجہ ہے کہ طالب جاہ دنیوی اور مشتاق نعماے ظاہری کے سوا ارباب قناعت وتقوی
اور زہد وورع والون سے کوئی بھی اوسکی پابندی اپنے ذمہ ضروری ولابدی نہ سمجھے گا
اور عہد جدید سے اگرچہ وجود جہنم مستنبط ہے سو قطع نظر اسکے کہ اوسمین تذکرہ جنت کہ
خداے پاک کی رحمت کاملہ کا مظہر ہے اور اختیار لذات وشہوات حسی وجسمی سے مانع اوسکی
خبر ہے مطلقاً پایا نہین جاتا جسکے شوق ورغبت مین لوگ نعماے دنیا اور صرف قواے
شہوانیہ سے محروم رہین اور اپنے صبر وتکلیف کا عوض بدلہ وہان کی نعمت ورحمت کو تصور
کرین اوس کے موافق جہنم کا بیان کسیکے دل پر قوی اثر بھی نہین کرسکتا اسواسطے کہ
تشریح حدت نار ودرکات اور انواع معاصی پر تقسیم طبقات اور قوت اشتعال والتہاب اور
اطوار واقسام عذاب اور دوزخیون کا اضطراب انتشار اور اظہار فغان واضطراب جسطرح کہ شریعت
محمدیہ مین مبین ہے اور انذار وتحذیر مین اوسکو کامل تاثیر ہے کما قال تعالی وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ
قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا انجیل مین بالکل
مفقود ہے اور نہ اوس سے شدائد یوم الحشر اور قبر کا عذاب ودرد کسیکے گوش زد ہوا پس بہ نسبت
اسلام دوسرے مذاہب سے امید صلاح وانتظام بالکل خیال خام ہے - فضیلت سادسہ
قسم کے حسنات وبرکات کا نشر اور عادات وعبادات مین ہرطرح کے کمالات ومحاسن کی ترویج
وتکمیل شریعت اسلامیہ سے باحسن الوجوہ میسر وممکن ہے بخلاف سائر ادیان کے کہ اون کی مطابق

تحصیل انواع فضائل و محاسن کے ساتھہ بعض اصناف و اقوام مخصوص ہین اور بعض محروم

اور تعمیل بعض احکام سے بجہد دقت و ضغطہ اور سخت ضیق و مفسدہ اکثر آدمیون کو معذور و

مجبور کر دیتا ہے مثلاً از روی توریت بنی اسرائیل کے بارہ فرقون سے شرف خدمت مسکن

شہادت اور اوسکے اسباب و لوازم کی محافظت ہمیشہ کے واسطے فقط ایک گروہ بنی لاویون

سے متعلق ہے باقی گیارہ فرقے اوس سعادت سے محروم رکہے گئے اور عہدہ کہانت اون کے واسطے

منجملہ بنی لاویون کے خاص حضرت ہارون اور اون کی اولاد پشتہا پشت تک مخصوص و مستثنی ہین

اور نیز اون لوگون کے لئے کہ کسی وجہ سے ناقص و عیب دار ہون جیسے اندہا یا لنگڑا اور جسکی ناک

باب ۲۱ احبار و باب ۲۳ استثنا

چپٹی ہو یا کسی عضو مین لمبی ہتی ہو یا جسکا پاؤن یا ہاتہہ ٹوٹا ہو یا کبڑا یا بونا ہو یا آنکہہ مین نقص ہو

یا داد یا کہجلی رکہتا ہو یا اوسکے خصیے کچلے گئے ہون یا آلت کاٹ ڈالے گئے ہو اور

عمونی و موابی و حرامی بچہ کے واسطے اور دسوین پشت تک اون کی اولاد کے لئے یہہ

حکم ہے کہ انمین سے کوئی ہمیشہ تک جماعت خداوند مین داخل نہو اور نہ خیمہ گاہ کے نزدیک آوے

اور پردہ کے اندر داخل نہو اور نہ مذبح کے قریب جاوے اور نہ اپنی قربانی آگ سے گزرانے

پاوے اور علی ہذا القیاس مبروص مجذوم اور صاحب جریان وغیرہ تا حصول صحت تحصیل

حسنات کثیرہ سے شرعاً محروم و بے بہرہ ہین بالعکس اسکے قرآن مین صاف صاف خدا نے

یکسان یہہ حکم عام دیا اِنِّی لَا اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُم مِّن ذَکَرٍ اَوْ اُنْثیٰ بَعْضُکُم مِّن بَعْضٍ اور

فرمایا مَن یَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَکَرٍ اَوْ اُنْثیٰ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰئِکَ یَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

وَلَا یُظْلَمُونَ نَقِیرًا اور ارشاد ہوا مَا یَفْعَلُوا مِنْ خَیْرٍ فَلَن یُّکْفَرُوهُ وَاللّٰهُ عَلِیمٌ بِالْمُتَّقِینَ

اس اشتہار کے بموجب اعمال صالحہ سے ہر امر کو ہر شخص ہر وقت کر سکتا ہے کوئی عبادت و
فضیلت کسی قوم و فرقہ یا صنعت و حرفہ سے مخصوص نہین اور نہ کسی گروہ کو اکتساب فضائل
سے ممانعت نہ مریض و بیمار کسب فضائل سے گنہگار ٹہرتا ہے اور نہ کوئی مجرم و عاصی اہل توبہ
و استغفار یا بعد عفو صاحب حق خواہ مخواہ خطاکار و سزاوار دار رہتا ہے استحقاق درجات
علی حسب الاخلاص و الاعمال ہے نہ ضعف و قوت ملحوظ اور نہ کمال و نقصان جسمانی پر خیال
ہے کما قال تعالی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلَى
لَسَوْفَ يَرْضَى وقال ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ وقال وَوَجَدُوا مَا
عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا معہذا بموجب احکام کثیرہ شریعت محمدیہ تفرقہ امیر
و غریب اور تمیز رذیل و شریف مفقود و مرتفع ہے جیسے ادای مناسک حج کے وقت تمامی
خلقت کا ایک حالت و صورت پر رہنا اور بالاشتراک سب لوگون کا عرفات و منی مین قیام
کرنا اور عامہ مساجد و مشاہد مین صفوف و جماعات عید و جمعہ مین جمیع اقوام کا باہم مختلط ہوکر
و مجتمع ہونا کہ جمیع مسلمانان شرق و غرب اور باشندگان ہند و عرب کے نزدیک بالاتفاق مختار
و معمول بہا ہی اور عیسائیون کے نزدیک ہر چند بعد اعتقاد کفارہ و تثلیث کوئی حکم ہی واجب العمل
نہین اور نہ اتباع شریعت درست و جائز ہر فرد انسان اخلاق و اعمال مین محض مطلق العنان
ہے مگر اسپر بہی ان لوگون مین تکلف و امتیاز ملکی و قومی بکثرت ظاہر و عیان ہے کبہی کوئی
یورپین گو کیسا ہی حقیر و ادنی کیون نہو سوائے اہل مشن کے کسی کرسٹین کے ساتھ گرجا مین
نماز نہ پڑہیگا اور ایسے ہی معاملات دنیوی مثل اکل و شرب وغیرہ مین اوسکی معیت اگرچہ وہ کیسا ہی

شریف وجلیل القدر رہو روانر کہیگا اسیواسطے یوروپین دکرسشینون کی گرجا منفرق
وعلیحدہ ہوتے ہین اور حلم وخلق عیسوی کہ مقتضاے انجیل ہی بوجہ اسکے کہ اوسکی
تعمیل مستلزم فتنہ وفساد ہی کسیوقت قابل اتباع نہین یہی سبب ہی کہ سلف سے آجتک
کوئی عیسائی ٹہیک ٹہیک اوسکا پابند نہین ہوا ہمنے کسی عیسائی کا یہہ حال نہین سنا کہ اوسنے
باوجود قدرت وقوت انتقام وقت طمانچہ ایکطرف منہ کے دوسرے رخسار کو بہی ظالم کیطرف
جھکایا ہو یا وقت چھین لینے قبا کے بعد حصول قہر وغلبہ کرتہ بہی اوسے بخشا ہو یا ایک
کوس بہر کے بیگاری بلا جبر واکراہ ومکوس بطیب خاطر چلا ہو یا اپنا مال تمام وکمال راہ
خدا مین خرچ کر دیا ہو زمین پر کہ کیڑے اور مورچے خراب کرتے ہین اور چور سیندہ
دیتے ہین کچھہ بہی نہ رکہتا ہو یا خدا پر ایسا متوکل ہو کہ فکر معیشت سے مطلقاً غافل ہو یا سفر
کی وقت زاد وراحلہ اپنی ساتہہ نہ لیتا ہو یہہ فضل دیکھو کسیکو حاصل نہین ہوا بلکہ اس کے
برعکس عیسائیون سے زیادہ دنیا کا حریص وطامع اور ذات خدا سے غافل وغیر قانع
کوئی بہی قوم وگروہ نہین تحصیل دنیا کے واسطے ہر طرح کا کذب وزور اور فریب ودغا اونکی
آئین مروجہ کا منشا ہے خود غرضی وتحصیل مال بلا خیال حرام وحلال کیواسطے ہر ایک
دفعہ منجملہ قوانین اصلاح عنقا ہے ظالم سے عفو وتجاوز کیا خود ان کے پادری اور
راہب دنیا سے زیادہ جابر وغاصب ہوتے ہین جنکے تعصب بیجا اور حکام کی ناروا تحریک
واغوا سے ملک کے ملک ویران وخراب ہو گئے اسکے سوا پولوس مقدس نے بالہام روح
خدا ایک حکم نیا عیسائیون کو اور دیا یعنی تزوج ونکاح سے تجرد ورہبانیت کو بہتر بتلایا

اور اوسیکی جانب تحریص و ترغیب دی جیساکہ باب ہفتم خط اول قرنتیون سے واضح
ہے اور اس مسئلہ کی تاکید و رعایت قدماے عیسائی مشایخون اور رومانی اسقفون سے
منقول ہے چنانچہ دالمسیوس اور امبردس اور سری سیوس اور جیردم اور اون کے
ماورا جرجیس اکبر وغیرہم نے اسکی ازحد تائید و حمایت کی ہے حتی کہ اسی بنا پر کونسل
رلیس سے سنہ ۳۰۵ع مین عموماً بشپ اور پادریون کو مناکحت سے قطعاً ممانعت
ہوگئی اور سنہ ۵۸۹ء مین کونسل تولیدو سے یہہ فرمان جاری ہوا کہ جب کوئی عورت
کسی پادری سے مشتبہ ہو اوسکو فوراً باجازت عدالت بیچ ڈالا جاوے اور قیمت اوسکی
پرورش غربا و مساکین کے صرف مین آوے اور ابتک اوسی کے موافق پادریان
رومن کیتہلک مجرد رہتے ہین اسپر کیا کچھہ مضار و مفاسد مرتب ہوئے ادنی نتیجہ اس
حکم کا یہہ ہے کہ خود جرجیس اکبر نے جب اپنا تالاب صاف کرایا چھہ ہزار بچون کی کہوپریان
اوس سے برآمد ہوئین جنکو پادریصاحبون نے بقصد اخفاے معائب بعد ارتکاب زنا
قتل کرکے اوسمین غائب کیا تھا غرض ایسی ہی قباحتون اور بہت سے نقصانون کی
خدای عزوجل نے اپنی کلام پاک مین درضمن شکایت عیسائیون کے فرمایا وَرَهْبَانِيَّةً
ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ
رِعَايَتِهَا اور اوائل سترہوین صدی مین بانیان فرقہ پروٹسٹنٹ اتباع لوتہر وغیرہ نے
اس حکم کی اصلاح ضروری سمجھی اور نکاح کی اجازت پادریون کو مجبوری دی معہذا عورت
حضرت عیسی اور تعلیم و تلقین جناب موسی فقط اولاد و احفاد یعقوب علیہ السلام سے

متعلق ہے عام زمانہ کی اصلاح وتہذیب اور ہدایت وارشاد غیر اقوام سے اونکو کچھ سروکار نہ تھا
اسلیئے حضرت موسی نے اقوام اموری حتی فرزی حوی یبوسی وغیرہم سکنہ دیگر
کنعان سے کسیکو قبل از مقاتلہ اتباع دین وشریعت کے جانب پند ودعوت نہ کی اور نہ کبھی اونکو
امر حق کی بابت موعظت وہدایت فرمائی ایسے ہی حضرت مسیح نے بھی جب اپنے بارہ شاگردونکو
۱۰ وعظ وہدایت کرنیکی اجازت دی الا اونکو یہہ فہمایش کردی کہ غیر قومون کیطرف نجانا اور
سامریون کے کسی شہر مین داخل ہونا اور یہی سبب ہے کہ اطراف صور وصیدا مین جب حضرت
خداوند خود پہونچے اور اوسوقت ایک کنعانی عورت نے فریاد کی کہ ای داود کے بیٹے مجہ
پر رحم کر میری بیٹی دیوسے نہایت بیمار ہے بوجہ اجنبی وغیر اسرائیلی ہونیکے اوسے خطاب
نکیا تب شاگردون نے اوسپر رحم کہا یا منت کرکے عرض کی کہ اوسے رخصت کیجیے کیونکہ وہ ہمارے
پیچہے چلاتی ہے حضرت عیسی نے ارشاد فرمایا کہ مین بنی اسرائیل کی کہوئی ہوئی بہیڑون کے سوا
اور کسی کے پاس نہین بہیجا گیا پر وہ عورت آئی اور سجدہ کرکے کہا ای خداوند میری مدد کر حضرت
نے جواب مین کہا مناسب نہین ہے کہ لڑکون کی روٹی کتون کو پہینک دیوین باب دہم وپانزدہم
انجیل متی مین یہہ روایت موجود ہے اور واضح ہو کہ فرقہ پروٹسٹنت کے نزدیک عالم معتمد و
معتبر ہے اسی بنا پر لکہتا ہے کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے کلیسیا
غلطی کی تہی نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بہی بلکہ حواریون نے بہی جو غیر اسرائیلیون کی دعوت
طرف ملت عیسوی کے کی اور پطرس نے اور بہی غلطی رسوم مین کی اور یہہ بڑی غلطیان حواریون
سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہین انتہی اور جان دیون پورٹ کہتا ہے یہہ صاف ظاہر

کہ حضرت موسی علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کیواسطے پیدا ہوئے تھے وہ قوانین
جو اس قوم کے لئے مقرر ہوئے تھے ایسی شکل تھی کہ کسی غیر قوم کا آدمی اوسمین نداخل
ہو سکتا تھا وہ کتابین جو آیوین جلتبستین یعنی حواریون کیطرف منسوب ہین اونسی بھی یہہ
بات ظاہر ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریون کو اس باب مین شبہہ تھا کہ آیا یہودیون کے
سوا کوئی اور بھی اس مذہب مین داخل ہو سکتا ہے یا نہین انتہی سوا اسکے حضرت عیسی محمد رسول اللہ
حضرت موسی کی مانند صاحب شریعت مستقلہ نہ تھے بلکہ حضرت داود و یسعیاہ اور دانیال
و یرمیاہ وغیرہم دیگر انبیای بنی اسرائیل کی مثل انکے کل چال چلن اور طریق پرستش و
عبادت اور تعلیم و ہدایت مین باستثنای دو چار احکام اخلاق و اخلاص کے مطیع و تابع
شریعت موسوی تھے اسیواسطے ہمیشہ اونہین احکام کی ترویج و تائید اور اونہین کے تعمیل کی تاکید
لوگون سے کہتے رہے چنانچہ انجیل کے مقامات متعددہ سے اسپر شہادت ملتی ہے[1] اور خاص
بنی اسرائیل سے تعلیم توریت کا اختصاص سابقاً معلوم ہو چکا اور یہ مسئلہ اجماعی ہے ایسیطرح موافق
اسکے — خلق اللہ الکتاب و تعلیم حسنات و فضائل سے مہجور و ممنوع تھی اور اسیطرح افلاطون
الہی کتاب طیموس مین بعض کو اپنے تلامذہ سے یہہ نصیحت کرتا ہے کہ عمدہ مسائل اخلاق و حکمت کی[2]
تعلیم و تعمیم کرنا نچاہیئے اور ایسا ہی کرشن نے ارجن سے کہا ہے چنانچہ گیتا مین یہہ حال
لکہا ہے ان سبکے برخلاف قرآن نے آیۃ کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ سنکے
سکان تمامی روی زمین کو بلا تخصیص قوم و ملت اور بغیر تقیید عوام و خواص راہ نجات بتادی
اسرار نکات علم و معرفت اور رموز و دقائق حقیقت و توحید عموماً شائع و ذائع کردی اور

[1] یعنی باب ١٠ و باب ٢٣ متی [illegible] ورس ١٦ باب اول ورس ٢٣ باب ١٥ [illegible] اور دوسری باب [illegible]
[2] اور یہین بیجا ہے [illegible] کل تو میون [illegible]

جو احکام کہ مستلزم مفاسد و مضار تھی اون مین سے بہی کسیکو باقی نرکہا کوئی فرمان و ارشاد
ایسا نہین کہ وہ بنای فتنہ و فساد ہو۔ فضیلت سابعہ خلاق عالم کی عزت اور اوسکی
ذات و صفات سے محبت اور ہر وقت و ہر لحظہ ہر ممکن و موجود پر علما و قدرتا اوسکا استیلا
و احاطہ اور کمال تنزیہہ و تقدیس بلا شائبہ عیب و نقصان اور بدون استلزام امتناع
و استحالہ جسطرح کہ مشروحا قرآن مین ہی حتی کہ کوئی آیت جملہ اوسکا اس بیان سے خالی
نہین کسی مذہب و مشرب مین اوسکے مثل و نظیر کیا عشر عشیر بہی موجود نہین چنانچہ یہہ امر
اصل اول سے بخوبی ظاہر ہے۔ فضیلت ثامنہ حب فی اللہ و بغض فی اللہ یعنی خاص
اللہ ہی کیواسطے لوگون سے مصالحت و اتفاق اور اوسی پر مخالفت و افتراق ہو بدینوجہ
کہ جو شخص خدا پرست اور شہوات سے متقی و پرہیزگار ترقی دین کا خواہان و طالب رضائے
پروردگار ہو بلا لحاظ توطن و قرابت اور بغیر پاس شرافت و وجاہت اوس سے محبت و اخلاص
رکہنا اوسکی تائید و حمایت مین صرف جان و مال سے دریغ نکرنا جمیع حوائج ضروریہ اور اپنی
کل ضروریات دنیویہ پر اوسکی نصرت و اعانت مقدم سمجہنا اور منکرین توحید و سائر کفار
و مشرکین سے للہ فی اللہ بلا مداخلت نفسانیت دریا بغض و تنفر رکہنا اور فساق و فجار سے
گو کیسی ہی قرابت قریبہ یا رشتہ اخوت و ابوت ہی کیون نہو یکسر قطع تعلق کردینا اور اپنی
محبت طبعی اور تمامی تعلقات دنیوی کو بمقابلہ مرضی حضرت رب العزت بالائے طاق رکہنا
اقارب و اعزہ سے اگر کوئی کافر و مشرک ہو بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ
حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ صاف صاف کہدینا اور بعد ایمان و تصدیق ہر شخص کو

اگرچہ مصدر تصدیع جسمانی و دشمن جانی رہا ہو حسب ارشاد فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلوٰۃَ وَاٰتَوُا الزَّکوٰۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ بلا تمیز و تفریق حقیقی بھائی کے مثل
اپنا رفیق و صدیق جاننا گزشتہ مشاجرات و قضایائے سابقہ سے معاً دست بردار ہو جانا
بجز خیال ازدیاد اخلاص و اتحاد خلاف و شقاق بینین سے مطلقاً دور و کنارہ کش رہنا اصل
کلام اس باب میں یہ ہے کہ اپنی قوائے شہوانیہ و آلات غضبانیہ کو تنہا واسطے خدا کے
منقاد و تابع کرنا اور تکمیل احکام شرعی اور رضائے حق تعالیٰ کو کل معاملات ذاتیہ و
علائق ضروریہ پر ترجیح و تقدیم دینا در صورت عصیان لذت کو ذلت خیال کرنا اور
اتباع حکم میں ذلت و عجز کو عین عزت و فخر تصور کرنا اور مخالفت و موافقت میں خودی
سے درگزرنا اور اپنی جسم و جان کو خدا ہی کے واسطے نذر کرنا فقط خاصہ اسلام و ایمان
ہے قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ
لَہُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ و قال قُلْ اِنْ کَانَ
اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْہَا
وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَہَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَہَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
اور منشاء حقیقی اسکا یہ ہے کہ بالذات محبت و اخلاص فقط ذات خدا کے ساتھ خاص ہے
سوا اسکے سب سے تعلق اتحاد و مودت بالعرض والتبعیت ہے اسی واسطے بالاستقلال محبت
غیر خدا اور غایت خوف و رجا شرعاً شرک قرار پایا ہے قال من عز وجل وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَہُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

تا آل عمران ع ۲ فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین پس حب و بغض
کہ مرضی و محبوب کبریا ہے مخلصین کے نزدیک لامحالہ وہ شے خوشترین لذائذ و نعمائے
اور جو شخص کہ عنداللہ ماجور و مثاب ہے مقربین کی نظر مین بحکم عادت و قاعدہ بالضرور
بھی دوست اور بہترین احباب ہے اور ہر فعل و عمل کہ [illegible] بعوض خدا ہے ایمان والون
کے دل مین بلا ریب شک مذموم و برا ہے یہ اصل دربارہ استیصال محرمات شرعیہ و رسومات
واہیہ اور تحریک تاکید حکم و مصالح اور ترغیب تائید مسائل اخلاق و اصول دینیہ
مین بہت بکار آمد ہے مہمات عظیمہ و امور مہمہ جنکا انصرام نہ اتفاق قومی سے ممکن ہے اور
نہ اہل وطن کی ہمدردی سے اس اصل کی بدولت بدون ارتکاب دقت و پریشانی بکمال
سہولت و آسانی سرانجام پا سکتے ہین بوقت ظلم و ہجوم اعدا یا تعرض مصائب و بلایہ
افراد منتشرہ اقطار زمین کہ مسلسل بسلسلہ واحدہ ہین اعانت جان و مال سے بخوبی
کام دے سکتے ہین اس اصل مین بھی خاصتہً اہل اسلام ہی کا کامل حصہ و قبضہ ہے از روے
دین کسی مذہب و ملت مین یہہ تعلیم و تلقین نہین عیسائیون کے نزدیک تو بغض سے
یا نواعہا مذموم و قبیح ہے اوسمین نہ للہیت کی قید ہے اور نہ خصوصیت عمرو و زید اور دائرہ
محبت کو اسقدر وسعت و عموم ہے کہ ہر کافر و مشرک دشمن خدا اور کل عصاۃ و اصحاب
خطا کا دخول اوسمین بالیقین معلوم ہے اور باعتقاد یہود اگرچہ بغض فی اللہ کل اقوام
کیواسطے عام ہے مگر حب فی اللہ فقط گروہ بنی اسرائیل سے متعلق و مخصوص ہے اور
بنسبت ترغیب و تحریص و تشویق و تحریک محمد رسول اللہ صلعم کی خاص اس بارہ مین نہ [illegible]

پر رحمہ غایت قصور و کوتاہی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام کے مماثل کسی ملت سے کامل ہو بش
و خرمی حاصل نہین ہوا ہیں اسلام کے سوا کوئی بھی طریقہ قبض و بسط بیجا سے خالی نہین
تنبیہ ضروری بغض فی اللہ سے یہہ مراد شارع کی نہین ہے کہ جب کسی آدمی سے اتفاقاً
کوئی خطا خلاف شرع سرزد ہو یا عمداً کچھ کوئی جرم و قصور اوس سے کبھی ظہور مین آوے
یا کسی سے اعمال و عقائد مین کسی قسم کی مخالفت ظاہرہ پائی جاوے فوراً ہی دشمن خونخوار
اور صورت سے بیزار ہو جاوے ایذاء جسمانی و تکلیف روحانی مخالف کے واسطے ضروری
جانکر تدابیر نقصان و ضرر اوسکے مال و اولاد مین جسطرح کہ ممکن ہو برسر کار لاوے
ایسا خیال کرنا بڑی خطا و غلطی ہے بلکہ ایسی توہم سے اسلام کے روشن چہرہ پر بے وجہ
داغ لگتا ہے مطلب اصلی اسکا یہہ ہے کہ ارتکاب منکرین بذات خود کبھی شریک نہووے
اور نہ دوسرے کے واسطے اجازت و رضا مخالفت شرع پر مفہوم و ظاہر ہو مرتکب افعال
شنیعہ پر اگر اپنی مخالفت کا اظہار قولاً و فعلاً کرتا رہے بدی کے معلوم ہوتے ہی ذاتی
دشمن کی مانند اوسکے استیصال و قطع مین بدل مصروف و متوجہ ہو جاوے کمال ہمدردی
کے ساتھہ اوس مبتلا سے برائی کو بہولائے اور بہلائی کی جانب بہ تدبیر معقول بلاوے
اور یہہ فعل بہ رفق و نرمی سے ہو خواہ بمصلحت وقت اظہار ملال و حرارت و گرمی
سے قال تعالیٰ وَادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ
بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ وقال وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَہْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ اور حضرت
ہارون و موسیٰ کو حکم ہوا اِذْہَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا

لعلہ یتذکر او یخشی ورنہ باب ہدایت بالکل بند و مسدود اور طریق دعوت و
پند عالم سے مفقود ہوجائیگا ارشاد باری الا تفعلوہ تکن فی الارض فتنۃ و
فساد کبیر واسطے تقویت و تائید ہماری اس تقریر کی شاہد ستنیر ہے فضیلت تاسعہ
حفظ نفس و حفظ نسب و حفظ دین و حفظ عقل و حفظ مال - اصول خمسہ مسلمہ ارباب
مذاہب و جمہور اہل کمال ہین جب ان کی موافق سے قواعد ہر مذہب کو جانچا سائر مذاہب
کی نسبت تعلیم محمدی کو محکم و استوار قرار واقعی پایا حسب تفتیش مسائل مین سعی کی احکام
اسلام مین اصول مذکورہ کو سب سے زائد ملحوظ و مرعی دیکھا حفظ نفس کی بابت جابجا
آیات قرانی مین تاکید شدید ہے قال تعالی والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر
ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق
اثاما یضعف لہ العذاب یوم القیمۃ و یخلد فیہ مہانا وقال من قتل نفسا
بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکا
نما احیا الناس جمیعا قتل بوجہ عموما ان آیتون کی رو سے کتنا بڑا جرم و قصور قرار
پایا کہ وعید شدید عذاب خلود فی النار جو شرک و مرتد کیواسطے قران مین وارد ہے
قاتل حق پر بھی بلا تفاوت موجود و ثابت ہے اور قاتل سائر الناس کی مانند وہ جید
زجر و عقوبت کے قابل ہے اور اسیطرح نفس واحد کا حفظ اجر و ثواب مین احیاء
افراد بشر بتمامہا کی شبیہ و مماثل ہے آیۃ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اور ولا
تقتلوا انفسکم سے ہر قسم کے مہالک و خطرات سے حکم حفاظت نفس و اجتناب اور اقدام

بدپرہیزی وخودکشی سے ضرور تصیانت و احتراز ظاہر ہے اور بحکم لاتقتلوا اولادکم
خشیتہ املاق نحن نرزقہم وایاکم ان قتلہم کان خطاء اکبیرا۔ اور قد خسر الذین قتلوا اولادہم
سفہا بغیر علم وحرموا ما رزقہم اللہ افتراء علی اللہ قد ضلوا وما کانوا مہتدین۔ اور اذا بشر
احدہم بالانثی ظل وجہہ مسودا وہو کظیم یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ ایمسکہ علی
ہون ام یدسہ فی التراب الا ساء ما یحکمون وغیرہا کی بموجب اولاد کا قتل ہمہ وجوہ مسدود و
وممنوع ہے قدیم سے عرب کے لوگون مین رسم قبیح دخترکشی مروج ومشہور بلکہ کثیر تھی
عموماً اولاد کا مار ڈالنا۔ افلاس وفقر کے خوف سے اور بیٹیون کا قتل خصوصاً غیرت
وحمیت کے لحاظ سے اون لوگون مین شایع وذایع تہا اکثر اوقات ولادت ہی کیوقت
لڑکیون کو زندہ درگور کردیتے اور کبہی بعد پرورش وتربیت قتل کرڈالتے بلکہ تقریباً تمام
جہان مین قبل از ظہور اسلام ایسی ہی مراسم بیہودہ منافی حفظ نفس جاری ومروج تھی
حکماے روم ویونان اور عقلاے مصر وفرنگستان سے کسی نے بہی اس فساد کی
استیصال وانسداد کی فکر وتدبیر نہ کی بلکہ اس اصل کے برعکس افلاطون وارسطو سے
قتل اولاد کی تائید وتجویز رہی چنانچہ ارسطو کا قول ہے کہ لنگڑے لڑکون کی پرورش
بزور سیاست رکنا چاہیئے ایسے ہی خیالات سے منجملہ حالات باشندگان یونان
کے یہہ بہی ایک عام دستور رہتا کہ جس شخص کے اولاد ہوتی وہ اوسکو اعیان وعمائد
زمان کے روبرو لاتا اگر وہ تندرست وتام الخلقت نکلتا تو تربیت وخدمت کا حکم
اوسکے والدین کے نام جاری ہوتا ورنہ قعر کوہ طیجیتوس مین پہینکدیا جاتا

ملک روم مین بہی اولاد کی پرورش ماباپ ہی کی رائے وخواہش پر موقوف ومنحصر
ہتی اور ہندوستان وچین مین بہی ایسا ہی طرز وطور تہا چنانچہ بعض اطراف ونواحی
مین ابتک بہی رسم دخترکشی رائج وباقی ہے اور نیز بعض قتل نفس وخودکشی عبادات
سے معدود ومنصور ہوتی مثلاً ہندؤن کے نزدیک بیوہ کیواسطے آگ مین جلکر خاک
ہونا اور کوہ ہمالہ کے بعض غارون مین راہ بہشت سمجہکر اپنے آپ کو معدوم وہلاک کرنا
اور آدمی کی قربانی چڑہانا بقصد تقرب صنم دوثن اور ریاضات سخت وشاید سے
تحلیل وتضعیف روح وبدن یا بجاے تحقیق حق واخذ شہادت عدالت سے متخاصمین کو
باہمی مقاتلہ ومجادلہ کی اجازت ملنا اور ظفر وفتح کو دلیل حقیت وصدق دعوی گردانا
کہ اکثر بلاد ہند وفرنگ مین اُن پر عمل تہا یا بنا بر نفسانیت وجہالت زمانہ جنگیون کی عادت
رکہنا جنمین قتال ناحق وخونریزی بیشمار وقوع مین آتی کہ اقوام عرب بین حجت شجاعت
وغیرت گردانی جاتی ان مین سے اسلام کی بدولت کیسکا بہی نام ونشان تک نرہا عذاب
وعقاب کی تقریر دلپذیر نے حفظ نفس کو بہمہ وجوہ محکم ومکمل کردیا از روے شریعت اسلامیہ
ہرچند سہو وخطا کا محاسبہ نہین اور نہ اوسپر خوف مواخذہ ہے لیکن قتل خطا پر دیت
مسلمہ وتحریر رقبہ اور درصورت عجز صوم شہرین متتابعین بطور کفارہ حتماً مقرر ہے
تاکہ بلحاظ حفظ نفس اس خوف سے ہر شخص ہر دم وہر وقت رکہی بلکہ جمہور ملیین کی علاوہ
ترقی بنی آدم کیواسطے بہت سے اسباب وذرایع پیدا کیے لونڈی غلام اور بیوہ ومطلقہ
کی نکاح کا حکم دیا تجرد ورہبانیت کو کہ عرصہ دراز سے عیسائی مشائخ واکثر حکماے ہند

وغیرہم بزعم خود فضیلت عظمی تصور کر رہے تہے قاطع نسل سمجھکر مکروہ و مبغوض رکھا
اور اسی بنا پر آنحضرت نے عزل کو بہی ناپسند و غیر مناسب فرمایا اور تزویج عورت ولود کو
اختیار عقیم پر راجح و بہتر بتلایا مقدرت نان و نفقہ واجبہ اور استطاعت ادائے حقوق کے
کیصورت مین کہ شرعاً متعدد ازواج کی اجازت اور ازدواج مکرر کی اباحت ہے اوسکا
مناط بہی فی الحقیقت یہی مصلحت و رعایت ہے اور ابقاے نفس و نسل ہی کے سبب
محتاج یتیم کی پرورش و پاسداری باشارۃ النص ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین
والیتامی والمساکین وابن السبیل بعد ہمدردی اقارب و اعزہ سایر مساکین و مسافرین
کی خدمت و خبرگیری سے اہم و اقدم ہے اور وقت اضطرار و ہلاکت کہا لینا خنزیر و میتہ کا
بہی بمقدار سد رمق ہر شخص کو جائز و درست ہے حالانکہ بنص قرآنی نجس العین و محرم ہے
اور وقت اداے صلوۃ کہ جز یاد خدا ہر قسم کا شغل و خیال ممنوع و بیجا ہے بنظر حفظ
نفس ہی شرعاً اسودین کا قتل جائز و روا ہے اور حرم شریف مین کہ مطلقاً صید و
شکار بلکہ قطع شجر و نبات سے بہی نہی صریح ہے الا تقدیما لہذہ المصلحۃ جانوران
موذی کا مار ڈالنا درست و صحیح ہے اور تکمیلا لہذا الباب جناب رسالتمآب نے دعاے
موت و تمناے وفات سے ممانعت قطعی فرما دی حیث قال لا یتمنین احدکم الموت اما
محسناً فلعلہ ان یزداد احساناً واما مسیئاً فلعلہ ان یتوب آپ بتلاؤ کہ حفظ نفس کی بابت
کسی شریعت مین بہی مفصلاً اسطرح کے قوانین و مواعظ دل بند ہین یا کہین اخلاق
حکما مین ترقی بنی آدم کے واسطے بلحاظ وسایل و ذرایع ایسی نصایح دلبند ہین اور

حفظ نسب کے واسطے بہی از روے قانون اسلام بہت سے اصول و احکام موجود ہین
مثلاً عورت مطلقہ جسے کہ بعد نکاح خلوت صحیحہ ہوچکی ہو قبل از انقضاے ایام عدت
جواز تزویج و مناکحت نہین اور آیت والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ
قروء عدت طلاق جوان عورت مین تین حیض یا تین طہر کے ساتھہ باختلاف اقوال
مبین و مفسر ہے اور کم عمر و صغیرہ اور آیسہ و ضعیفہ کیواسطے مدت انتظار کامل سہ ماہی
معین و مقرر ہے اور بیوہ عورت کو چار مہینے دس دن تک تجدید تزویج و مناکحت سے
قطعی نہی و ممانعت ہے اور حاملہ کیواسطے مطلقہ ہو یا متوفی عنہا انتظار وضع حمل
وجوباً درکار ہے اور کتمان و اخفاے حمل و حیض سے عورتون کو بمفاد آیۃ کریمہ
ولا یحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ممانعت صریح و نہی پروردگار ہے
اسیطرح شرعاً قبل از استبراء ملک یمین یعنی لونڈی سے قربت و جماع اور ایسے ہی
عورت فاحشہ سے بہی بقول صحیح عقد نکاح ممنوع و ناروا ہے ان قوانین کی وضع
و تعیین کا مقصد اصلی ہر ذی فہم ادنی تامل کے بعد پاسکتا ہے کہ شارع کے نزدیک اختلاط
المیاہ بالماء نہایت ہی مستہجن و قبیح ہے اور نیز تصفیہ و تنقیہ رحم کو جلوس فی الشعب
الاربع ہے دشوار و کریہہ ہے سوا اسکے رجال و نسا کیواسطے حکم غض بصر و قصر نظر
اور امر حجاب ستر قطعاً للشر اور تعیین حد زنا یعنی اعزب کیواسطے تجلید اور محصن کا رجم
و سنگسار کرنا اور ثبوت حسب ضابطہ کے بعد دستور رحم نکہانا جسکے خوف سے اسلامی
سلطنتون مین فحش و زنا از حد نادر الوجود و عنقا صفت رہا عالمگیر کے عہد مین ایک بہی

رنڈی کسبی کل ممالک محروسہ مین نہ تہی اور نہ ملک عرب و بخارا اور کابل و غیرہ مین بالفعل
اون کا وجود ہے اور مسائل ثبوت نسب و کفو و دعوی نسب و غیرہا جنکی تفصیل ہر ایک
وکتب حدیث و فقہ مین ہے فی الواقع اسی حفظ نسب کیواسطے اونکی بنا و وضع ہے
اور جوکہ رضاع کو بہی نسب کے مانند حرمت اصول و فروع کے لئے علت موجبہ کہا ہے اور
اور ہر اوس شخص کو کہ اپنے قبیلہ کے سوا دوسرے عشیرہ کی جانب آپ کو مستند و منسوب کرے
ملعون و مطرود اور اوسکی عبادات نوافل و فرائض کو غیر مقبول و مردود فرمایا ہے
اسی مقنن اسلام کی غایت توجہ اور وفور سعی و اہتمام واسطے حفظ نسب کے ہر خاص و عام
پر ظاہر و ہویدا ہے زمانۂ جاہلیت مین نکاح چار طرح سے ہوتا تہا اول نسبت کا
نکاح جیسا کہ فی زماننا شایع ہے دوم نکاح استبضاع شبیہ گندہرپ بیاہ کہ از رسوم
ہنود ہے صورت اوسکی یہہ تہی کہ لوگ تمنائے اولاد لائق و حسن اپنی عورتون کو مشاہیر
و ناموران ہنر و فن کی صحبت مین دیتے اور تا ظہور حمل آپ اوس سے محترز و کنارہ کش رہتے
سوم کسی عورت کے پاس دس سے کم اشخاص بالاتفاق جاتے اور نوبت بہ نوبت اوس سے
مباشرت کرتے جب اوسکے اولاد ہوتی وہ اون سب کو چند روز بعد بلاتے اور جسکو چاہتے
اوسیکا لڑکا قرار دیدیتے چہارم عورات فاحشہ کی جب اولاد ہوتی اوسکے کل احباب و آشنا
جمع ہوتے اور قیافہ شناسون کو طلب کرتے شکل و شمایل مین لڑکے کو اون مین سے جسکی شبیہ
و قریب دیکہتا اوسیکے اولاد و نطفہ سے مشہور وہ غریب رہتا اور ماورا اسکے وہ لوگ موطوءۃ
الاب سے بہی ملوث ہوتے تہے اور عورتون کو داخل میراث و ترکہ تصور کرکے اون کے

حقوق نکاح و مہر کو اپنے ہی ہاتھ میں بجبر و قہر رکھتے تھے اسلام نے ان سب رسوم قبیحہ کو بنا بر
روایات انہیں مذکور سوائے صورت اول کے کہ حفظ نسب اوسی سے بخوبی حاصل ہے
باطل و دور کر دیا اور حفظ دین کے باب میں اصل اصول امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے کہ
تصحیح عقائد ضروریہ کی بعد حسب نصوص قرآنی نجات و فلاح دارین اور خیر و صلاح
کونین اوسی سے مشروط و مربوط ہے اور حسب استطاعت تغییر منکر بالید ہو یا باللسان
ہر عصر و زمان میں واجب و ضرور ہے قال تعالیٰ یا ایہا النبی بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالته وقال فاحکم بینہم بما انزل الله ولا تتبع اہواءہم عما
جاءک من الحق وقال ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون
عن المنکر واولئک ہم المفلحون وقال واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة واعلموا
ان الله شدید العقاب اسی بنا پر دعوت الخلق اور تبلیغ احکام و اعلاء کلمة الله میں آنحضرت
نے بنفس نفیس اور اون کے اصحاب باتمیز نے جو جہد و انتہا محنت و مشقت اوٹھائی
وہ حرف بحرف صفحہ قلب و لسان ہر مومن و کافر پر سکان ربع مسکون سے منقش و مسطور
ہے اور بدلالت آیہ کریمہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس
والثمرات کہ ہر قسم کی تکلیف و زحمت ارباب ضلالت و غوایت سے پائے محتاج اظہار
و تشریح نہیں معلوم ہر موافق و مخالف نزدیک و دور ہے اور کمال بیغی معروف و مشہور
اور ہتک شعائر دین و ملت اور تعرض و مزاحمت تبلیغ و دعوت کے وقت بمفاد ارشاد
الٰہی ان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر انہم لا ایمان لہم

تعلیم پہنچتی ہون مخالفین اسلام سے شرعا ہر قسم کا عہد و پیمان مرتفع اور فورا اقرار صلح و امان یکلخت منقطع ہو جاتا حکم ہے اور ہر زندیق و مرتد اگر تعلیم و تفہیم اور مباحثہ و مناظرہ کے بعد راہ راست پر نہ آوے واجب القتل و مباح الدم ہے اور بلا تفریق مومن و کافر ہر قسم کے فاسق و فاجر پر اقامت حدود شرعیہ اور تالیف و تصنیف کتب دینیہ اور الزام و سرکوبی مخالفین اسلام بدلائل و براہین یقینیہ کہ خاصہ حصہ علما اعلام اہل اسلام ہر وقت و عصر مین رہا ہے تمامہا حفظ دین و حمایت مذہب پر شاہد ہین اور حفظ عقل بھی اسلام مین نہایت مہتم بالشان ہے اور شہادت اصول کثیرہ اسکے واسطے بہت سا سامان ہے شرعا اسباب زوال و اختلال تمامہا مستاصل و منفی ہین فقط فکر حفظ ہی نہین بلکہ وداعی تقویت و تکمیل بھی قرار واقعی ملحوظ و مرعی ہین بالاستقرا معلوم ہے کہ فتور عقلی دو وجہ سے ہو جاتا ہے اولا استعمال اشیاے خبیثہ جیسے افیون و شراب وغیرہا سے خورد و نوش مین احتراز نکرنا کہ اکثر اوقات انسان ان کے استعمال سے مبتلاے نسیان و جنون و توہمات بیجا اور مصدر افعال بہیمی و حرکات بیہودہ و نازیبا بنجاتا ہے ثانیا اشتغال ملاہی و ملاعب اور استماع اغانی و معازف کہ اوسوقت بیجان قواے حیوانی احساس و تمیز امر حق سے صراحتا مانع عقل و مخل دماغ ہوتا ہے اور حالت وساوس شیطانی کیواسطے قلب انسان موضع و محل تفریغ بنجاتا ہے ان دونون امور کے سطرح کہ شریعت محمدیہ مین لحاظ کیا گیا ہے کسی دین و مذہب اور اخلاق و آئین حکماء و سلاطین مین نہین ہوا ظاہری مضار و مفاسد کہ ہر ایک سے پیدا ہوتے ہین بیان کیے

اور جملہ نقائص و معائب اخروی کہ اون پہ مرتب ہین مفصلاً بتلائے قال اللہ تعالی یا ایہا
الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ
لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر
ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فہل انتم منتہون اس آیت سے صاف ظاہر ہے
کہ اے اہل ایمان اگر فلاح دارین تمکو مطلوب ہے تو انصاب و ازلام یعنی باطل معبودون
کی تہان اور فالون کے تیر اور شراب و جوے سے اجتناب لابد و ناگزیر ہے اسواسطے
کہ وہ بذاتہ پلید ہین اور ساختہ شیطان مرید شیطان خواہش رکہتا ہے کہ اس کے
سبب لوگون کے درمیان فتنہ و فساد پہیلا دے اور خدا کی عبادت و یاد اون کے
دلون سے بہلا دے پس کیا ہو تم اون سے باز رہنے والے اور حرمت سرود
وغنا آیتہ کریمہ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم
ویتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین سے ثابت ہے اور اسلئے فقیہہ کتب شرعیہ مین
اسکا ذکر آیا ہے کہین لہو اور باطل و دروغ اور کہین رقیۃ الزنا و منبت النفاق و
شیطانی مزمار کہا ہے بموجب اسکے کل ملاعب بیہودہ مثل شطرنج و تاش و گنجفہ
اور چوسر و جوئے ہین اشتغال اور جمیع مسکرات جیسے افیون و شراب و گانجہ
وغیرہا کا استعمال حرام ہے اور ان امور مین شرعاً اخذ اجرت بہی قطعا حرام
و ممنوع ہے اور اون کے مرتکب و معتاد کی شہادت و گواہی مسترد و غیر مسموع
ہین سے ہر ایک کی مباشرت پر عتاب و تہدید اخروی شارع سے موعود ہے

اور اقامت تعزیر و حد دنیا مین بہی معین و معہود اسیواسطے سلاطین اہل دین کے عہد مین ممالک محروسہ سے کہین بہی شرابخانہ چنڈو خانہ و بہنگیر خانہ وغیرہ بنانیکی اجازت نہ تہی اور نہ افیون گانجہ کی کہین تجارت تہی ان احکام کا مقصد یہی منشا ہے کہ آدمی کی عقل مین کسیوقت فتور و زوال نہ آوے اور نہ کسی نہج سے ضعف و اختلال راہ پاوے چنانچہ گاڈ فری ہیگنس ان حکمون کی بابت یہہ شہادت دیتا ہے ۶۰ محمد کے قانون کی روسے کل قمار بازی کی صاف ممانعت ہے اس قانون کی مراد مفید سے یقینا کوئی منکر نہوگا آپ کے اخلاق کی خوبی سے انکار ہے کیونکہ کہتے ہین کہ آپنے صرف اوسکو انجیل سے نقل کیا ہے مینے اس برائی کی ممانعت کو نہ احکامات عشرہ مین دیکہا نہ انجیلون مین مگر چونکہ موسی اور عیسی دونو کی رسالت کو آپنے تسلیم کیا تہا اور اقرار کیا تہا کہ اوسی بناپر اپنا مذہب قائم کرونگا تو اگر آپنے ان دونو مذہبون سے وہ حصہ اختیار کئے جو آپ کو صاف اور غیر مغشوش مسائل معلوم ہوئے تو آپنے کچہہ بیجا اور بیقاعدہ نہین کیا اور درحقیقت جبکہ آپ عیسی کے قائل تہے تو مجہکو نہین معلوم کہ پہر آپ کیا کرتے ۶۱ مورخون نے بیان کیا ہے کہ محمد کے زمانہ مین اہل عرب میخواری اور قمار بازی کی نہایت عادی تہی مگر آپکے دو حکمون کی وجہہ سے شراب اور قمار بازی کا رواج قطعی موقوف ہوگیا آپ کو ذریعہ شہوت رانی اپنے رفقا کا الزام لگایا گیا ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا تقوی اور پرہیزگاری براے نام ہی نہین معلوم ہوتی بلکہ مینوشی اور قمار ایسے کبائر جرم قرار دئے گئے جو معافی کے لائق نہین

اور جنکی بیخکنی ایکدم سے کی گئی آپکے پیرون کی کل شہوات نفسانی اور تعصب اور
عادات کی بندش کردی گئی ہے ضرور ہے کہ سب کو ترک کرین ورنہ آپکے تابع
نہین ہوسکتے گبن صاحب درست کہتے ہین کہ حسن عیش و عشرت سے دل الجھاوے
اوسکی قیدون تکلیف دہندہ کو بلاشبہہ رند دزن اور منافقون نے اوٹھا دیا ہے
مگر اوس واضع قانون پر جسنے کہ اون کو بنایا یقینا انصاف کی رو سے اس بات کی
تہمت نہین ہوسکتی کہ اوسنے اپنے مریدون کو اون کی شہوات نفسانی کی اجازت
دینے سے فریب دیا فی الحقیقت میرے قیاس مین انگلستان کی کیا خوش قسمتی ہوتی
اگر بموجب حکم الہی دین عیسوی مین ہی اون کی ممانعت ہوجاتی دین عیسوی مین جو
ویسی ہی پختہ ہے ترمیم کرنے سے مجھکو عذر کرنا چاہیے کیونکہ یہہ امر داخل بے ادبی
یا ادنی مرتبہ یہہ کہ لوگ اوس سے بدظن ہوکر مجھکو گستاخ اور بے ادب ٹھہراوین
ورنہ مین یہہ کہتا کہ میری راے ناقص اور خیالات محدود کے بموجب اگر شراب و قمار
بازی وغیرہ کی ممانعت انجیلون مین پائی جاتی تو انسان کی خوشی کچھہ کم نہو جاتی
اور اگر حضرت عیسی اپنے علم غیب سے جو بزعم لوگون کے اونکو حاصل تہا اور
جبکا محمد کو دعوی نہ تہا منشی چیزون کی ممانعت کردیتے بجز اون صورتون کے جنمین
وہ دوا کے طور پر ضروری ہون تو انس سے کچھہ برائی زیادہ نہوپاتی انہتی اور عقل
کے اسباب فتور سے شرعا جب حکم احتراز موکد ہوگیا من بعد بانواع متعددہ اوسکی
ترقی مطلوب ہوئی اور وسائل و ذرائع مختلفہ اسکے واسطے وضع کیے کہیں حیوان کی سیر

وسیاحت پر ترغیب دی تفتیش روزگار کے قصد سے ہو یا بعزم تحصیل منفعت مختلف
اجناس و پیداوار امصار و دیار کی تجارت مطلوب ہو یا تلاقی یار و اعزہ کی حاجت خواہ
مشاہد معظمہ و خانہ کعبہ کی زیارت سفر بحری سے ہو یا بری سے کہ ہر ایک سبب زیادت
دانش و تجربہ اور شخص پختہ کار رہا ہے اور کبھی فضائل علم و عمل بیان کئے اور تدبر
آیات اللہ اور اوسکے صنائع غریبہ مین فکر و خوض اور کیفیت خلق ارضین و سموات
اور طرز احیاء و اشجار و نباتات اور طریق پیدائش حیوانات و جمادات مین تامل و غور کا
حکم دیا اور خود ہی اقسام و خواص اشجار و نباتات اور انواع و لوازم احجار و حیوانات
اور کیفیت نزول امطار و تصریف ریاح اور تسخیر کواکب و تقدیر منازل اور فصل و انفصال
اشیاء و غیرہا کہ مظاہر قدرت و مناظر فطرت ہین ارشاد کر کے علم مایتعلق بالاجسام و فلکیات
اور عنصریات و معدنیات اور علم نباتات و علم حیوانات اور علم ہیئت و علم کیمیا یعنی اجزا
اصلیہ مرکبات کی تفتیش اور ادراک تحقیق اسباب اختلاف اوصاف و عوارض مع اتحاد النوع و
الجنس اور دیگر اصول و فروع حکمت و فلسفہ کیجانب ہدایت کی کہ مفید حدت و جلاء عقل اور
باعث ظہور کمال صنعت و صفت حضرت باری ہے اور یہ بھی کہدیا کہ اسکی استعداد و صلاحیت
اور لیاقت و قابلیت ہر شخص مین موجود و مرکوز ہی اور قوت ممیزہ جمیع مکلفین مین علی السویہ مخلوق
ہے باینہمہ جو شخص اپنے متقدمین کی تقلید مین پڑکر قدرت صانع کی ادراک سے محروم و معطل ہوگا یا انہماک
فی الشہوات کے سبب غافل و جاہل رہیگا عند الحساب اسکی معذرت مردود اور وہ جہنمی و ناری ہوگا
اسواسطے اثبات اس دعوی کے چند آیات مناسب مقام اسجگہ نقل کرتا ہون ناظرین بانصاف سے امید ہے

کر اونکے مفاد و مواد پر بلا تعصب و اعتساف فکر و لحاظ فرمائینگے قال من عز شانہ اللہ الذی
جعل لکم الانعام لترکبوا منہا و منہا تاکلون و لکم فیہا منافع ولتبلغوا علیہا حاجۃ فی صدورکم
و علیہا و علی الفلک تحملون و یریکم آیاتہ فای آیات اللہ تنکرون افلم یسیروا فی الارض
فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم کانوا اکثر منہم و اشد قوۃ و اثارا فی الارض
فما اغنی عنہم ما کانوا یکسبون و قال اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک بامرہ و
لتبتغوا من فضلہ لعلکم تشکرون و قال الذی جعل لکم الارض مہدا و جعل لکم فیہا سبلا
لعلکم تہتدون و قال افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون بہا او اذان
یسمعون بہا فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور و قال ان فی
خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع
الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من
کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون
و قال و ہو الذی انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ نبات کل شیء فاخرجنا منہ
خضرا نخرج منہ حبا متراکبا ومن النخل من طلعہا قنوان دانیۃ وجنات من اعناب
والزیتون والرمان مشتبہا وغیر متشابہ انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعہ ان فی ذلکم
لآیات لقوم یومنون و قال فی الارض قطع متجاورات وجنات من اعناب و زرع
ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل ان
فی ذلک لآیات لقوم یعقلون و قال واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنہم من یمشی

علی بطنہ ومنہم من یمشی علی رجلین ومنہم من یمشی علی اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ
علی کل شیء قدیر وقال وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث
ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا و
رزقا حسنا ان فی ذلک لایۃ لقوم یعقلون واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال
بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا یخرج من
بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون وقال
الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا ومن الجبال جدد
بیض وحمر مختلف الوانہا وغرابیب سود ومن الناس والدواب والانعام مختلف
الوانہ کذلک انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفور وقال ومن ایاتہ
خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین وقال
سخر لکم اللیل والنہار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذلک لایۃ لقوم یعقلون
وقال ہو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب
ما خلق اللہ ذلک الا بالحق یفصل الایات لقوم یعلمون ان فی اختلاف اللیل والنہار
وما خلق اللہ فی السموات والارض لایات لقوم یتقون ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا
بالحیوۃ الدنیا واطمأنوا بہا والذین ہم عن آیاتنا غافلون اولئک ماواہم النار
بما کانوا یکسبون وقال واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی
انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا ان تقولوا یوم القیمۃ انا کنا عن ہذا غافلین او

تقولوا انما اشترک اباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون اسواسطے
متقدمین اہل اسلام نے ہر طرح کے کمالات علمیہ و صناعات کسبیہ اور علوم حکمیہ و فنون
عقلیہ کے تحقیق و تفتیش میں تمامی باشندگان عالم سے زیادہ محنت و عرقریزی کی اور
علوم و فنون کہنہ و مندرسہ کو بالحاق تحقیقات نفیسہ جدیدہ حیات تازہ بخش کر
دنیا کے کل قومون مین شایع و ذایع کر دیا فی الحقیقت اونہین کی نخل ہمت و جانفشانی کا
یہہ ادنی ثمر ہے کہ آج علم و تہذیب کا چرچا ممالک یورپ مین گہر گہر ہے دیکہو سدلیو
جو ایک نامی مدرس علوم تواریخ کا ملک فرانس مین تہا اور ارباب فنون مین ایک
رکن رکین شمار کیا جاتا تہا تواریخ عرب مین یہہ لکہتا ہے کہ قوم عرب بلاشبہہ ہمارے
یعنی یورپ کے اوستاد ہین جسسے انکار نہین ہوسکتا اور اونہون نے وہ سامان مہیا
کئے جس سے ہماری یہہ تاریخین بنین اور اونہون نے ہی حالات سفر کا قلم بند کرنا
شروع کیا اور اونہون نے ہی مشاہیر لوگون کی زندگی کا حال تواریخ مین لکہنا اختراع
کیا اور وہی صناعی اور دستکاری مین اس مرتبۂ کمال کو پہونچی جسکی انتہا نہین ہوسکتی
اور اون کی عمارتون اور مکانات کے آثار کے دیکہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
نہایت بڑے کاریگر اور صناع تہے اور ایسی ہی باتین جو عرب نے نئی نئی ایجاد کی ہین
اون سے عرب کی اسقدر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آجتک اوسکے موافق کسی نے
عرب کی قدر نہین کی اور کسیکو اون کا اصلی رتبہ نہین معلوم ہوا چنانچہ جب علم فزیک
یعنی طبیعیات اور علم طب اور علم تواریخ اور علم کیمیا اور علم فلاحت عرب کے ہاتہہ آیا

تو اونہون نے اوسمین اور کمالات اور خوبیان زیادہ کردین حالانکہ ایسے کامون
مین وہ زیادہ دل نہین لگاتے تہے بخلاف اور علوم عقلیہ کے جنمین اونہون نے
حد سے زیادہ کوشش کی تہین اور نوین قرن کے شروع سے پندرہوین قرن کے
آخر تک اوسمین بدل و صرف رستے تہے یہان تک کہ ان علوم مین اون کی فضیلت
حد سے زیادہ بڑہکر ہوگئی تہی اور جہان تک ہمکو معلوم ہے گویا وہ ایک شمہ عرب کے
اوس اصلی فضیلت کا ہے جو آج تک ہمکو معلوم بہی نہین ہوئی مگر بہرکیف عرب کے
قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بہی سرچشمہ ہے اور جن کے کمالات کو ہم یہہ سمجہتے
تہے کہ یہہ اور قوم کا ایجاد ہوگا وہ اب ہمکو اون کی کتابون کے دیکہنے سے معلوم
ہوتا چلا جاتا ہے کہ اصل مین سب کے موجد عرب ہی ہین اسکے بعد یہہ مورخ واسطے
تائید اپنے کلام کے اسکندر ہمبلط جرمنی کا یہہ قول نقل کرتا ہے عرب کے قومون کو خدا
تعالی نے دنیا مین اسلئے پیدا کیا تہا کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن کو اون
مختلف قومون تک پہونچا دین جو فرات کے کنارہ سے اسپانیہ کے وادی کبیر تک
پہیل رہے ہین چنانچہ ان تمام قومون نے جملہ کمالات اسی قوم عرب سے حاصل
کی تہی اور اہل عرب کی طبیعتون مین قوم بنی اسرائیل کیطرح یہہ بات نہ تہی کہ وہ کسی
قوم سے نہ مل سکتی ہون بلکہ وہ برخلاف اسکے سب قومون سے ملتے جلتے تہے اور اونکی
اسی عادت نے تمام دنیا مین اون کے فضائل کو پہونچا دیا مگر باوجود ملنے جلنے اور
اختلاط کے عرب مین ایک یہہ کمال تہا کہ وہ جہان جاتے تہے اپنی عادات کو نچہوڑتے تہے

اور کسی کی وضع یا چال چلن کو نہ اختیار کرتے تہے اور اون کے مزاج کسی کے ملنے سے ہرگز نہ
بدلتے تہے اور رمانیا کی قوم نے باب تمدن مین جو کچہہ حاصل کیا یا جو کچہہ اوسکو آیا وہ عرب ہی کی
فتوحات کے زمانہ طویل کے بعد آیا اور عرب ہی سے اوس نے سیکہا عرب جہان جاتے تہے
اپنے طریق تمدن کو گویا اپنے ساتہہ لیجاتے تہے اور جہان وہ قیام کرتے تہے اونکا طریق تمدن
بہی فوراً وہان پہیل جاتا تہا چنانچہ اون کی عادت تہی کہ جس ملک مین وہ گئے وہان اونہون نے
اپنی زبان کو اور اپنے علوم اور اپنے دین اور اپنے اخلاق مہذب کو شایع کرنا شروع کیا اور
اپنے ایسے عمدہ اشعار کو پہیلایا جنپر گویا متنبی نقرا اور تربدور شاعرون نے اپنے اشعار کی بنا
رکہی ہے بعد اوسکے یہہ مورخ لکہتا ہے کہ ہم یہہ کہتے ہین کہ عرب کی تصنیفات اور اونکی مخترعات
سے ہمارے نزدیک یقیناً یہہ بات ثابت ہوگی کہ اہل عرب کی عقلین حقیقت مین سب قومون کی
عقلون سے زیادہ تیز تہین اور اونکی عقل کی خوبی کا شہرہ فرنگستان یورپ تک پہونچ گیا تہا
اور یہہ بڑی حجت اور نہایت قوی دلیل اسبات کی ہے کہ عرب کی قومین کمالات علمیہ اور فنون مین ہم
ہماری معلم اور ہماری اوستاد تہین اور اس بات کے اور لوگ بہی قائل ہین انتہی اور تاریخ
دُرُوی مین جسکا مصنف وزیر اعظم ملک فرانس کا ہے یہہ لکہا ہے کہ ایک زمانہ مین یورپ کی
جہالت کی تاریکی مین ٹکرین مارتی پہرتی تہی کہ دفعتاً اوسپر امت اسلامیہ کیجانب سے ایک نور
علوم ادبیہ اور فلسفیہ اور فنون صناعی اور دستکاریون وغیرہ کا پرتو افگن ہوا کیونکہ اوس
زمانہ مین شہر بغداد اور بصرہ اور سمرقند اور دمشق اور قیروان اور مصر اور فارس اور غرناطہ
اور قرطبہ وغیرہ علوم وفنون اور صناعی کے مرکز تہے اور جہان کہین کمالات علمی اور عملی

پہیلی انہین شہرون مین سے پہلی اور قرون متوسطہ مین سے اٹالیان یورپ انہین شہرون مین سے علوم و فنون کو اوڑالیگئی انتہی اور یہہ بہی اوس تاریخ مین مرقوم ہے اور علوم ریاضیہ مین تو اہل عرب نے نام پایا ہے خصوصاً اون علما نے جنکو خلیفہ ہارون رشید نے قسطنطنیہ سے بلایا تہا سنہ ۸۱۴ع کی آغاز مین خلیفہ ہارون رشید نے دو ہنداوی عالمون کو حکم دیا کہ تم صحرای سنجار کے خط طولی کے ایک درجہ کی مسافت کو ناپو اور اوسکی پیمایش کرو تاکہ اوس سے کرویت زمین کی بالمشاہدہ ثابت ہوجاوے چنانچہ قطب شمالی کے ارتفاع سے جو اوس خط کے ایک طرف چلنے سے ظاہر ہوئی تہی زمین کی کرویت کو ثابت کیا علاوہ اسکے اہل عرب نے کتاب اقلیدس کی شرح کی اور بطلیموس کی زیچ کو درست کیا اور منطقۃ البروج کی تعریج کا حساب لکہا جیساکہ اونہون نے اوقات اعتدال کے اختلاف کو لکہا تہا اور ایسے ہی اونہون نے سنین شمسیہ و سنین زمینیہ کے اختلاف کو لکہا اور اون کے درمیان مین چند دقیقون کا فرق پایا اور عرب نے تحریر کیواسطے نئے قسم کے آلات ایجاد کیے اور علاوہ ان کمالات کے اور بہت سی باتین ہین جنسے بخوبی یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اہل عرب فن ریاضی مین بہی ایسا ہی کمال اور ایسی ہی دستگاہ رکہتے تہے اور منجملہ اون کے وہ عجیب و غریب مکانات رصدیہ ہین جو مدینہ سمرقند کے گرد بنے ہوئے ہین اہل یورپ اس بات کا اقرار کرتے ہین کہ اہل عرب نے کاغذ کے ایجاد کرنے مین کپڑے کے ایجاد پر بہی فوق حاصل کیا چنانچہ اسی سبب سے عرب مین کتابین بہت سی ہوگئین اور اون سے بہت سے فائدے ہوئے اور عرب کو فن طب مین بہی نہایت کمال حاصل تہا یہان تک کہ وہ اس فن مین

مشہور ہو گئے تھے اور یہہ فن اونہون نے یونانی کتابون سے حاصل کیا تھا چنانچہ
ابن رشید مغربی کے جالینوس کی تصنیفات پر بہت سے ایسے حاشیہ ہین جنکے دیکھنے سے
فن طب مین اہل عرب کا کمال معلوم ہوتا ہے اور عرب کے فلسفیون مین سے بہی چند شخص ایسے مشہور
ہین جو ایک زمانہ مین حکیم اور طبیب بہی ہو گئے ہین جنمین ایک بوعلی سینا ہے جس نے
سنہ ۴۰۶ ہجری مین انتقال کیا اور ایک وہی ابن رشید ہے جسکا ذکر ہوا اور یہہ لوگ اس
درجہ لائق و نائق مشہور تہے کہ اونکے دشمن بہی اون سے معالجہ کرانے کی تمنا رکہتے تہے ایک خاص
فضیلت حکماء عرب کو پانیون کے مقطر کرنیکے طریقون اور بہت سے عمدہ عمدہ دواؤن کے
استعمال مین حاصل تہے اور منجملہ اون علوم کے جنمین اہل عرب کو اورون پر فضیلت تہی ایک علم
جغرافیہ ہے اور اس فن مین اون کو فضیلت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی کہ اون کو دور دراز
ملکون پر فتح نصیب ہوئی اور بڑے سفرون کی جانب اونکو ہمیشہ رغبت رہی اسوجہ سے اونکو
بہت سے ایسے شہرون کا حال معلوم ہو گیا جہان یا تو اہالیان یورپ پہونچ ہی نہ سکے اور یا
وہ اونکو بہول گئے اور اس فن مین جو لوگ بہت مشہور تہے اون مین سے ایک تو ابو الفدا اور
ایک مسعودی اور ایک ادریسی ہین اور عرب کی تجارت کا حال یہہ ہے کہ اونکو ہمیشہ تجارت کی طرف
رغبت رہی ہے اور جب اون سلطنت پیرنی پہاڑ سے جو فرانس اور اسپین کے بیچ مین ہے بڑہکر
جبال ہمالیہ تک جو شمالی ہند مین ہے پہونچے تو اوسوقت وہ دنیا کے بڑے تاجرون مین
ہو گئے اور فن زراعت مین تو اونکے مثل کوئی زمانہ مین نہ تہا اسواسطے کہ جسقدر پانی وغیرہ کہینچنے
اور اوسکو اپنی کہیتی کی کیاریون میں برابر پہونچانے مین یہہ لوگ مضبوط تہے دوسرا ہو نہین سکتا

اونہین کا کام تہا کہ دہوپ کی شدت مین اپنی کہیتی کیاری کے کام مین مصروف رہتے تہے بس
اون کی یہہ سیرت جسکے اہل طلیطلہ اب تک پابند ہین اس قابل ہے کہ ہم اون کا اقتدا کرین اور
علاوہ ان کمالات کے فنون دستکاری کو اہل عرب نے رومیون کے بڑے بڑے شہرون مین جاکر
حاصل کیا یہان تک کہ وہ اس فن مین بڑے بڑے صناعون مین ہوگئے چنانچہ اس باب مین
اون کے کامل ہونے کی سند یہہ ہے کہ مقام طلیطلہ جو سلطنت اسپانیہ کی ماتحت تہا وہان کے ہتیار
نہایت مشہور تہے اور مقام غرناطہ کا حریر مشہور تہا اور ان چیزون کی اسقدر شہرت تہی کہ اہالیان
یورپ باوجود اسکے کہ اون کو عرب سے بسبب مخالفت مذہبی نہایت نفرت اور عداوت تہی ہمیشہ
اونکو عرب سے بیش قیمت پر خریدا کرتے تہے اور اونکو نہایت پسند کرتے تہے غرضکہ مملکت
اسپانیہ کو اتنی ترقی اور رونق مین یہہ شہرت خلفاے راشدین کے شروع زمانہ مین ہوئی
اور پہر اوسکی آبادی کو ترقی ہوتی گئی اور روز بروز اوسکی رونق بڑہتی گئی یہان تک کہ
جب شباب اوسکی ترقی کا ہوا تو صرف ایک مقام قرطبہ مین دو لاکہہ گہر اوسکے باشندون کے
بسگئے اور چہہ سو ۶۰۰ جامع مسجدین اور پچاس شفاخانے اور اسّی عام مدرسے اور نو سو ۹۰۰ حمام
اوسمین بن گئے اور یہہ مجمل روز محیہ اوس انتظام مدن اور ترقی عرب کا ہے جو اہل عرب نے
وادی تاج کے کنارون سے لیکر جو اسپین کا وادی کبیر ہے ہندوستان مین وادی ہند و
تک اپنی لیاقت سے پہیلایا تہا اور جسکی لطافت اور روشنی سے آنکہین چہکتی ہتین اور اکثر
ملکون مین جنکو مسلمانون نے فتح کیا دیانت داری اور مسلمانون کی زبان اور قران کے احکام
برابر جاری ہے اور اہالیان یورپ قرون متوسطہ مین انہین مسلمانون سے کمالات

علمیہ اور صناعیان وغیرہ اوڑا لیگئے اور گو بعض صناعیان اہل عرب کی ایسی بہی ہین جو
اونہون نے اورون سے لی ہین لیکن بسبب اس بات کے کہ اونکی تہذیب اصلاح اونہین
کے زمانہ مین ہوئی فضیلت اونہین کو حاصل ہے انتہی ملتقطا اور گاڈ فری ہیگنس لکہتا
ہے ۱۱ مین بخوبی جانتا ہون کہ عیسائی لوگ مسلمانون اور اون کے مذہب اور ہر ایک
شے پر شاہانہ حقارت سے نظر ڈالنے پر مائل ہین مگر وہ تحقیق کرین تو معلوم ہوجا کہ اہل
اسلام اپنے مذہب کے تقرر کے تہوڑے ہی عرصہ بعد کل روی زمین پر سب سے زیادہ فیاض
اور باعلم قوم ہو گئے اور یہہ کہ علوم مفیدہ متقدمین کی نسبت بہی اون کے ذریعہ سے ہمکو
زیادہ پہونچے ہین اور اون کے مذہب مین ریاضی اور اخلاق کامل کے مسائل کثرت سے ہین
اور اون کے مذہب کو جاہل متعصبون کے جرمون سے الزام لگانا جسے کہ وہ اس زمانہ مین
سوا ہے ویسا ہی بیجا ہے جیسا کہ دین عیسوی کو بعض اوسکے پادری اور محققون کے جرمون
سے ہے ۱۱۱ فرنگی اپنی حالت کی فوقیت پر جو اون کو علوم اور فنون اور فوج مین مسلمانون
حاصل ہے بڑے نازان ہین اور اگر کوئی شخص اون کی گفتگو سنے تو یہہ گمان کرے کہ زمانہ
سابق مین کوئی قوم اس عمدہ اور مفید تحصیل مین کبہی فائق نہین ہوے لیکن اسمین بہا مہکو
بہت دہوکا ہوگا کیونکہ شاید بجز بعض فروع اوس حکمت کے جو تجربہ سے متعلق ہے اور دوا
کارخانون کے کوئی ایسے فن اور علم کی شاخ نہ تہی جو خلیفون کی رعایا مین اوس کمال کو
نہ پہونچی ہو جو اوسکو اب گریٹ برٹین مین حاصل ہے ۱۱۲ رچرڈسن صاحب جنکی شہادت پس
اس باب مین کیسکو شک ہوگا یہہ کہتے ہین آٹہوین اور نوین اور اوسکی بعد کی صدیون مین

جب فرنگستان مین جہالت اور بے علمی چہا رہی تہی اور شاہزادے اور بڑے بڑے تعلقدار نوشت و خواند سے عاری ہوتے تہے اہل عرب علم اور ذہانت مین ہمسر اون رومیون کے تہے جو اغوا سطین پادشاہ کے عہد مین تہے بلکہ بوجہ سلطنت کے وہ رومیون کی بہ نسبت شان و شوکت اور عمدہ رونق اور راحت زندگی مین اون سے بڑہکر تہے خلیفہ مہدی اور رشید اور مامون اور نامی خاندان بنی عباس کے اور بادشاہ عالم اور ذہین اور خلیق سب تہے اور چونکہ علم اور ذہن بادشاہی عنایت حاصل کرنیکے وسائل یقینی ہوتے تہے اسیوجہ سے سب لوگ اونکو حاصل کرتے تہے شاہزادے اور سپہ سالار اور وزیر لیاقت علمی کے صرف حامی ہی نہ تہے بلکہ خود نامی نامیون مین بڑا رتبہ رکہتے تہے انتہی اور بذیل دفعہ ۱۵ ایہہ کہنا ہے عرب کی قدیم عادتون کی نسبت سیل صاحب نے قرآن کے ترجمہ کے پہلے دیباچہ مین جو بیان نکتہ چینی کے ساتہہ لکہا ہے وہ دیکہنا چاہیئے کہ زمانہ جاہلیت مین عرب عورتون کو مثل مال و اسباب کے سمجہتے تہے اون سے مثل لونڈیون کے سلوک کرتے تہے اور اپنی بیٹیون کو زندہ دفن کرتے تہے جناب پیغمبر مبعوث ہوئے اور دو صدیون تک بہادری اور سخاوت اور خدا پرستی نے دنیا کے اخلاق پر روشن نشان چہوڑا یہہ دو صدیاں اکثر باتون مین یونان و روم کے نہایت عمدہ زمانون کی مانند ہوئین ہمنے دیدہ و دانستہ دین اسلام کا ذکر کیا جو کہ زمانہ حال کے تمام مذہبون مین سب سے زیادہ ایک عالم پر قائم ہے اور اسی سبب سے ابتک متضمن بہت سے نقصانون اور قباحتون کا ہے انتہی اور علامہ رلائل صاحب کہ نہایت نامور عالم مین اپنی کتاب لکچرزآن پیروزمین لکہتے ہین اسلام عرب کے قوم کے حق مین گویا ایک

مین روشنی کا آنا تھا عرب کا ملک پہلے ہی پہل اوسکے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانون
کی ایک منتشر قوم تھی اور جبتک دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانون مین پھرا کرتے تھے اور
کسی شخص کو اون کا کچھہ خیال بھی نہ تھا اوس قوم مین ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھہ جسکو
وہ یقین کرتے تھے بہیجا گیا اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا مین مشہور
و معروف ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بن گئی اوسکے بعد ایک صدی کے اندر
عرب کے ایکطرف غرناطہ اور ایکطرف دہلی ہوگئی عرب کی بہادری اور عظمت کی بجلی اور عقل کی
روشنی زمانہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتی رہی اعتقاد ایک بڑی چیز
اور جان ڈالنے والا ہے جسوقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد لاتی ہے تو اوسکے حالات بار آور
اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہوجاتے ہین یہی عرب اور یہی حضرت محمدؐ
اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی جو ظلمت مین کس مپرس ایک
ریگستان تھا مگر دیکھو کہ یہہ ریگستان زور شور سے اوڑجانیوالی باروت نکلا آسمان تک اوڑتے
ہوئے پرشعلون سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کردیا انتہی اور ایک آرٹیکل لکھنے والا اینسا
ئیکلوپیڈیا کا کہتا ہے کہ ہم اس بات پر یقین نہین کرسکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون
کی بہلائی کے لیے کیا کیا لیکن اگر نہایت ٹھیک کہا جاوے تو یورپ مین علوم و فنون
کی ترقی مین اوسیکا حصہ تھا مسلمان علی العموم نوین صدی سے تیرہوین تک روشنی یورپ
کے لئے روشنضمیر معلم کہے جاسکتے ہین خاندان عباسیہ کے خلفا کے نہایت عمدہ زمانہ سے
یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سر نو سرسبز ہونا شمار کیا جاسکتا ہے قدیم علم عرب

ہمیشہ کیواسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہوجاتا اگر مسلمانون کے مدرسہ مین اوسکو پناہ نہ ملتی عرف فلسفہ قدرتی چیزون کی تواریخ جغرافیہ علم تاریخ صرف ونحو علم کلام اور فن شاعری کی بہت سی کتابین پیدا ہوگئین جنمین سے اکثر اوسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجاوین گی جب تک کہ نسلین تعلیم ہونیکے واسطے پیدا ہوتی رہین گی انتہی اور جان ڈیون پورٹ لکہتا ہے اہل عرب خیال کرتے ہین کہ دنیا چار چیزون کے سبب سے قائم ہے وہ چار چیزین یہہ ہین علم علما۔ انصاف شاہان۔ نماز صلحا۔ جرأت دلیران اور ان سب سے زیادہ بات یہہ ہے کہ اونہون نے قران شریف مین خدا تعالی سے کہلوایا ہے کہ مال و منال دنیا ناچیز اور فانی حقیقت ہے مگر علم وفضل نعمت بے زوال ہے آنحضرت نے بڑے شدومد سے علم کے پڑہنے کیواسطے نصیحت فرمائی ہے اور آپکے خویش یعنی حضرت علی کا یہہ قول ہے کہ اللہ تعالی کی بڑی عنایت ہے اگر مال کی جگہہ علم عطا فرمائے پہلے جن لوگون نے فلسفہ اور حکمت کو دوبارہ مروج کیا وہ لوگ بے شبہہ ایشیا کے اہل اسلام اور ملک اندلس کے مسلمان تہے یہہ لوگ قدما اور متاخرین کے ہم سلسلہ خیال کئے جاتے ہین اور اونہون نے خلفاے عباسیہ و بنی امیہ کے زمانہ مین خروج کیا تہا علم وفضل جو اصل مین مشرق سے یورپ مین آیا یہہ حقیقت مین دوبارہ لانا اہل اسلام ہی کا باعث تہا یہہ بات مشہور ہے کہ اہل عرب مین چند سو برس سے علم وفضل کو رواج تہا مگر ہم لوگ ہنوز جہالت اور بےعلمی مین مبتلا تہے اور علم وادب ہمارے یہان سے بالکل نیست و نابود ہوگیا تہا ہشم صاحب کا قول ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک کہ دسوین صدی مین یورپ نہایت درجہ کی جہالت مین پڑا ہوا تہا اور بلحاظ فلسفہ اور

حکمت مین سوای منطق اور فصاحت اور بلاغت کے کوئی علم شامل نہ تہا اور وہ خیال کرتے تہے کہ یہی دونون علم عقل انسانی کی بنیاد ہین یہہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ مین اہل عرب نے ملک ہسپانیہ اور اٹلی مین بہت سے مدرسے جاری کئے تہے اور ان مدرسون مین ہزارون طلبا عربی فلسفہ اور حکمت کی تعلیم پاتے تہے اور پہر ان علوم کو انگریز عیسائی مدرسون مین جاری کرتے تہے ہمین اس بات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ تمام قسم کے علم یعنی طب و طبیعات اور فلسفہ اور ریاضی جو دسوین صدی سے یورپ مین جاری ہوئی یہہ سب اصل مین اہل عرب کے فلسفہ مدارس سے سیکھے گئے تہے مگر خصوصاً اندلس کے اہل اسلام بانی فلسفہ یورپ خیال کئے جاتے ہین پہلے علم شعر اور علم داستان اہل یورپ مین اہل عرب کے سبب سے رائج ہوا اہل اسلام نے اپنی فتوحات حاصل کرنیکے بعد ترقی زبان کے سبب علم ادب کیطرف توجہ کی جب وہ یہہ بات حاصل کر چکے تو ان کی علمی ترقی ایسے قلیل عرصہ مین ہوئی کہ کبہی متقدمین کو بہی ایسے قلیل عرصہ مین حاصل نہوئی تہی اہل یونان نے آٹھ سو سال مین علم ادب مین کمال حاصل کیا اور اسی قدر عرصہ مین اہل روما کے یہان بہی عمدہ مصنف پیدا ہوئے اتنے ہی عرصہ مین روما زبان کی ایک فرع نے جنوبی فرانس مین ترقی پائی اور وہان علم ادب کا رواج ہوا مگر اہل عرب نے صرف ڈیڑہ سو برس کے عرصہ مین علم ادب مین کمال کر لیا اور قدما کے فلسفہ اور شاعری اور فنون کے نگہبان بن گئے اہل روما اور گوتہہ لوگون نے ہسپانیہ کو دو سو برس مین فتح کیا تہا مگر اہل عرب نے صرف بیس برس مین اس ملک کو فتح کیا اور کوہ پرنیز سے اوتر کر ادہر فرانس مین پہونچ گئے اونکو علمی ترقی بہی ایسی جلد حاصل ہوئی جیسے

اونہین فتحین حاصل ہوئی ہتین الی قولہ سول سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد
پہیل گیا بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور بصرہ اور فارس و مراکو اور قرطبہ اور غرناطہ اور
وبلنسیہ اور سول مین اہل عرب کی حکمت اور فصاحت اور بلاغت نے بہت جلد رواج پایا انتہی
اور تواریخ فلسفہ ہنری لوئیس مین لکہاہے مسلمانون ہی کی وجہ سے یورپ علم اور فلسفہ
پہونچا اس امر خاص مین یورپ اون کا ممنون احسان ہے اور اس سے بڑا احسان عرب کا
یورپ پر یہہ ہے کہ اون لوگون نے علم ہندسہ اور ہیئت اور طلب و کیمیا مین بڑی کوشش
کی اور اونہین کی بدولت اسپین سے فرانس ہوکر فرنگستان مین علم پہیلا انتہی اور ڈاکٹر سگلیر
اپنی کتاب کے حصہ دوم مین کہتاہے کہ فرنگستان مین جو علوم کا چرچا ہوا سو وہ عربون سے
ماخوذ ہواہے اور اونہون نے اور ولایت والون سے حاصل کیا تہا مگر عربون نے خاص
اون کتابون پر التفات کیا جنمین علم ریاضی اور طبعی اور الہی مندرج تہے اور فرنگستان کی
ممالک مغربی بہی عرب کے ترجمون کے وسیلہ سے اون علمون سے اگاہ ہوئے شارلیمین شاہ
فرانس نے اون علمون کو زبان عربی سے لاطینی مین ترجمہ کروایا دستکاری کی صنایع بدایع
ممالک فرنگستان مین بہت کم تہے مسلمانون نے اوسکو ترقی بخشی اور علم معماری بہی اہل فرنگ
نے عربون سے اخذ کیا جسمین بڑی شان و انداز اور پاکیزگی نمایان ہوتی ہے انتہی ملتقطاً
مختصراً اور راڈویل صاحب قرآن کے انگریزی ترجمہ مین کہتےہین عرب کے سیدہے سادہے بیابان
چرانے والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو وہ لوگ مملکتون کے
بانی مبانی اور شہرون کے بنانیوالے اور جتنے کتب خانے اونہون نے خراب کئے تہے اون سے

زیادہ کتب خانون کے جمع کرنیوالے ہوگئے اور قسطنطنیہ بغداد قرطبہ اور دہلی کے شہرونکو وہ
قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو کپکپا دیا اور قران کی قدر ہمیشہ اون تبدیلیون کے اندازہ
سے ہوئی چاہی جو اوس نے اپنے ماننے والون کی عادات اور اعتقادات مین داخل
کین بت پرستی کے مٹانے جنات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم
کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج
کی تعداد کو گھٹا کر اوسکی ایک حد معین کرنے مین قران بیشک عربون کے لیے برکت اور
قدرت حق تہا گو عیسائی مذاق پر وحی الٰہی نہوا اور جب کہ ہر ایک عیسائی کو بالضرور اس امر
افسوس ہوگا کہ مسلمان فتحمندون نے بہت سے پہولے پہلے مشرقی کلیسے ڈہا دئے مگر اوسوقت
اس بات کو نہ بہولنا چاہیئے کہ یورپ نے منطق فلسفہ کا علم طبابت اور فن عمارت عربون ہی
سے کیا اور مسلمانون نے عیش و عشرت کے بہت سے سامان اور مفید چیزون کو ایک ملک سے
دوسرے ملک کولیجانے مین مشرق اور مغرب کے قاب ملادئے انتہی الحاصل یہہ تو ایک
قصہ طویل و دفتر بے پایان ہے اور باعتراف مخالفین مسلمانون کا کمال علم و فضل مشہود
و نمایان اور حکماے سابقین نے کہ علوم حکمیہ کی تحقیق و تدوین مین بذات خود نہایت جانکاہی
و عرق ریزی کی جیسا کہ مشہور ہے مگر اس سے قطع نظر کہ اہل اسلام کی مانند اون سے تعمیم
ونشر اور علوم و فنون کی ترقی و قدر معرض ظہور مین نہ آئی غرض و غایت تحصیل و تکمیل علم حکمت
مین اون سے خطاے فاحش واقع ہوئی انہون نے اکتساب علم و ادراک سے فقط تکمیل
نفس بشری کی قوت نظری کا خیال رکہا اور معرفت کمال و قدرت حضرت رب العزت کو کہ فکر سے

مقصد اصلی ہے اور اخلاص باللہ و کمال عقلی و جمعیت قلبی کیواسطے سبب قوی کچہہ نہ سمجہا
بعنایت الہی یہہ رسائی خاص اہل اسلام نی پائی کما قال تعالی والذین یتفکرون فی خلق
السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا اور جالینن کہ ممالک فرنگستان مرکز علم و ہنر ہین وہ محض دنیوی
منفعت بہبودی ظاہری کی نظر سے ہے مقصد تعلیم مذہبی نہین کہ اسباب مین ہین علیحدہ مثل شریعت محمدی علی آلاف تصانیف سوا
برس تک بقای جہالت و ظلمت اور اوائل نصاری کی غفلت و قلت رغبت اس دعوی پر
دلیل بین ہے اسواسطے کہ انجیل مین محاسن علم و عمل قران کے مثل اور حقائق و دقائق کا
بیان نہین اور نہ تاکید و تشویق محمد رسول اللہ کی مانند حضرت عیسی کا کوئی ارشاد و فرمان
ہے جسکا اثر یہہ ترقی متصور ہو چنانچہ جان دیون پورٹ لکہتا ہے یہہ جو عیسائی کہتے ہین
کہ حال کے اہل اسلام علم و فن کے دشمن ہین اسکے جواب مین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ بات بالکل
غلط ہے بلکہ اسلام ترقی علم مین ہمارے زمانہ کے علم و فضل پر بہت سبقت رکہتا ہے کیونکہ
طلب علم اسلام کے اصول مذہب مین داخل ہے اور گاڈفری ہیگنس کہتا ہے سر ولیم جونس
اپنے دوسرے رسالہ مین جو ایشیا کے علم ادب کے بیان مین ہے یہہ لکہتے ہین کہ محمدیون کو
اون کے شارع کا یہہ حکم صاف تہا کہ علم کو دنیا کے دور و دراز حصون مین بہی تلاش کرو
میری دانست مین اسکو محمد نے انجیل سے نقل نہین کیا اور نہ روم کے قانونون سے
جنکے موجب مخالفون کے علم کا سیکہنا ممنوع ہے انتہی معہذا ہر قسم کے علم و فضل کی اشاعت
و ترویج اون لوگون کی نسبت کہ پابند دین و مقید مذہب ہین ذات ملاحدہ و زنادقہ سے
یورپ مین بدرجہا متوافر و زیادہ ہونا جسکا کسی کو انکار نہین ہو سکتا ہے اس دعوی پر

شہادت ظاہرہ ہے اور ماوراءاسکے اون ملکون مین جسقدر زروپیہ صرف تعلیم مین آتا
ہے اوس سے بدرجہا تعداد مین زیادہ استعمال مسکرات وشراب ور مجالس رقص وسرود
درباب کے خرچ مین آتا ہے کہ منشاء انتشار وتکدر قلب ودماغ اور موجب تاریکی وتیرگی عقل
وحواس ہے کتنا بڑا عیب ونقصان ہے کہ جس خیر کی فکر ترقی بدل جان ہے اوسکے موانع کا
کچھہ نہی انتظام وبندوبست ہوا ورنہ اوسکی کثرت وگرم بازاری سے کسی کو خوف وخلجان
ہوا اور چونکہ قران مین بہت سے مطالب پر براہین عقلیہ ودلائل یقینیہ قائم ہین مثلاً
نمرود سے وقت ادعاے الوہیت حضرت ابراہیم کا یہہ سوال کرنا ان اللہ یاتی بالشمس من
المشرق فات بہا من المغرب اور درباب حساب وکتاب آخرت مشرکین کا آنحضرت سے استعجاباً
کہنا اذا کنا عظاماً ورفاتاً ارنا لمبعوثون خلقاً جدیدا اور جناب رسالتمآب کا بتعلیم رب الارباب
یہہ جواب دینا قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ وہو بکل خلق علیم اور نصاریٰ کا عقیدہ کہ
حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ جانتا ہے اور بغیر باپ کے اون کی پیدایش ہے باعث شبہہ ہے اوسکو
مضمون ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون سناکر حل کردینا
اور اعتقاد الوہیت ووجوب وجود کو کہ مقتضی استغنای ذات بہمہ وجوہ ہے باظہار امارات
حدوث وافتقار کانا یاکلان الطعام کہکر باطل ٹھہرانا اور امتناع شرکاے واجب الوجود
واستحالہ تعدد وجبا کو بمضمون آیت کریمہ وماکان معہ من الہ اذا لذہب کل الہ بما خلق ولعلا بعضہم
علی بعض اور قل لوکان معہ الہۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلاً اور لوکان فیہما
الہۃ الا اللہ لفسدتا دلیل عقلی وبرہان ساطع سے ثابت کرنا الی غیر ذلک مما لایحصی جنکے مقابلہ مین

مخالفین سے آجتک باوجود سعی وجہد وجہید کچھ جواب نہوا اور دلیل کے سننے ہی معارض
مبہوت وذلیل ہوکر حالت سکوت وصموت مین رہا یہ امور باجمیعہا اسباب ترقی ذہن وذکاوت
ماسبق کے علاوہ مین جسکے ارشاد وہدایت سے اہل اسلام نے ترتیب علم مناظرہ وکلام کیا اور ہر مخالف
کو بحجج عقلیہ وبراہین قطعیہ سے بخوبی الزام دیا اور اوسکے بیان امم ماضیہ اور تذکرۂ وقائع گزشتہ
اسطرح پر کہ اوسکے پڑہنے سے عبرت اور بصیرت اور موعظت ونصیحت حاصل ہو جو ان
کے خواص سے ہے ہرآینہ موافق ومخالف سے کسی کو بعد معائنہ ایمین تامل نہین ہوسکتا
کہ اوسکے قصص سے بہی ہر ایک آیت مین خدا کی عجیب حکمت وقدرت نظر آتی ہے اور ہر جگہ
مواعظ موثرہ وتنبیہات حسنہ جلوہ گر ہین جو کہ مدعا حقیقی علم تاریخ سے ہے
کما قال جل ذکرہ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک وجاءک
فی هذه الحق وموعظة وذکری للمومنین وقال لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب
ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء وهدی ورحمة لقوم
یومنون گو کہ بیبل کی بہی بعض حصون مین انبیا کے قصے مندرج ہین سو قطع نظر اس سے
کہ اون مین بکثرت ہزل وفحش مختلط ہے اور بجائے عبرت اوسکے پڑہنے سے گناہ کی جانب دلائل
رغبت اور قواے بہیمیہ کو حرکت ہوتی ہے جیسا کہ بطور نمونہ اصل دوم سے یہ حال کو نہ
معلوم ہو چکا اوسکے ابواب کے ابواب بلکہ بعض بعض تمام وکمال کتاب سے تمیز خطا وصواب
مطلق حاصل ومتصور نہین اور اسلام کے موافق فرضیت ازالۂ نجاست ظاہر وباطن
اور تاکید تزکیہ قلب وتطہیر بدن اور حلت جملہ اشیاء طیبہ نفیسہ کہ مفید فطانت وجودت

ذہن ہین اور حرمت اغذیہ خبیثہ و مشارب منشہ کہ منشاء اخلاط فاسدہ متعفنہ اور سبب
ظہور خبط و فتور ہین اسی اصل کی رعایت اور مصلحت حفظ عقل کی ٹہیک ٹہیک مطابق
ہین باقی رہا حفظ مال سو اوسکی نسبت بہی خود خدای ذوالجلال نے بوجوہ کثیرہ اپنے
بندون کو نصیحت و پند دی بیجا خرچ و اسراف اور تضییع مال بہیا بسطرح کہ عقلا
قبیح ہے ویسے ہی بشہادت مسائل شرعی ممنوع و شنیع ہے قران مین جابجا مبذرین کو
اخوان الشیاطین ٹہیرایا ہے اور مسرفین کو بعید از حضرت رب العالمین فرمایا اور
اسی کیواسطے منجانب اللہ آنحضرت [1] وآت ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا
اور [2] ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا کا حکم آیا
اور اپنے مقبول و مقرب بندون کا نشان لوگون کو یہہ بتایا [3] والذین اذا انفقوا لم
یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما اور تعلیم معاملات از قبیل استقراض و تجارت
و رہن اور تنبیہ قطاع الطریق و حد سرقہ اور تلقین احکام تولیت و اجارہ و سائر لین
دین اور ضمان غصب و نہبہ کہ ابواب کثیرہ حدیث و فقہ مین مفصلا مذکور ہین اسی اصل
کیجانب داعی ہے اور سفر بحر و بر کی اباحت اور صیف و شتا مین رحلت کی اجازت
جیسا کہ بنص قرانی ثابت ہے اور بحکم [4] تزودوا فان خیر الزاد التقوی کہ مسافر کو فکر
زاد و راحلہ اور ضروریات سفر و توشہ لینے کی ہدایت ہے اور واسطے طلب معاش کے
دن کا موضوع ہونا کہ مفاد آیۃ کریمۃ [5] وجعلنا آیة النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربکم
اور آیت [6] وجعلنا النهار معاشا سے مراد ہے جواز تحصیل مال و منال پر دال ہے

اوراسی بنا پر سبحانہ اللہ لوگون کو یہہ امر ہوا ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ
لکم قیاماً وارزقوہم فیہا واکسوہم وقولوا لہم قولا معروفا وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا
النکاح فان آنستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم ولا تاکلوہا اسرافا وبدارا ان
یکبروا ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف فاذا دفعتم
الیہم اموالہم فاشہدوا علیہم وکفی باللہ حسیبا جسکے بموجب ہر سفیہ وبیخرد کو تصرف فی المال
سے شرعاً معذور رکہا اور اوسکے خیر خواہ ولی مربی وولی کو بجاے اوسکے قائم کیا
عورتون اور لڑکون ناتجربہ کار کو تفویض مال اسی جہت سے ناجائز ہے اور کم عمر یتیمون کا
حکم بباعث نقصان عقل مہارت کی تشخیص وتحصیل مین غیر ناحذ بیجا تصرف وتغلیب سے
ولی کو بہی ممانعت ونہی ہے اور ادائے امانت کیوقت اخذ شہادت پر ہدایت شرعی چنانچہ
یہہ مسائل کتب فقہ سے کتاب الحجر وباب الولایت مین بشرح وبسط مذکور ہین اوائل اسلام مین
کہ وسعت حکومت وسلطنت کی طرح تجارت کو بہی ترقی کامل حاصل ہوئی اور مضائق و
مشکلات تجارت اور قسم قسم کے محصول کہ لوگون سے اونکے ہم مذہب بالجبر وصول کرتے
تہے اور عہد اسلام مین وہ مفقود ومرتفع ہوگئی دراصل ان سبکا باعث ومنشا وہی خیال
حفظ مال ہے ہر عاقل ودانا پر ہماری اس تقریر سے واضح ومستنیر ہے کہ رعایت اصول خمسہ
اسلام مین بوجوہ کثیرہ ہے اور مخالفین کی شہادت سے بہی معلوم ہر صغیر وکبیر ہے کہ شرع
محمدی کی نظیر کیا بلکہ عشر عشیر بہی کسی دین وشریعت اور مشرب وملت مین پایا نہین جاتا
اگرچہ توریت کے بعض احکام رعایت بعض اصول مین مشابہ اسلام ہین لیکن قطع نظر اسکے کہ وہ بہی

اصل واحد کی رعایت مین اسلام کے ساتھ تمام وکمال شارکت و مساوات نہین رکھتے اور
جو مین اون سے فائدہ عام نہین خاص قوم بنی اسرائیل سے مخصوص ہین اور اون مین بھی فقط
سیاست دنیوی سے تہدید ہے بعد مرگ عذاب آخرت و عتاب رب العزت کا تذکرہ بھی نہین
جس سے انسان کے قلب پر زیادہ اثر ہو بعض حکم خلاف اصول مذکورہ بھی موجود ہین مثلاً
باب ۲۵ کتاب استثنا مین یہہ حکم ہے کہ جب بنی اسرائیل سے کوئی شخص لاولد مر جاوے
تو اوسکے بھائی پر لازم و واجب ہے کہ اپنی بھاوج کے پاس رہتا اور پہلوٹھا بیٹا جو اوسکے
نطفہ سے پیدا ہو مرحوم بھائی کی جانب سے منسوب ہوا اور اوسیکا کہلاوے اور یہہ حکم بدرجۂ
غایت موکد ہے حتی کہ خداوند نے یہودا کی بیٹی اونان کو اس جرم مین کہ وہ اپنے بھائی
متوفی کی جورو کے پاس جب جاتا اس خیال سے کہ لڑکا میرا نکہلائیگا نطفہ کو زمین پر ضایع
کر دیتا تہا ہلاک کر ڈالا نہ تو توافق مزاجین و تراضی طرفین اسکے بموجب شرط ہے اور
نہ ضرورت انتظار انقضاے ایام عدت اور شخص ثانی کی اولاد پہلی کی جانب منسوب کرنا
اوسپر مؤید طرہ اور دوسرا خبط ہے یہہ حکم صریح مخالف حفظ نسب ہے اور برعکس اصل حفظ
عقل سواے وقت عبادت ہر حال مین شراب کی اباحت ہے چنانچہ باب دس کتاب احبار
مین مذکور بصراحت ہے اور حضرت نوح و لوط و اسحاق شارب الخمر ہونے کی روایت بھی
حلت شراب پر دال بالوضاحت ہے اور سبیل اغانی و معازف کے سماع کی بھی توریت مین
اجازت ہے بلکہ اوسکے موافق نبیون اور رسولون نے بنات خود ہر قسم کے باجے بجلائے ہین
اور ہر طرح کے راگ گائے حضرت موسی نے فرعون کے غرق ہونے پر راگ گایا اور اونکی
باب ۱۵ خروج ۱۲

ہمشیرہ مریم نبیہ نے دف بجایا اور حضرت داؤد ساؤل بادشاہ کے روبرو بربط نواز
باب ۱۶ اول سموئیل ۱۲ یعنی طالوت
کرتے اور خود بھی ہمیشہ عین عبادت میں بحقیقت آلات معازف بانسری و رود و مردنگ سماع و سرود
رنگ برنگ گاتے اور لوگون کو بھی اکثر اوقات گیت گانے اور طبلہ مین بربط بجانیکی
زبور ۱۴۹
ہدایت فرماتے چنانچہ اسی بنا پر بروز عبادت تمام عیسائی اب تک اپنے گرجا گھرون سے
نوائے زیر و بم اور صدائے تال و سم سناتے ہین اور ساتوین برس چھوٹکارے کی رسم
ماننا اور ہر پچاسوان برس ایوبل کا سال سمجھ کر بھی تمامی معاملات اور منافی حفظ مال ہے اور
انجیل کی موافق اصول خمسہ سے کوئی بھی ملحوظ و مرعی نہین اسواسطے کہ کسی صنعت و حرفہ
اور کسب و پیشہ سے طلب معاش درست نہین اور نہ روز آئندہ کے واسطے کہانے کپڑے کا
رکھ لینا مباح و جائز اور سفر کے وقت زاد و راحلہ کا بھی لینا ممنوع ہے نہ سارق و زانی
اور قاتل و مجرم کو خوف عقوبت و تعزیر ہے اور نہ مقامر و شرابی اور کافر بددین کی
تذلیل و تحقیر اور مستند تقریر اون کی اس باب مین یہ ہے کہ حضرت مسیح نے ایک عورت
فاحشہ سے جسکو فقیہ و فریسی بنظر سزادہی پکڑ کر لائے تھے مزاحمت و دار و گیر نہ کی اور
نہ اوسپر اقامت حد و تعزیر کی چنانچہ باب ہشتم انجیل یوحنا مین یہ قصہ مذکور ہے اسی
بنا پر فی الحال کل ممالک فرنگستان مین باوجود کامل اقتدار عیسائی بادشاہون کے ہر جگہ
فحش و زنا کی کثرت مشہور ہے اور بے تعداد ولد الزنا ہر شہر و قصبہ مین موجود ہین
چنانچہ باشندگان سلطنت روشیا مین فی ہزار ایکسو بیس ۱۲۰ حرامیون کا شمار ہے
اور فی ہزار دو سو ۲۰۰ حرامی علاقہ جنوب جرمنی مین ہین اور فرانس مین فی ہزار ستر اور انگلینڈ

مین فی ہزار ساٹھ حرامی ہین (نصرت الاخبار دہلی مطبوعہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۶۸ء بحوالہ مدراس ٹیمز)
اور یہان تک اس کی کثرت ہے کہ علاقہ ویلز مین جو شامل سلطنت انگلینڈ ہے ایک لک
اولاد نکاحی کی تعداد کلہم ایک ربع تہی باقی لوگ تین حصہ کے قریب ولد الحرام حساب مین
آئے اور یہہ تو اون کی شمار تہی جو ولد الزنا زندہ بچ رہتے ہین اور اون کا حرامی
ہونا یقینی ہے اور جو ہر سال بنظر اخفاے عیب و طعن مقتول و دفن ہوجاتے ہین
یا جنکا حال لوگون سے مستور و پوشیدہ ہے اون کی بحساب تعداد اس شمار کے
علاوہ ہے چنانچہ بحساب اوسط فقط انگلینڈ مین سالانہ تین ہزار حرامی بچہ خاص
اخفاے زنا کی وجہ سے قتل ہوتے ہین کیونکہ عرصہ دس برس مین تیس ہزار بچے
قتل ہوئے ۱۸۶۸ء مین خاص پایۂ تخت انگلینڈ شہر لندن کے گلی کوچون مین ننہے
ننہے بچون کے چار سو اکاسی ۴۸۱ لاشین پڑی ہوئی ملین وہان بہت سی عورتین اور مرد
ایسے ہین کہ حرام کار عورتون سے اون کے بچون کو کچہہ اجرت ٹہراکے پالنے کے بہانے
لے آتے ہین اس شرط پر کہ اون کو اپنے بچون سے پہر کبہی واسطہ نہ پڑے بعد تحصیل مال وہ
وہ ظالم خدا ناترس اون اطفال ناکردہ گناہ کو تکلیف بہوک پیاس یا زہر وغیرہ کے
استعمال سے مار ڈالتے ہین (اودہ اخبار مطبوعہ ۷ - نومبر ۱۸۶۸ء) اور انگلستان
و فرانس مین انہین حرامی بچون کی حفظ و پرورش کیواسطے جابجا ہسپتال و شفاخانے
تیار ہین جنمین بکثرت پلنے رکہے رہتے ہین وقت بوقت تاریکی و ظلمت مین جس فاحشہ
و زانیہ کا دل چاہے بہ تبدیل لباس و وضع ایسے بچون کو وہان رکہہ آئے اون کے

دریافت حال و تفتیش حقیقت سے ملازمین واہلکاران متعینہ کو منجانب سرکار ممانعت ہے (پرچہ علیگڈہ گزٹ مطبوعہ ۱۸۷۰ء) اور یہہ مکروہ عیب فی زماننا ایسے پہیلے ہین کہ فقط دارالسلطنت لندن مین کم سے کم پچاس ہزار کسبی ہے اور اسی شمار سے بیرنجات مین (صفحہ ۹، کتاب مراۃ الصدق جسکا مصنف ومترجم دونون عیسائی ہین) اور دارالخلافت کلکتہ مین کہ دس ہزار چہہ سو اسٹہہ کرسٹین رہتے ہین اون مین سے بہت سے آدمی نہایت مجہول ہین اور اون کی عورتین اس قسم کی ہین کہ اگر اون کو بازاری کسبی کہا جاوے تو بجا ہے چنانچہ ایک پادری نے صاحب اخبار پائنیر کو لکہا کہ جو لوگ ان کرسٹینون مین سے مفصلات کی عدالتون مین نوکر ہین اون کی بہو بیٹیان علی الاعلان کسب کرتی ہین اور اون کی اس بدافعالی پر ہندو مسلمان دونون قوم کے آدمی نفرین کرتے ہین (طلسم حیرت ہور اس مطبوعہ پنجم دسمبر ۱۸۷۴ء) چہہ مہینے قریب کا تذکرہ ہے کہ شہر اکبراباد مین ایک شخص مسیحی مذہب کے بیٹے کا اپنی حقیقی بہن کے ساتہہ ملوث وخراب ہونا با دریان مشن پر کہلگیا تو اونہون نے براہ عاقبت اندیشی اون دونون بہن بہائی کے مابین شادی کرادی مسیحی صاحب نے کہ دونون کے وکیل وولی تہے ہندوستانی ہونیکے باعث ہرچند اس باب مین اپنی مخالفت و ناراضی ظاہر کی الا وہ کچہہ مفید وکار آمد نہوئی یہان سے معلوم ہوا کہ عیسائیون مین نکاح وشادی پر محرمات شرعی اخوات حقیقی اور اصل فرع سے بہی زہد وورع نہین ہے حالانکہ منصوص بالیقین اخباران کا مرتکب مستوجب قتل و قابل دار ہے

اور علی ہذا القیاس شراب خواری و مسکرات فروشی بہی بدولت عہد دولت ان لوگون کے خوب شایع و ذایع ہے عموماً بازارون مین جیسے تجارت غلہ و ترکاری ہے ویسے ہی اسکی بہی کمایینغی گرم بازاری ہے اور جہان بزازہ کی دو چار دکانین لب سڑک کشادہ ہین وہین چند شراب خوار د چند ٹوباز بہا از خود رفتہ و بیخبر افتادہ ہین فقط ۱۸۶۷ء مین ایک ملک انگلستان مین ایک ارب گیارہ کروڑ ایک لاکہ بارہ ہزار دو سو ساٹہہ روپیہ شراب کے نذر ہوے اور ۱۸۷۳ء مین ایک ارب چالیس کروڑ ایک لاکہ سینتالیس ہزار ایکسو بیس روپیہ اسی خرچ مین آئے اور ممالک متحدہ امریکہ مین کہ علم و فضل کی بہت بڑی ترقی ہے جسمین ایک لاکہ اٹہائیس ہزار مدرسے اور چون ہزار گرجا گہر مین اور ایک لاکہ چالیس ہزار میخانے ہین (نور افشان اخبار یا دریان مطبوعہ ۸ فروری ۱۸۸۰ء) اور روس کی آمدنی کا بڑا حصہ یعنی تہائی سے زیادہ شراب کا محصول ہے جسکی تعداد سالانہ پچیس کروڑ ہے محاصل اراضی و ٹیکس سرکاری سے کلہم گیارہ کروڑ چہیاسی لاکہ اسی ہزار وصول ہوتے ہین باقی آمدنی چنگی وغیرہ کی ملاکر کل یافت ستر کروڑ روپیہ کی ہے (اودہ اخبار مطبوعہ ۱۹ نومبر ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۸۸) کیونکہ بموجب باب دوم انجیل یوحنا کے موافق حضرت مسیح کا پہلا ہی معجزہ کہ ابتداے ترقی جاہ و جلال عیسوی اور از دیاد ایمان و کمال حواری کا سبب و منشا ہوا یہی تہا کہ اونہون نے چہہ مٹکون کے آب صاف کو کہ قریب بیس من کے تہا خالص شراب بنا دیا بنا ءً علی ہذا اون کی نامی اتباع جسقدر بے انتہا مست و سرشار ہین اوسیقدر بدرجہ غایت

ناصر دین و پرہیزگار ہین ۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۔ **فضیلت**
**عاشرہ** استیصال قطع منکرات و مناہی کے لئے دواعی حسنہ سوائے ما سبق جس طرح کہ
شریعت محمدیہ مین بکثرت مقرر و معین ہین اون کی نظیر سائر قوانین و مذاہب مین مفقود
ہے خوف اطناب سے بفحوای مالایدرک کلہ لایترک کلہ چند امور مناسب مقام تذکرہ
اسجگہہ کرتا ہون پہلا ذریعہ یہہ ہے کہ بعد بیان شناعت جمیع افعال قبیحہ ردیہ اور
تنبیہہ و تہدید مناسب حال مرتکب کے یہہ تعلیم کی کہ آدمی کے اعمال صالحہ ذنوب سابقہ و
معاصی گزشتہ کے واسطے کفارہ ہوجاتے ہین رجوع الی اللہ و حسنات کے باعث خدائے
پاک سیئات ماضیہ پر قلم قدرت سے خط کہینچ دیتا ہے اور عتاب و تہدید کو ذمہ مرتکب
سے ساقط و خط کر دیتا ہے چنانچہ یہہ امر قران کی آیات کثیرہ سے ثابت ہے
قال تعالی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم
ذنوبکم وقال ان الحسنات یذہبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین ہر گنہگار بدکردار کیسی
ہی غفلت مین کیون نہو اگر کچہہ بہی صاحب عقل و شعور ہوگا جب اپنی انحراف و
بغاوت کی مذمت و شناعت کے ساتہہ اس فرمان بشارت کو سنیگا فوراً ہلاکت سے غافل
ہوکر عمر گزشتہ پر بدین وجہ کہ ایسے رحیم و کریم احکم الحاکمین سے اوسین برگشتہ رہا سخت
تاسف کریگا اور بے اختیار اعمال حسنہ کیجانب دائمی التفات و توجہ رکہیگا اور اصلاح عادات
و معاملات سے کامل مہذب اور صاحب دین و تقوی ہوجائیگا یہہ مسئلہ واسطے نشر برکات
کے عالم مین کیسا عمدہ ذریعہ ہے اور قصد حسنات و صرف ہمت بنی آدم کے لئے نہایت خوشنما

طریقہ ہے اور بعض صورتون مین غلام کا آزاد کرنا فقرا و مساکین کو کہانا کہلانا اور کپڑا
پہنانا اور در صورت عجز بمقدار معین روزہ رکہنا کہ سبب فناء غوایت و درستی اخلاق ہے
مجرم کیواسطے فدیہ و توبہ ہے ازروے توریت ارتکاب گناہ کی صورت مین عمداً ہو یا سہواً
سوختنی قربانی کرنے سے معافی ملتی ہے اسکے سوا دفعیہ عذاب گناہ کسی تدبیر و
چارہ سے نہین ہوتا اسکے موافق اصلاح کامل کب ہوسکتی ہے اور ترک انسداد معاصی
کیواسطے یہہ عمدہ سبب ہے اور ازروے انجیل حضرت کا بیجا قتل اور خون ناحق ہر نصرانی
کے ذنوب و معاصی کے واسطے فدیہ ہے نجات کے لئے کافی فقط اعتقاد تثلیث و کفارہ ہے
حسب شہوات نفس شراب اوڑائین خواہ سور کہاوین یا رات دن ناچین گاوین سود لین
چوری کرین مال مارین یا والدین کو ستائین اور حسب مرضی جس عورت سے چاہین دل
لگائین اس سے کچھہ خوف و خطر نہین زبانی ایمان اور توبہ سے وقت نزع کے بہی (نہین)
معافی ملجاتی ہے چنانچہ ابواب متعددہ نامہ رومیون وغیرہ مین صراحت ہے مین کہتا ہون
کہ جب مغفرت کیواسطے کفایت اقرار ہے تو زکوٰۃ و صدقہ اور عبادت و سائر اعمال حسنہ
کی بجا آوری ناحق و عبث ہوگی اور اس سے قطع نظر کہ یہہ مسئلہ محض خلاف عقل اور بالکل سفلہ
ہے بلکہ اس تعلیم سے خدا کے عدل و تقدس پر صریح الزام لگتا ہے بجاے اصلاح و تہذیب
آدمیون کے کہ وضع مذہب غرض اصلی ہے اوسکی تلقین سے تو ہر حال مین اعمال
اور عادات و معاملات مین بدنظمی و مفسدہ ہی متصور و متوقع ہے اسواسطے کہ جب اونکو
بموجب اس تعلیم کے کچھہ خوف باز پرس ہی نرہا تو وہ نہ رسومات عرفیہ کی پابندی اور نہ دینوی

ت رعیہ کی معتاد بلکہ حسب سہولت نفس خود مختار، کامل آزاد ہین کیسی عزت و دولت خواہ باقی
ہے یا برباد ہو اون کی ہر نہج سے حاصل مراد ہو چنانچہ گاڈ فری ہگینس اسکی بابت بعد
نقل آیہ کریمہ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السیئات بجہالۃ ثم یتوبون من قریب
فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات
حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الان کے لکہتا ہے صرف اسی آیت سے ثابت
ہے کہ اکثر اسلامی قوموں کا اخلاق عیسائی قوموں کے اخلاق پر فوقیت رکہتا ہے جسکی
صداقت ہر ایک غیر متعصب بیان انگریزی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے بڑے افسوس کی بات
ہے جہان کہین ایمان زبانی کو اعمال پر ترجیح دیجاتی ہے اور یہ مسئلہ کافرانہ جاری
ہے کہ وقت نزع کے توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہین تو وہان بجز برائی اور
گناہ کے کیا امید ہو سکتی ہے انتہی۔ دوسرا ذریعہ جمیع عاملین حسنات وسیئات کا دوسرا ذریعہ
مدارج جزا اور اوسکے مروج و بانی کا ثواب و سزا مین برابر و مساوی رکہنا ہے
جسکے سبب ہر آدمی بشرط عقل و شعور گناہ کے صلاح و مشورہ مین ہرگز شریک نہوگا
دوسرون کی ضلالت و گمراہی اور فسق و فجور کا وزن ناحق اپنے اوپر لیگا بلکہ اس
امید پر کہ محض اپنی کوشش و سعی کی وجہ سے مفت مین صاحب خیرات و زکوۃ یا متعبد
حج و صلوۃ کے مثل بلا تفاوت مستحق ثواب ٹھہرتا ہے حتی المقدور امر بالمعروف و نہی
عن المنکر اور دوسرون کی ہدایت و موعظت خیر و شر مین کسی وقت قاصر نرہے گا
وہذا امر واضح غنی عن مؤنۃ البیان فضلا عن تجشم الاستدلال علیہ واقامۃ البرہان

فاما ثبوته من القرآن فلما قال الله تعالى من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها
ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها وقال من قتل نفسا بغير نفس او فساد
فی الارض فکانما قتل الناس جميعا ومن احياها فكانما احيا الناس جميعا ہذا وقد
قال النبی صلعم من سن سنة حسنة عمل بها بعده كان له مثل اجر من عمل بها من
غير ان ينقص من اجره شئ ومن سن سنة سيئة كان عليه مثل وزر من عمل بها من
غير ان ينقص من اوزارهم شئ قدر علم وہنر اور نشر خیر و قطع شر کے باب مین
کوئی قاعدہ موافق عقل و قیاس کے اس سے بہتر کسی کتاب مین نظر نہین آیا از اول
تا آخر ہمنے بیبل کو دیکھا پڑھا مگر کوئی ضابطہ اسکے برابر بھی اوسمین پایا ہان
اوسوقت مجھکو قول عیسوی مندرجہ باب ۱۱ کتاب لوقا یاد آیا حضرت مسیح اپنے
مخاطبین سے فرماتے ہین ہابیل کے خون سے ذکریا کے خون تک جو قربانگاہ
اور ہیکل کے بیچ مین مارا گیا ہان مین تم سے کہتا ہون کہ اسی زمانہ کے لوگون سے
طلب کیا جائیگا اور ایسا ہی باب ۲۳ انجیل متی مین مرقوم ہے اگر اسکا عموم مسلم ہو
اور جزئیات تمامی سیئات و معاصی مین یہی ضابطہ کلیہ ملحوظ ہو تو بڑے بڑے
جبابرہ اور فراعنہ متکبرہ کہ دعوی انا ربکم الاعلی اون کی زبان زد تھا اور
حضرات انبیا سے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد تمام عمر شرک و بت پرستی پر عمل در آمد
رہا مفت مین اپنے گناہ سے سبکدوش ہو جائینگے اور بعوض جرائم سابقہ
اون کے اخلاف لاحقہ کو گناہ ناکردہ کا بوجھ اپنے سرون پر لینا ہوگا اور اگر

جزائے حسنات کا بھی اسی اصل پر قیاس کیا جائے تو اور بھی زاید خرابی پیدا
ہوگی معاذ اللہ جمیع اخیار و الابرار اپنے اپنے ثواب سے محروم و بے بہرہ
ہون گے اور اون کی اتباع متاخرہ اعمال حسنہ قلیلہ کی بدولت متقدمین
کی کل نیکیون کے وارث و مالک بنین گے بموجب اسکے بھی ظہور فلاح سوائے
رواج گناہ کسیطرح متوقع نہین تیسرا ذریعہ خدا کا ذکر اوٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے
سوتے جاگتے وقت جدا جدا طور سے مشروع کرنا ہے اور ہر بلندی و پستی پر
تسبیح و تکبیر و دواب و کشتی سے اوترنے چڑہنے کی حالت مین تعلیم حمد و ثنائے
خدائے تعالی اور ہر کام کے شروع و ارادہ پر بسم اللہ و انشاء اللہ کہنا اور بعد
فراغ و انجام بالفاظ مخصوصہ شکر و سپاس بجالانا علی الصبح ہر روز سب کاموں پر
یاد خدا کی تقدیم اور وقت خواب استراحت اوسکی تحمید و تعظیم اور دن مین بھی
بتکرار بعد ترک جمیع کار و بار غایت طہارت و صفائی کے ساتھ اوسکے روبرو قیام
کرنا اور باظہار عبودیت و بندگی تمامی مہمات دینی و دنیوی مین اپنی عجز و بیچارگی ظاہر
کرنا اور براعات خضوع و خشوع و لحاظ اداب ہر امر جزی و کلی مین اوس سے
استعانت و استمداد چاہنا کہ ہر آدمی پر شرعاً واجب و فرض ہے اور حصول ہر راحت
و نعمت کو محض عطائے خالق و مقدر بہ تقدیر سابق سمجھنا اپنی عقل و تدبیر کو اوسکے
وجود کا باعث مستقل نگردانتا اور ظہور ہر رنج و مصیبت کو بھی مشیت الہی جاننا
اور اپنی تقصیر و بدی پر اوسکو مرتب ماننا ہے کہ غرض کبر و نخوت اور جنون بیخودی

عقل کیواسطے مانع قوی ہے اور دل کی رقت وصلاحیت پر باعث اور رافع قساوت
وصلابت قلبی ہے بسبب اسکے جو تنزہ وتقدس روحانی حاصل ہوتاہے اور رفتہ رفتہ
کل قوائے حیوانیہ وشہوات نفسانیہ پر سیرت ملکی کو تسلط وغلبہ ہو جاتاہے اور نوبت
قلب انسان میں یاد خدا کے سوا کبھی ارادہ گناہ ہی نہین آنا چاہیے و تنوع بیادامر
نہی اسلام ہی کی خصائص سے ہے بتفصیل مذکور کسی شریعت مین ذکر خدا مامور بہ شب
اور نہ کسی ہفتہ مین یاد خدا نہایت اولیٰ بکمال خضوع وخشوع قلب ورعایت طہارت
وصفائی کے ساتھہ ہر روز بلکہ پنجوقتہ بلکہ آٹھہ مرتبہ مفروض ومشروع ہے اور ذکر
خفی وجلی اور شغل سری وقلبی اور رعایت پاس انفاس ورفع خواطر ووسواس مفصلاً
جسطرح کہ علم سلوک وتصوف مین مبین ہے کسی دین ومذہب مین مصرح ہے طریقہ اعلاء
قلب وحضوری رب اس طرز وقطع اور روش ووضع کے مماثل نہ توریت مین درج ہے اور
نہ انجیل مین مسطور مذاہب سائرہ سے بعض مین تو عبادت خدا کی جگہہ پرستش وتعظیم اصنام
وکواکب بلانکیر دائر وسائر ہے جنکے مقلدین واتباع مین ہر دم ولحظہ مشاہد فکر رضا
وخوشنودی ارواح متوہمہ ومظاہر ہے اور اہل کتاب کہ بمقابلہ اہل اسلام اکثر دعوی
حق شناسی وخداپرستی زبان پر لاتے ہین سو قطع نظر اس سے کہ خود الحاد وشرک
اونکے اصول ومقومات مین داخل ہو گیاہے اور الہیات اون کے پہلو بہ پہلو سے
خرافات وہزلیات مشرکین ہین آٹھوین روز کے سوا درمیان مین عبادت خدا کی
سبالات وپروا نہین رکھتے ہفتہ مین چھہ دن رات برابر جو آزاد محض وخود مختار ہین ہمانا

بہی نام خدا کا زبان پر لانا اس عرصہ مین کسی وقت اون پر لازم و واجب نہین فقط
ایکدن کی عبادت وہ بہی بنا بر یکدو ساعت اور وہ ایسی جسمین نہ خضوع و خشوع کی
رعایت اور نہ آیات تقدیس و تنزیہہ کی قرارت واسطے عیش و آرام ہفتہ بہر کے کافی و
وافی ہو جاتی ہے یہود کے نزدیک شتراط ازالہ نجاست ظاہری اور تحصیل طہارت
و صفائی کے بعد خالص بروز سبت خدائے پاک کی پرستش و بندگی ہوتی تہی اور
اوسوقت مسکرات و مفترات سے بہی حکم اجتناب احتیاط از روے توریت بخوبی
موکد و محکم تہا تعلیم پولوسی و مذہب عیسوی مین یہہ شتراط و احتیاط بہی بالکل معدوم
و مفقود ہوگئی اب فقط یہہ رہگیا ہے کہ اتوار کے روز گہنٹہ بجنے کے بعد جوق جوق
عورت و مرد بلا تفریق جماعت و صف اور بغیر تمیز نجاست و طہارت بعضی نشہ شراب سے
مست و سرشار اور بعضی عشق پرست بعزم نظارہ بازی و دیدار یار مکان واحد مین
کہ گرجا گہر اوس سے عبارت ہے بنا بر یکدو ساعت جمع ہوکر بلفظ اے باپ اے باپ
اوس مالک قادر قدوس و شہنشاہ اعظم سے یہہ دعا مانگتے ہین تیری بادشاہت
آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بہی آوے اسکے بموجب تو وہ اپنی زبان
سے گویا ترقی دولت و اقبال خداوند لایزال مناتے ہین جیسا کہ پولوس باب اول
نامہ اول تمطاوس مین فرماتے ہین ازل بادشاہ غیر فانی نادیدنی واحد حکیم خدا کی
عزت اور جلال ابدالآباد ہووے آمین اور ایسے ہی مضامین کو خوش الحان و خوش
گلو عورت و مرد اپنی اپنی آواز بلا کر حاضرین جلسہ کو سناتے ہین اور عمدہ عمدہ باجونکی

آواز پیہ بہی یہی دعا گاتے ہین جس سے کل ناظرین و سامعین کے خستہ دلون کو
سراپا محو تماشا و از خود رفتہ اور نفوس غمگین و شکستہ کو محظوظ و شگفتہ بناتے ہین
بقول شخصے اصول شاہان رقص پرداز چہ دو صد دل ربایند بیک انداز

| | |
|---|---|
| باین رنگ طاعت ندیدست کس | بقہقہہ نماز اختراع است و بس |

اُسی عبادت سے جسمین نہ خضوع ہے نہ خشوع اور نہ سجدہ رہا نہ رکوع بجز انبساط
نفس و تفریح طبع حصول تقدس روحانی کے نام طمع ہے اور نہ اوسکے رضا
قرب ربانی کی امید و توقع کسواسطے کہ اسمین نہ توکچہ توبہ و استغفار ہے اور نہ
اپنی عجز و بیچارگی کا اقرار نہ خیریت عقبی و حسن خاتمہ کی خواہش و طلب ہے اور نہ معافی
جرائم و معاصی کی التجا بحضرت رب جسکے سبب اپنی عبودیت و محکومی اور جس شان
کی شان معبودی و حکمی ظاہر ہو جیسا کہ عامہ دعوات قرانی و حدیث کا مفہوم متبادر ہے
اور طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ اسکی ترمیم و تبدیل اور تنسیخ و تغیر حسب خواہش و
راے بادشاہان ذی اختیار کی ہمیشہ وقتاً فوقتاً واقع ہوتی رہی جیسا کہ واقفان
تواریخ انگلستان کو معلوم ہے معہذا از روے درس ۲۹۶ باب ششم انجیل متی
کی عبادت کیوقت گہنٹہ کا بجانا اور مجمع کا کرنا جو عیسائیون کا دستور ہے ارشاد
عیسوی کے بہی خلاف ہے نہین معلوم کہ کل کلیساؤن مین یہہ بدعت کیونکر ایجاد
ہوئی اور اسکے ماورا یہہ طرز دعا کہ ہم اوس ذات مقدس و منزہ کو مخلوقات کی
باپ باپ کہکر ندا و خطاب کرین جادہ اخلاص و ادب سے بہی مراحل بعید ہے

ہمارے واسطے اقرار عبودیت مین کیا کم وقعتی اور ذلت ہے جسکے باعث سے خواہ
مخواہ نسبت فرزندی ثابت کرین اور بوجہ اپنے اعزاز اور اظہار شان ناحق کیواسطے
اوس ذات بیمثال ایزد متعال کی شان تقدس و تنزہ پر عیب و دھبہ لگاوین تکاد السموٰت
یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ہدا ان دعوا للرحمن ولدا ان کل من فی السموات
والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصاہم و عدہم عدا و کلہم آتیہ یوم القیمۃ فردا ۔

| | |
|---|---|
| نماز جبین کردن عین خطا است | کہ طاعت بہ تنقیص شان خدا است |

عقیدہ تثلیث و کفارہ سے قوت نظری کو پہلے ہی کمال آ چکا اور اس عبادت و
بندگی سے حکمت عملی پر یون زوال آیا اور چونکہ اہل کتاب کی راے مین ہر
رنج و خوشی اور تنزل و ترقی کا باعث اونہین کی تدبیر و سعی ہے لہذا کسی وقت
منجملہ اوقات فرحت و انبساط یا عند زوال النعمۃ اون سے صدور صبر و شکر اور
شغل یاد و فکر کی بہی امید ساقط و منتفی ہے پس اصلاح عقل و نفس کیواسطے مذاہب
دنیا سے فقط ایک ہی مذہب یعنی طریق اسلام کافی ہے اسکے سوا ہر ایک طرز و طور بنظر
غور آئین دانش و حکمت کے منافی ہے لطافت روحانی و قرب ربانی بہی اوسی مین
محصور ہے اور طہارت جسمانی بہی اوسیکی مشہور اوسی سے مشتہیات نفس کی تحدید و
اصلاح ہے اور اوسی مین دینی و دنیوی نجات و فلاح ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ انا و من اتبعنی و سبحان اللہ و ما انا من المشرکین انما امرت ان اعبد اللہ
و لا اشرک بہ الیہ ادعوا و الیہ ماٰب ہذا بلاغ للناس و لینذروا بہ و لیعلموا انما ہو الہ

واحد ولیذکر اولوا الالباب ربنا ولا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک عبدالوہاب ؎ دفتر تمام گشت وبپایان رسید عمر + ماہمچنان دراوّل وصفِ توماندہ ایم + ولوان ما فی الارض من شجرۃ الاقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ ان اللہ عزیز حکیم +

**خاتمہ** واضح ہو کہ مجھکو اس تصنیف سے خاصکر کسی مذہب فرقہ کی توہین وحقارت مدنظر نہین ہے اور نہ بوجہ کسی قوم وطائفہ کی رعایت و جانب داری مقصود بعد ترک تقلید واتباع ہوا جو طریقہ مفید دنیاو آخرت دیکھا بنظر رفاہ عام نہ بقصد شہرت ونام اوسکے ترویج واشاعت کو اہم واقدم سمجھا اور بیان حسن وترجیح عقائد ومسائل مین منجملہ کتب مسلمہ ہر فریق کی اولاد بالذات اونہین کتابون سے استشہاد کیا جنکو وہ منزل من اللہ والہامی اور قطعی الثبوت وکلام ربانی تصور کرتے ہین اسیواسطے فضائل اسلامیہ کے ذکر مین راقم نے فقط اخبار واثار کو مناط ومدار وقت استناد نگردانا کہ مبادا کوئی مخالف عندالبحث اوسکے قبول ورد مین شاک ومتردد ہو اور واسطے تقویت وتائید اپنے فہم دعوی کے کلام معاندین اسلام بھی جا بجا نقل کردیا جسکی روسے مخالفین پر بخوبی حجت تمام ہوسکتی ہے ارباب انصاف ودیانت ہر کیش وملت سے اگر ایکبھی فضیلت وخوبی پر منجملہ فضائل مذکورہ اسلام کامل لحاظ وغور تمام فرماوینگے تو اون کو صاف منکشف وواضح ہو جاویگا کہ بالیقین بنائے قصر اسلام جمیع ہدایت سے از روے احکام مضبوط وقوی ہے

اور تہا مہا اوسکی تعلیم و تلقین بلاریب شک موافق الہام و وحی ہے کسواسطے کہ
اکثر مذاہب کے مقتدا و بانی حالانکہ مشہور حکیم و صحبت یافتہ اور نامی فاضل و سیاح و تجربہ کار
پختہ ہوئے ہین اور اون کی اتباع و مریدین سے بہی عوام الناس کے علاوہ صدہا
و ہزارہا اہل دانش و بینش و ارباب عقل و خرد بلکہ بانیان فنون حکمت و فلسفہ اور
مغننان اصول اخلاق و ہندسے گزرگئے اور موجود ہین اور اون مین سے اکثر ون نے
بصرف اوقات عزیزہ و اعمار کثیرہ مسلک مرضی و مختار کی ترمیم و اصلاح مین کوشش
وسعی بہی کی اور بہت سے لوگون نے اس باب مین وحی محرف و ناتمام کلام بیہودگان
کی بہی اطاعت و پیروی کی مگر بحمدہ اسوقت تک ایک بہی طریقہ اسلام کی مانند اصل و اہم
مین بہی صاف و سنجیدہ نہین جسکا موجد ایک شخص ناخواندہ محض و امی فداہ الی و امی
لطف مزید یہہ ہے کہ اون کی بعثت ایسے زمانہ مین ہوئی کہ کل روے زمین پر اوسوقت
ضلالت و گمراہی کی ظلمت و سیاہی چہار ہی تہی ہر قسم کے علم و فن کا وجود محض رائگان
و بے سود ہی نہ تہا بلکہ صفحہ عالم سے کالعدم کیا نیست و نابود ہی ہو چکا تہا مصر و یونان
مین بہی اوسکے آثار و مراسم برائے دید و شنید نہ ملتی تہی اور روم و ایران سے بہی اوسکے
نشان و علامات تک عرصہ دراز سے مفقود و ناپدید تہا اور ہندوستان کی حکمت و
فلسفہ کا تو اوس سے صدہا سال پیشتر ہی چراغ گل تہا اور نہ ممالک چین و اقصاے
فرنگستان مین اوسکا کچہہ شور و غل تہا اطراف و اکناف عالم مین کل بنی آدم مشرک
و بت پرست اور اتباع شیطان و شہوت مین غرق و بدمست تہے اہل ایران تقسیم

خلاق ومعبود بجانب یزدان واہرمن کرتے اور چینی وہندی ہردم مشغول عبادت
بودہ وبشن رہتے مذہب عیسوی حالت موجودہ کے اعتبار سے بہی نہایت ذلیل
وفرسودہ اور مختلط باخلاق رذیلہ ومجموعہ عقاید بیہودہ ہورہا تہا حسب تصریح گاڈ
فری ہیگنس وجان دیون پورٹ وگبن صاحب ودیگر معتبر مورخین عیسائیون کی اوسوقت کے
جمہور مسیحی پرستش تبرکات وتصاویر مین سرگرم ومستغرق تہے اور بیجا جنگ وجدال
اور مراسم نا ملایم وتوہمات لغو مین مبتلا ومنہمک بجز نام وظاہری اقرار مذہبی یا باہمی
نزاع وخودسری وعداوت قلبی کے وہ لوگ کچہہ نجانتے تہے۔ آجکل کی سی نہ مشن کو
وسعت تہی اور نہ ہر گلی کوچہ مین پادریونکی کثرت نہ توریت کا زبان عربی وفارسی مین
اوسوقت کوئی ترجمہ تہا اور نہ وجود مطابع سے ہر کس وناکس کو دستیاب اوسکا
نسخہ ہوتا عام لوگون کو گرانی قیمت سے اوسکے خریدنے کی مقدرت واستطاعت
نہ تہی اور نہ پوپ صاحب سے ہر راہب وپادری کو کتب مقدسہ کے رکہنیکی اجازت
ملتی بہر حال خدا کی عرفان وطاعت سے اوسوقت خالی زمین تہی کواکب واصنام کی
عظمت وبزرگی کمیسر سب کے ذہن نشین تہی ہر خاص وعام پر اتباع اوہام ازبس
مستولی وغالب اور دنیوی لذت وشہوت کی جانب ہر شخص مائل وراغب تہا
خصوصا مشرکین عرب کہ زمانہ سے زیادہ خراب وبداطوار جہل مرکب مین گرفتار
اور جہالت ورعونت آبا واجداد پر ناز وافتخار اون کا دستور وشعار تہا
وہ لوگ اسقدر بیہودہ کہ نعوذ باللہ حالت عریانی وبرہنگی مین خانہ کعبہ کا طواف

بہت ہوا ولی کہتے اور تالی وسیٹی بجانا اور لاف وگزاف کو عبادت عظمی سمجھتے جاہل
ایسے کہ رحمن ورحیم کو اللہ واصنام تراشیدہ کا تام جانتے اور ارواح خبیثہ ونجوم
وکواکب اپنا معین ومددگار مانتے جنات وملائکہ کو خداے پاک کا عزیز ورشتہ دار
گردانتے اور اونہین کے واسطے ذبیحہ وقربانی بقصد نذر گزرانتے ایسے بے شعور
وبدسلیقہ کہ بیٹھکر پیشاب کرنا مردون کو اس خیال سے کہ وہ تو عورتون کے حسب
حال ہے محذور ومکروہ بتاتے - بے رحم وسنگدل ایسے کہ اپنی اولاد کو خود ہی زندہ
درگور کر دیتے اور اوسکی آہ وزاری اور مصیبت وبیقراری پر مطلق ترس وغم
نکہاتے - ایسے نالایق وناخلف کہ بعد وفات اپنے باپ کے اوسکی ازواج وحرم مورثین سے
بنفسہ دخل وتصرف سے باز نرہتے بے شرم وبدلحاظ ایسے کہ بالاتفاق عورت
واحدہ کے پاس شب احد مین متعدد اشخاص جاتے اور حقیقی بہنون کے جمع
کرنے سے زوجیت مین احتراز نکرتے - خودسر وجنگجو ایسے کہ قیاصرہ روم وسلاطین
ایران سے کسی ہنگام مغلوب وزیر نہوے اور دلیری وآزادی مین علی الدوام
ضرب المثل مثل شیر رہے اور ایسے کینہ ور وتندخو کہ صدہا سال تک اون مین شورش و
جنگ وپرخاش قایم وبحال رہتی اور ہر دم ولحظہ بہمہ وجوہ عوض وانتقام تازہ کا
خیال رکہتے - نہ اون مین کوئی صنعت ودستکاری اور نہ کچہہ حرفہ وپیشہ تھا فقط
بیجا قتل وغارت اور دست برد ناحق پر اون کا عمل ہمیشہ رہا نہ کسی قانون وقاعدہ
کے مقید ومعتاد اور نہ کسی ملت ومشرب کے مطیع ومنقاد آئین تہذیب اخلاق وتدبیر

منزل سے بہت عاری اور نہ قوانین سیاست مدن و آداب معاملہ ادن مین جاری
نہ ارشاد مواعظ انبیا سے کچھ مسترشد و مستفید اور علوم و فنون حکما سے بھی معرا
بے بہرہ و بعید بلکہ حضرات مرسلین کے اسما سے بھی ناواقف و بے خبر اور نہ دقایق
توحید و اصول معارف سے آگاہ و بہرہ ور نہ کسی مہذب گورنمنٹ کی ادن پر حکومت
و سیاست تھی اور نہ اقوام شایستہ کی ادن مین سکونت یا تجارت ایسے وقت مین
کہ نہ کہین سے تحصیل و استفادہ علم و فضل ممکن و میسر تھا اور نہ کسی کی خدمت و صحبت
مفید دانش و لیاقت ہو سکتی نہ سیر و سیاحت دنیوی واسطے اصلاح خیالات کے
سبب و ذریعہ تھا اور نہ مباحثہ و مناظرہ مذہبی تحقیق و ادراک ادیان مختلفہ کے لئے
باعث و وسیلہ ایسے مستحکم و متین مذہب و دین کی بنا و تلقین جسکی ہر ایک دفعہ مجملہ
مسائل و دفعات بیشمار ضوابط و قوانین مالی و ملکی اور آئین و قواعد دینی و دنیوی کے
لایق اذعان و تسلیم ارباب فکر و ہوش ہو اور بتبدل اشخاص و تجدد زمان سے اوسکی
تعلیم و پیروی کسی کے نزدیک قابل ترمیم و فراموش نہو بحکم انصاف بہت بڑا معجزہ
ہے کسواسطے کہ بلا اعانت وحی و الہام ایسے امور عظیمہ کا صدور و سرانجام نہین ہو سکتا
خصوصاً ویسے زمانہ سیاہ و تاریک مین ہمت و کوشش تن تنہا سے باوجود کثرت عوائق
و موانع ہر نوع و قسم کے ایسے مقاصد مہمہ کسیطرح حسب المرام انصرام نہین پا سکتے
لاسیما ایسے شخص سے کہ امی محض و ناخواندہ جہال مشرکین کا صحبت یافتہ اور اوسپر
یہ طرہ کہ بیکس و غریب یتیم و یسیر نہ کہین کا متمول و امیر جسکا کوئی لائق مصاحب و مشیر ہو

کہ کونسل و پارلمینٹ بنا وے اور نہ آپ اس لائق کہ کسی بادشاہ کا وزیر باتدبیر ہو
جو احکام مفید خلائق جاری کرا دے نہ بذریعہ سیاحی اوسکو دنیا کی مذاہب مروجہ
کی تحقیق اور نہ حقائق و معارف مین صاحب غور و تدقیق باایہمہ وہی آدمی بلا اصلاح
یار و مشاور اور بدون ہمت رفیق و ناصر جمیع اسرار احوال و عقائد اور کل دقائق
مصالح و مفاسد مفصلاً ایکدم سے لوگون کو سنا دے اور تمام مضار و منافع
دنیوی اور عبادات حسنہ و ارتفاقات صالح کلی و جزوی ہر ایک کو بخوبی سمجھا دے
جسکی وجہ سے وہ وحشی قومین کہ مجسم ظلم و فساد اور سراپا جور و عناد تھین خراب
عباد و تعمیر بلاد مین کل سکان زمین کے لئے سبب ارشاد و عقل اور رہبر علم و ہنر اور
سائر تہذیب و شائستگی کے واسطے بنیاد و اصل ہوگئین ع فاصبحوا قد اعاد
اللہ دولتہم + اذہم قریش واذ ما مثلہم بشر + اور یکبارگی ایسے
حقائق اور دقائق علمی و عملی بیان کئے جنکی نور و روشنی سے تمامی سطح ارض کی
جہل و گمراہی زائل و دور ہوگئی اور سرزمین عرب تو خاص کر شبیہہ مجمع النور و
ہمرتبہ کوہ طور ہوگئی انبیاے سابقین کے فضائل و کمالات بہ ازالہ روایات مقام
و عیوب نفسانی بذکر مرغوب بیان کئے اور امم گزشتہ کے قصص و حکایات متضمن ترغیب
و ترہیب بہ بسط تمام خوب ادا کی احوال جزا و سزاے عالم قبر اور کیفیات حشر و نشر
کسیکے گوش زد نہ تھی اچھی طرح ظاہر کئے اور تذکیر بالاء اللہ و تحذیر بایام اللہ کی وعظ
و پند سے ہزارہا مستفیض و ماہر کئے خدا کی ذات و صفات کی اوس عنوان کے ساتھ

تشریح کی جسکے سننے سے روح کو طراوت و تازگی اور قلب کو تقدس و پاکیزگی حاصل
ہو یہ نہین کہ اوسکو جذبات نفسانی یا ہوسات انسانی کا مصدر و منبع بنایا جاسکے
باعث اوسکی شان استغنا و معبودی باطل و زائل ہو توحید خالص و غیر مغشوش اوسکی
پہلی ہی بسم اللہ ہے جس سے تمام دنیا ناواقف و جاہل تھی اور رضا بالقضا و
توکل علی اللہ و دیگر مراتب توحید اس لطف سے سمجھائے کہ دل بعد ترک تعلق اشیا
وآن اونکی جانب مائل و راغب ہو جسکی بدولت اوسکی اتباع باقرار مخالفین دین عزت
و بزرگی اور عبادت و بندگی مین کل خلقت سے لائق زیادہ اور علم و فضیلت
مین جملہ ارباب ملت و حکمت سے فائق و بالا اور انتظام خانہ داری و تہذیب نفس
مین طوائف انام سے سابق و اعلیٰ اور طرز سیاست و حکمرانی مین جمیع عالم سے
اوّل و اولیٰ ہو گئے ظاہری طہارت و صفائی بھی اونہین سے مربوط و مخصوص
ہے اور تعلیم روحانی و تنویر قلب بھی اونہین مین مشہود و محسوس ہر فعل و عمل اور
منفعت و ضرر پر صبر و شکر اونہین سے مسموع و گوش زد ہوتا ہے اور فکر ذکر و
شغل بجمعیت حواس و عقل اونہین مین موجود باوجود اسکے ایسے عظیم الشان کارخانہ کو
جسکے مثل نہ صحف سابقہ انبیا سے ہدایت و ارشاد ہوئے اور نہ تلویحات و اشارات
حکما سے ویسی بنیاد پڑی محض مصنوعی و جعلی کہنا اور مذاہب سائرہ کو جنپر ایسے
فوائد مرتب نہ ہوئے اور نہ اون کے اصول سے وہ متوقع و مامول خدا کی قدرت
و ارادہ کی موافق یعنی مطابق الہام و وحی سمجھنا از روے فکر و غوریت ہی سخت ظلم

وجور ہے ہ وکفاک بالعلم فی الامی معجزۃ + فی الجاہلیۃ والتادیب فی الیتم

ہ نگارمن کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت + بہ نکتۂ ادب آموز صد مدرس شد +

مخالفین چشم بینا ودل باعدل سے اسپر کبھی لحاظ و توجہ نہین کرتے اور جہل و تعصب یا تقلید وطمع کو واسطے ایکدم کے اپنی ذات سے جدا نہین رکھتے ورنہ بلا ریب و شک آنحضرت کی کل تعلیم و دعوت کو مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی مانند سب مذاہب سے اول مرصحیح و درست اور راہ حق و صواب سمجھتے ۔ فلم یدبروا القول ام جاءہم ما لم یات آباءہم الاولین ام لم یعرفوا رسولہم فہم لہ منکرون ام یقولون بہ جنۃ بل جاءہم بالحق واکثرہم للحق کارہون ولو اتبع الحق اہواءہم لفسدت السموات والارض ومن فیہن بل اتیناہم بذکرہم فہم عن ذکرہم معرضون

| | |
|---|---|
| ہین اے فرومایہ دنیا مخر | چو خر بانجیل عیسے مخر |
| سہے پیروت عیسی از لاغری | تو در بند آنی کہ خر پروری |
| نخست آدمی سیرتی پیشہ کن | پس آنگہ ملک خوی اندیشہ کن |
| کسے سیرت آدمی گوش کرد | کہ اوّل سگ نفس خاموش کرد |
| بکم کردن از عادت خویش خورد | توان خویشتن را ملک خوے کرد |
| کجا سیر وحشی رسد در ملک | نشاید پرید از ثرے تا فلک |
| براوج فلک چون پرد جرہ باز | کہ در شہپرش بستۂ سنگ آز |
| میپرور تن ار مرد راے و ہشی | کہ اورا چو مے پروری مے کشی |

| | |
|---|---|
| سکو نے بدست آورا ے بے ثبات | کہ بر سنگ گردان نروید نبات |
| خدا را ندانست و طاعت نہ کرد | کہ بر بخت و روزی قناعت نہ کرد |

# تمت بالخیر

## قطعہ تاریخ طبعزاد منشی فقید المثیل مولوی عبدالمجید صاحب سہسوانی

| | |
|---|---|
| للہ الحمد کہ از فضل خداوند جہان | مصرع سال طبع گفت سروش الہم |
| طبع گردید چو این نسخہ مطبوع انام | ناسخ کفر و زہے حامی دین اسلام |
| | ۱۲ ہجری ۹۴ |

## تاریخ دیگر تصنیف حمید الاماثل والاقران مولوی سید جمیل احمد صاحب رئیس سہسوان

| | |
|---|---|
| جہان بہ تردید نصاری و یہود و ہندوان | طبع گردید این کتاب مستطابہ فضل رب |
| ملہم غیبی بگوشم مصرع سالش بگفت | رہنماے مشرکان و کافران بے ادب |
| | ۱۲ ہجری ۹۴ |

# رسالہ مختصرہ مسمی بہ دم الاخوین ملقب بہ فتح المبین علی اعداء الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اللہم لک اسلمت وبک آمنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت الہی لا الہ الا انت

امابعد واضح ہو کہ جب کہ مدرسہ اسلامیہ عربی سرکاری واقع اکبرآباد مین میرا تعین و تقرر تھا اوسوقت مین بعض احباب ذوی الالباب نے واسطے تحقیق مذاہب مختلفہ کے میرے مکان پر جلسہ اختیار کیا اور ہر باب مین مسائل بحث و مناظرہ سے بتکرار مجھسے جو استفسار ہوا حسب اقتضاء وقت جو خاطر خواہ اون کے سوالات کا حل بشرح و بسط ہوا اور میری تقریر و گفتگو مباحثہ دقیقہ مین بزعم اون کے متین و مدلل بربط و ضبط تھی اوسوقت اونہون نے بیساختہ واسطے تحریر جواب کتاب ہدایت المسلمین مصنفہ عماد الدین اپنے شوق کا اظہار کیا اور قبل اسکے کہ میرے اشتغال و اوقات پر لحاظ کلی فرمائین اپنی تحریک و استدعا کو خود ہی امر ضروری و واجب القبول شمار کر لیا اور کتب مناظرہ و مباحثہ قدیمہ و جدیدہ اور رسائل

مذاہب مختلف کو بھی منازل قریبہ و بعیدہ سے باہم پہونچا کر میرے مکان پر لایا
چونکہ اوس دم میرے پاس بجز عذر قلت فرصت جسکو پہلے ہی وہ رد کر چکے تھے
اور کوئی عذر معقول نہ تھا اور بعد از فکر و تامل مجھکو بھی اون کی درخواست کا
سے انجام کل ضروریات صبح و شام پر بدلائل و وجوہ فائق و راجح بتمام وثوق
ظاہر و لائح ہوا چار و ناچار بقدر وسع افکار مجتمعہ کا استعمال و جمع اوراق
متفرقہ کا جمع کرنا شروع کیا اوسی اثنا میں میرے ذہن میں یہ بات سمائی کیونکہ
تو کتب رد و قدح طرفین سے بکثرت ہیں جنکے مطالعہ سے بجز دریافت استعداد
و فکر مصنف اور ضعف و قوت طبیعت مولف کی اور کچھ حاصل نہیں ہوتا بطلان و
حقیت مذہب کا ادراک کہ غرض اصلی از بحث و مناظرہ ہے ایسی کتابوں سے علما کو
بھی متصور نہیں چہ جائے عوام الناس لہذا اوسکے اول میں ایک مقدمہ کا لکھنا جسکے ذریعہ
سے دنیا کے کل مذاہب پر اسلام کی فضیلت ظاہر و ثابت ہو مناسب معلوم ہوا تا کہ مخالفون
کے واسطے سبب ہدایت اور موافقون کو موجب استقامت ہو اور یہ بھی اوسمین مصلحت
سمجھی کہ اوسکی وجہ سے شاید عماد الدین وغیرہ کو اگر اون کے دل پر ختم الٰہی نہوئی ہو
پھر راہ رست نصیب ہو جاوے ولا اقل اپنے تنفر و ارتداد سے ہر اعلی و ادنی
کے نزدیک ندامت و پشیمانی اوٹھائیں اور بلا ترک شرم و حیا پھر تاب و طاقت گفتگو
و مقابلہ نہ لائیں اس انداز پر دو تین جزو کے قریب جب کتاب تصنیف ہوئی اوس وقت
سے لوگون نے جوق جوق اوسکے سننے کا شوق کیا اور اوسکا ذکر و چرچا ہر شخص کے

زبان پر بتامی ذوق ہوا طلبائے مدرسہ نے اوسکی وجہ سے جابجا پادریون کو الزام
دیا اور ہر گلی کوچہ مخالفین کو حیران و مبہوت بدرجہ تمام کیا حتی کہ وعاظ نصاری
اپنے اضلال و اغوا سے کچھہ دنون باز رہے چند تواریخ و مواقع معینہ اون کے
خالی از وعظ ہوگئے اسپر پادری وین صاحب پرنسپل جونس کالج آگرہ نے بجوش حمیت مذہبی
امرتسر سے پادری عماد الدین کی درخواست وطلبی کی جہت تک یہہ خبرین ایک عیسائی
کی معرفت کہ اوسکو میرے ساتھہ قبل از تنصر کچھہ ربط رہا تھا سچ و تحقیق رسیدہ شدہ
آخر ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۳ع مین پادری عماد الدین فائز اکبر آباد ہوئے مینے اون کے آنے
سے چند روز بعد مشفقی مولوی حسام الدین صاحب ہیڈ گورنمنٹ کالج کے ساتھہ پادری
وین صاحب کے بنگلہ پر جانے کی ٹھہرائی جسوقت کہ مین وہان پہونچا اپنے اخلاق عام
سے پادری صاحب موصوف نے مجھکو باکرام و احترام تمام لیا پس ذکر عمرو زید
پادری عماد الدین کا تذکرہ درمیان مین آیا اور مباحثہ و مناظرہ کے بابت بھی
کچھہ دیر تک تذکرہ رہا اسپر اونہون نے اپنے دلی مسرت و شادمانی کو ظاہر کرکے
فرمایا کہ ادنکے یہان بلوانے سے تمنائے دلی و غرض اصلی میری یہی ہے مینے
کہا بسم اللہ بعجلت تمام بغیر دیر کیون ہی ہین میدان ہین جوگان ہمین گو پادری صاحب نے
لکھا کہ ابھی تک اون کو مکان وغیرہ کی جانب سے اطمینان نہین کچھہ عرصہ کے بعد جب وہ
ان مہمات سے فارغ البال ہون اوسوقت منظر تصفیہ مباحثہ کا انتظام کیا جائیگا
شیخ میرے کے جواب مین یہہ کہا کہ ۱۲ امی سے حسب ضابطہ ڈیڑھ مہینے کی تعطیل ہمارے مدرسہ مین

ہونیوالی ہے اگر اسی قبل کہ ہنوز بیس بائیس روز کا عرصہ ہے مناظرہ کا بندوبست
ہوجاوے تو بہتر و مناسب ہے باقی رہا چند امور جزئیہ کی نسبت پادری صاحب کا
انتشار و تردد وہ کوئی بڑی بات نہین اون سب کا انصرام مشن کی وجہ سے
ایکروز مین بحسن انجام ہوسکتا ہے معہذا ایسی ضروریات سے کسی وقت کوئی فرد بشر
خالی نہین رہ سکتا اسپر پادری صاحب نے یہہ فرمایا کہ مین جمعہ آئندہ تک اوسکے کل مدارات
و شرایط لکھوا کر بوساطت ولیم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج آپ کے پاس بھیجدونگا
اتنے دنون مین کل کام سر انجام ہوجاوینگے مینے کہا بہت خوب اور جلسہ برخاست
ہوا خدا خدا کرتے گھڑی ساعت گنتے وہ جمعہ بھی آپہونچا مگر جواب کچھہ نہ پہونچا بلکہ ہفتہ
اور روز یکشنبہ بھی اوسپر گذر گیا [illegible] اودہر سے کوئی آیا نہ گیا
تب [illegible] دوشنبہ کے روز پادری صاحب کے نام مینے یہہ خط لکھا

## خط بنام پادری وین صاحب

محب قسیسان روزگار زبدہ مسیحان نامدار جناب پادری وین صاحب زاد عنایتکم
بعد سلام شوق التیام واضح رائے سامی باد کہ بندہ الی الآن ایفاے وعدہ ہای
منتظر است بروز چہارشنبہ کہ نسبت مباحثہ بالمشافہ و گفتگوے زبانی درباب دین
از پادری عماد الدین جناب الا اظہار مسرت و شادمانی فرمودہ ابلاغ جواب معرفت
ولیم صاحب یوم جمعہ موعود و متعین نمودہ بودند از ان زمان بہر استماع آن ہمہ تن
گوش شدہ ام مگر تا ایندم صداے از ان بگوشم نرسیدہ از اخلاق گرامی و شفقت

که ذات سامی راست انیمی اصلاً بخیالم نمیرسد که آن وعده وتقریر از ضمیر خبیر سهو و فراموش شده باشد اغلب که باعث این تاخیر و تراخی امر دیگر بود که من بران آگهی ندارم لهذا مصدع خدمت عالی میشوم که براه عنایت و رافت ازان امر فقیر را هم اطلاع بخشند چه انتظار انیمی و فکر تهیه اسباب سفر که از تعطیل مدرسه عنقریب پیش نظر است از حد انتشار و پریشانی دارم زیاده سلام فقط الراقم السید عبد الباری عفی عنه مورخه یکم می سنه ۱۸۷۶ء مطابق ششم ربیع الثانی سنه ۱۲۹۳ ہجری روز دوشنبه ۰

جب یہ خط پادری صاحب کے ہاتھہ مین پہونچا اونہون نے اوسکو دیکھا پڑہا اور اوسکو پادری عماد الدین کے پاس کہ احاطہ مین اونہین کے کوٹھی کے مسکن گزین تھے فوراً بھیجا اوسکے جواب مین پادری عماد الدین نے مجھکو یہہ خط لکھا ۔

## خط پادری عماد الدین

مکرم بندہ مولوی سید عبد الباری صاحب

جناب پادری وین صاحب کی زبانی اور آپکے اس خط سے مجھے حال معلوم ہوا مناسب ہے کہ میرے اور آپکے ایک ملاقات ہو جاوے خواہ آپکے گھر یا بندہ کے مکان پر سو مین حاضر ہون آج شام تک گھر پر ہون آپ آوین یا مجھے بلاوین تو وقت بتلاوین کہ کب آؤن اور مخالفانہ بحث جہان طاقت علمی کے لیے شیطانی کام ہے اوس سے مجھے نفرت ہے مگر دوستانہ باتین کرنا اور محققانہ سنجیدگی سے کسی امر کی بابت یون باہم مناسب رہتے ہے سو مین حاضر ہون جلد جواب آنا فقط سلام بندہ عماد الدین لاہور یکم می سنه ۱۸۷۶

چونکہ میرے رقعہ کا جواب پادری عماد الدین نے بزبان اردو لکھا اور تحریر فارسی سے قاصر ہے لہذا مجھکو بھی جواب الجواب کا لکھنا بزبان اردو مناسب معلوم ہوا اولاً بلحاظ مطابقت اصل اور ثانیاً اس بنا پر کہ عوام الناس پادری بیچارے کہ فارسی کے محاورہ سے غیر واقف اور نا آشنا ہیں طرفین کے غرض و مطلب کو بخوبی ادراک کر سکیں وھو ہذا ۔

## جواب خط پادری عماد الدین

شفیق عالم پادری عماد الدین صاحب ۔

آپ کا محبت نامہ میرے پاس پہونچا تہذیب و سنجیدگی کا خیال اور آپکے شوق تحقیق کا حال اوس سے مترشح ہوا واللہ باللہ طبیعت کو اس امر سے بدرجہ غایت فرحت حاصل ہوئی ایک عرصہ سے میں بھی خواہاں ہوں کہ مابین میرے اور آپکے مناظرہ و مباحثہ محققانہ ہوجاوے حسب تحریر آپکے اگر وہ بحث و گفتگو دوستانہ محض بنظر احقاق حق و ابطال باطل واقع ہوا اور تعصب و جہالت سے خالی تو سبحان اللہ و بحمدہ اس سے بہتر اور کونسا امر ہے لیکن چونکہ میں بوجہ تعلق مدرسہ کے عدیم الفرصت ہوں اور وقت چھٹی کے تدریس و تعلیم طلبہ سے مجھکو بہت کم مہلت ملتی ہے لہذا مناسب ہے کہ واسطے ملاقات کے ایک روز خاص مقرر کیا جاوے کہ میں اپنے سب کاموں کو اوس روز جسطرح ممکن ہو برطرف رکھوں اور تعین مکان ہی آپ مجھکو اطلاع دیں حتی المقدور [illegible]

یا اور کوئی کوٹھی متصل گرجا گھر کے اسواسطے کہ خواص ذی علم اور بعض روسا کے

شخص بھی بنظر تحقیق حق اوس مجمع مین شامل ہونے کا شوق یا ارادہ رکھتے ہین

طرفین کے اہل علم وفضل کے سامنے گفتگو ہونے سے بیجا ناحق دلائل و دوائی اثر

تعصب جہالت سے احتراز ہوگا اور شمول روسا سے ظہور و قبول حق و باطل کے رفع

کا اہم مطالب اور بہت بڑا مدعا ہے ورنہ بیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون

صادق آویگا مثلاً آپ اگر خلاف حق کوئی امر اختیار فرماوین گے اوسکا رد کرنیوالا

بجز میرے اور کوئی نہوگا اور میری تقریر کو کیسی ہی حق کیون نہو آپ مخالفت

مذہب سے لغو و لاطائل کہینگے اور علی ہذا القیاس ہکے بالعکس ممکن ہے ایس صورت

مین اسکا فیصلہ اور محاکمہ کیونکر ہوسکیگا اور بفرض محال اگر کسی نے اپنی خطا و غلطی کا

اقرار بھی کیا تو اوس سے دوسرون کو کسطرح فایدہ ہوگا آپ اپنے اقرار سے

مثلاً انکار کرین گے اور مین اوسی پر اصرار رکھون گا بدینوجہ ضرور رہا کہ ذی علم و

عقل ہر جانب کے وقت بحث موجود ہون کہ کجروی اور تعصب و درشتی سے

مطلب اصلی کو کہ تحقیق حق ہے ضایع ہونے نہ دین فقط مکرر یہہ کہ تعطیل مدرسہ

چونکہ عنقریب ہے اسواسطے اس امر مین جہانتک جلدی ممکن ہو بہتر ہے فقط

الراقم السید عبد الباری عفی عنہ مورخہ یکم مئی ۱۸۷۶ع یوم دوشنبہ سلطان

ششم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۳ ہجری

یہہ تین خط ایک ہی روز مین آئے گئے اس اخیر خط کا جواب تیسرے روز پادری صاحب نے

مجھکو یہہ لکہا۔

# خط پادری عماد الدین

جناب مولوی سید عبد الباری صاحب

نوازشنامہ ملا جس سے معلوم ہوا کہ آپکو مباحثہ کا بہت اشتیاق ہے بلکہ نہایت جوش مین آپ معلوم ہوتے ہین یہان تک کہ بعض ضروری امور کے طے کئے بغیر ہی مکان مقرر کرنا چاہتے ہین ۔ صاحب ہماری تو نہایت خوشی ہے کہ ایسے جرجبہ کے لوگ ہمین ملین تو بھی ہم ہر کسی سے ایسے مباحثہ کے دنگل باندھتے نہین پہرتے اگرچہ باتین سب سے کرتے ہین پر دنگل خاص ہی لوگون کے ساتھہ باندے جاتے ہین صاحب مین ولایتی پادری نہین ہون اگرہ ہی کی گلیون مین کہیلا ہون یہہ واللہ باللہ فقرہ مین سمجہتا ہون آپ کے جواب مین چند باتین عرض کرتا ہون سو آپ اون پر غور کر لیجئے (۱) مین واقف نہین ہون کہ آپ کون صاحب ہین اب آگرہ مین آکے دو چار بار آپ کا نام سنا ہے نہین جانتا کہ آپ عوام مین سے ہین یا کوئی خاص بزرگ اہل اسلام کے ہین پس بدون واقفیت آپکے درجہ کے ایسے معرکہ کا میدان کیونکر آپکے ساتھہ قائم ہو سکتا ہے کیونکہ معرکہ خاص لوگون سے بوقت مناسب ہوا کرتا ہے پر اظہار حق سب کے لئے ہے جسکے لئے پہلے عرض ہی کیا تہا کہ خاص ملاقات کیجئے (۲) آپ فرماتے ہین کہ روسا اشخص بھی ایسے مجمع مین شامل ہونے کا شوق رکہتے ہین یہہ خوشی کی بات ہے مگر یہہ بات جب

قبول ہو سکتی ہے کہ پہلے روساء شہر ایک تحریر میرے پاس بھیجدین کہ میان
سید عبد الباری صاحب ہمارے منتخب عالم ہین ہم عیسائیون کے مقابلہ مین
اونہین بھیجتے ہین ان کی شکست ہماری شکست ان کی فتح ہماری فتح ہے
ان کے اقوال محمدی دین کے بارہ مین مستند اقوال ہین تب مین دیکھونگا کہ
کس کس رئیس صاحب کے دستخط اوس تحریر پر ہین تب مجمع حسب تجویز آپ کے ہو سکتا
ہے اور ہم لوگ آپ کو علماے آگرہ کا وکیل خیال کرکے عزت سے قبول کرینگے
(۳) مین بڑا تعجب کرتا ہون کہ آپکو مباحثہ کے مکان کے تقرر کا فکر تو ایسا
جلدی پیدا ہو گیا مگر ابھی نہ مباحثہ نے نہ مباحثہ کے امور انتظام نے قرار
پایا کہ کون کون شرائط وہان مرعی ہونگے کس کس مسئلہ مین بحث ہوگی یہہ
تو بڑی بھاری بحث ہے جو پہلے خطوط مین طے ہونی چاہیئے انتظام تحقیق
حق چھوڑ کر آپ کسطرح تحقیق حق کرینگے اسیلئے مین کہتا ہون کہ خواص کا یہہ
کام ہے ۔ (۴) آپ جو ایسی تیزی کے ساتھہ ایسا مجمع چاہتے ہین قران کا
کلام ہونا یا نبوت محمدی کا ثبوت کرینگے یا نہین اگر کر سکتے ہین تو آئے
ہم سنینگے کہ کیا کیا دلائل آپ کے پاس ہین پس بدون طے ان امور کے
مباحثہ نہین ہو سکتا اور دوستانہ ملاقات کے لئے ہر وقت حاضر ہون فقط
سلام ۔ عماد الدین لاہز ۔
اس خط کے پہونچتے ہی مینے بحیثیت تمام یہہ جواب لکھکر فوراً صادق کو انکے پاس معرفت

پادری وین صاحب کے روانہ کیا۔

## جواب خط عماد الدین

یادفرمائے دوستان پادری عماد الدین صاحب

عنایت نامہ آپ کا عین انتظار مین کہ بندہ چشم براہ وگوش برآواز تہا آیا اوسکے معائنہ سے واضح ہوا کہ آپ کو مباحثہ سے گریز ہے اور مجمع مین گفتگو کرنے سے عار وحیا مانع ہے مینے اوس سے ملاقات کو جسکی درخواست آپ نے اپنے رقیمۃ الوداد مین پیش کی تہی اور آپ کے خط ثانی سے بھی مستنبط ہے بحکم ضرورت ولحاظ مصلحت اور عاقبت اندیشی کی راہ سے جسکی تفصیل خط سابق مین کرچکا ہون انعقاد مجمع پر منوط و مربوط کیا تہا آپنے قبل اسکے کہ میرے بیان پر کچہہ التفات وتوجہ کی ہو یا اون وجوہ کا رد وقدح سے قلع وقمع کرکے اوسکی عدم ضرورت ثابت کی ہو وہی مضمون سابق غیر مفید پہر اعادہ کیا آپ کی شان سے یہہ امر نہایت بعید ہے سبحان اللہ آپ تو بڑے سخن سنج وخوش فہم نکلے اتبک تو ہم آپ کو پادری صاحبان ولایتی کی مانند تصور کرتے تہے لیکن اس سے یقین واثق ہوگیا کہ آپ اونکے برخلاف ہندی نژاد ہین اردو فہمی ومحاورہ دانی مین جسکی مہارت تامہ کے کمال استعداد رکہتے ہین اسیواسطے وقت سوال از آسمان جواب از ریسمان دیتے ہین۔ سنو صاحب بہادر اگر مباحثہ سے مجمع مین آپ کو ذلت وبدنامی کا خیال

خوف مانع ہے تو صاف صاف اوسکو آپنے کیون نہ قلم بند کرد یالیت ولعل
اور تراخی وتمہل اور ارتکاب تطویل واطناب کو ناحق اختیار کیا اب مین اتماماً
للحجۃ آپکے مقدمات موہومہ کے کشف حقیقت کرتا ہون اوسپر کان دہریے

**جواب امر اول** یہہ ہے کہ مین کچہہ تیلی تنبولی نہین ہون جو میرا حال آپکو
تحقیقات سے بہی معلوم نہوسکے علماے لکہنو و دہلی اور فضلاے رامپور
و بریلی اور عمائد و صنا دید مراد آباد و بدایون اور اعیان و اراکین جونپور
و مہرشہہ وغیرہا سے میرا حال ظاہر ہوسکتا ہے اور اگر آپ کو اون کی تحریر
مہری پر اعتماد ہو تو اوسکو فی الحال بہی مین آپ کے پاس بہیج سکتا ہون
اور اگر اوسمین کسیطرح سے کچہہ تامل ہو تو آپ اپنے آشنایان بے ریا اور احباب
با صدق و صفا سکان اکبراباد سے بشرطیکہ وہ صحبت یافتہ اور متصف بشعور
و سلیقہ ہون میری کیفیت دریافت کرلین اسواسطیکہ آپ نے ہر کوچہ و برزن
اکبر آباد کی خوب خاک اوڑائی ہے اور لڑکپن ہی یہان کے لوگون سے
آپ کی محبت و یاری رہی ہے اور اگر اسپر بہی اطمینان نہو تو پال صاحب اور
ماسٹر رام چندر صاحب اور پادری ہاسکن صاحب سے کہ ضلع بدایون مین
متعلق ہین اور اوسیطرف میرا مکان ہے اور مجہسے عربی مین نسبت تلمذ رکہتے
مین دریافت کیجئے پادری وینؔ صاحب نے اون کی چہٹی جسمین اونہون نے
میرے علم و استعداد کی کیفیت لکہی ہے حرفاً حرفاً ملاحظہ کی ہے آپ اون سے

استفسار کرلین اور اگر آپ کے زعم مین وہ بہی زیادہ گو اور لغو نویس ہین تو
آپ کے اطمینان کی یہہ سبیل ہے کہ میرے تلامذہ کو آپ سبق دین اور انکے
اعتراضات و شکوک کو رفع کرین اور اپنی تعلیم و تدریس سے قرار واقعی انکی
تسلی و تشفی فرمادین اور مین اقرار کرتا ہون کہ اگر آپ اون کے اعتراضات
رفع کر دین گے اور مطلب کتاب صحیح طور سے تلقین کرین گے ہر آئنہ آپ کو
آپ سے زیادہ سمجہون گا اور لفظ مباحثہ کا زبان پر لانا فی الواقع غیر مناسب
و بیجا تصور کرون گا اور قطع نظر اسکے جب آپکو خود اس امر کا اقرار ہے کہ اگرہ
مین آپکا چند بار بتکرار میرا نام آپنے سنا ہے باوجود اسکے بہی عوام و خواص
مین تفریق نہ کرنا آپ کی کمال قوت ممیزہ پر دال ہے فرمائیے تو اگرہ مین آپکے
ہی عوام الناس سے کہ ہزارہا مین کس کس شخص کا ذکر بتکرار آپ کے گوش زد
ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ آپ دیدہ و دانستہ تجاہل و تغافل اختیار کرتے
ہین اور تسلیم کیا کہ مین بزعم آپ کے عوام الناس سے ہی ہون نہ منجملہ خواص تو آپکا
للحق میرے مکان پر آنا اور محققانہ کلام و گفتگو جیسے کہ آپ جسکا اظہار خط سابق مین کر چکے سو محض بیجا
و مہمل و لغو اور لاطائل امر ہے اگر آپنے اسکا التزام کرلیا ہے کہ ہر عامی و بازاری تک کے مکان پر
للحق تکلیف فرمائین اور ہر ایک سے محققانہ و سنجیدگی کے ساتہ گفتگو کرین کہ خارج از طاقت بشری ہے تو
میرے نزدیک آپ آدمی نہین شاید مجسم روح القدس ہو جواب امر ثانی جب آپکے حسب اقرار اگرہ مین
میری شہرت ثابت ہوئی اور کیفیت لیاقت معلوم نہین تو اسکو ارسال تحریر ناحق تکلیف معہذا

وقت مباحثہ بذات خود اون لوگونکا میرے ساتہہ موجود ہونا اونکے اعتماد پر شہادت کافی ہے میری فتح

اونکی فتح ہوگی اور ایسے ہی آپکے اعوان و انصار کا حال ہوگا تمہاری شکست بعینہ اونکی شکست ہوگی

تحریر دستخطی اون کی ذات کے برابر یا اون سے زیادہ تر قدر و رتبہ ہرگز

نہین رکہتے پس باوجود تحقیق راجح اختیار ادون و مرجوح یعنی چہ اور

اگر آپنے اپنی ذات سے یہی شرط مباحثہ کرلی ہے تو دہلی و امرتسر

وغیرہ مین جو آپنے معاندین و خصمون سے آپ بحث کی اوسوقت بہی مہری

و دستخطی بحضر حاضرین جلسہ سے طلب کئے تہے یا نہین درصورت اوّل اونکو

آپ میرے پاس بہیجدین تاکہ مین بہی اوسی وضع کا محضر بنوا دون ورنہ اوسکی

طلب بحیث بالتخصیص دلیل کجی و بے انصافی ہے۔ **جواب امر ثالث**

انتظام امور مباحثہ ہم نے اسواسطے نہین کیا کہ آپ کی تصانیف مشہورہ و

کتب مطبوعہ ہی کی بابت عند المباحثہ استفسار ہوگا جو آپکو بخوبی معلوم و متیقن ہے

باقی رہے مسائل متنازع فیہا مثل اعتقاد تثلیث و کفارہ وغیرہ ہا جنکی حقیت

پر آپ ایمان لائے ہین وہ بنفسہا متعین ہین اور معلوم طرفین اوسکے تعین

کی بابت بحث کرنا غیر مفید ہے بعد مذاکرہ کتاب ہدایت المسلمین و تحقیق الایمان

اوسکے تعین پر اتفاق طرفین دشوار نہین بشرطیکہ احقاق حق مقصود ہو

آپ ہی کے رائے کے مطابق مسائل مذکورہ مین بحث اور انتظام امور اگر

آپ کو منظور ہوگا ہم قبول کرلینگے اوسکی تقدیم و تاخیر مین گو کچہہ ہم

مطالب حکمیہ اثبات ہیولے وصورت جسمیہ اور مباحث جوہر وعرض وغیرہا
مین آپسے بحث ہمکو مد نظر نہین ہے جو اوسکی تعین واجب ہو اسکے واسطے بقدر
انتشار وحیرانی اور اعلان واظہار حق سے خفا وکتمان محض بمعنی ہے

**جواب امر رابع** اثبات نبوت محمدی کے وقت ہم آپ سے ایک فہرست
صحائف مقدسہ اور انبیاے مسلمہ کی لکھوائینگے اوسوقت صحائف مندرج
بیبل کا الہامی ہونا اور حضرت موسیٰ ویشوع اور حزقیل ویشعیاہ وغیرہم کی نبوت کا
اثبات اوس بنا پر کہ نبوت آنحضرت صلعم سے چہہ سو برس پیشتر سے مقبول
ومسلم ہے آپ کرینگے من بعد باطوار شائستہ ولپسندیدہ اور بدلائل حسنہ
وسنجیدہ قران کا کلام الٰہی ہونا کہ عقیدہ اسلامیہ ہے آپ کے روبرو ہم بہی
بیان کرینگے کہ مخالف وموافق اوسپر داد دین اور روز صورت انصاف
امید قوی ہے کہ آپ بہی اوسکو بہر قبول کرلین تنہائی مین اوسکا بیان فضول
ہے درحالت عزلت اوسپر کچہہ مضرت ومنفعت مرتب نہین ہوگی فقط —
الراقم السید عبد الباری عفی عنہ ۳-مئی ۱۸۷۶ع مطابق ۸ ربیع الثانی
سنہ ۱۲۹۳ ہجری روز چارشنبہ —

اس خط کو بہیجکر چار روز تک مین منتظر جواب رہا اور پادری عماد الدین
کی جانب سے اس عرصہ مین کچہہ بہی پیام نہ آیا تب بمجبوری پادری دین صاحب
کے نام بہینے یہہ خط تاکیدی لکہا +

# خط بنام پادری وین صاحب

زاد عنایتکم

منبع قدر افزاے ارباب تحقیق رتبہ شناس اصحاب تدقیق جناب پادری وین صاحب
عاجز عبد الباری بعد تقدیم تسلیم مع التوقیر ذو التکریم مدعا طراز ہے کہ عرصہ
چار روز کا گزرا کہ مینے ایک تحریر بجواب رقعہ دوم پادری عماد الدین کے آپکی
خدمت مین ارسال کی تھی اوسکے پہونچنے کے وقت آپ نے فرمایا تہا کہ جواب
اسکا کل شام تک ہم بھجوادینگے حسب ارشاد والا اسوقت تک بندہ منتظر جواب
رہا اور کوئی تحریر آپکی جانب سے میرے پاس نہ پہونچی اسولسطے ثانیاً بہت نو
تقاضا آئی اور مثل سابق مجھکو ہی احتیاج عرض مکرر پڑی کہ آپ میری تحریر کا
جواب پادری عماد الدین سے لکھوا کر ارسال فرمایئن تاکہ معلوم ہو کہ اب پادری
صاحب کو مباحثہ سے پہلو تہی کرنیکا کیا سبب ہے اور زبانی تقریر سے مجمع مین
کونسا امر مانع ہے اونہون نے جو چند وجوہ رکیکہ سے مباحثہ بالمشافہہ کا ٹالنا
چاہا اون مین سے ہر ایک کا مینے جواب شافی دیا ہے آپ بھی براہ عنایت
اوسکا ملاحظہ بچشم انصاف فرمالیجیے درصورت نہ آنے جواب کے ناظرین و
سامعین کو یقین کامل ہوجائیگا کہ پادری لوگ اپنے عقائد کے اظہار و اثبات سے
قاصر و عاجز ہین اسیواسطے میدان مناظرہ سے فرار اختیار کرتے ہین یا منشا ء
اسکا قلت بضاعت و کم استعدادی خاص پادری صاحب کی ہے ورنہ جو عقائد
معقول رکہتے ہین تو اوسکو کیون نہین پیش کرتے کہ اوسپر نظر کیجاوے

الراقم السید عبد الباری عفی عنہ مورخہ ۶ مئی ۱۸۷۶ء مطابق یازدھم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۳ ہجری روز شنبہ ۔

اسکا جواب دوسرے روز پادری وین صاحب اور پادری عماد الدین دونوں کی جانب سے میرے پاس آیا ۔

## جواب از پادری وین صاحب و عماد الدین

مولوی عبد الباری صاحب ۔ آپکو معلوم ہووے کہ مباحثہ کرنے کی ہمیں فکر نہ ہمارا ارادہ ہے اور ہم اس سے کچھ فائدہ نہیں دیکھتے دوسرے کام میں مصروف ہیں سابق میں اکثر مباحثہ ہوئے پر اب یہہ طور ترک کیا گیا ہے بہتر ہے کہ جانبین اپنے اپنے خیالات اپنی تصانیف میں ظاہر کریں اور دنیا دیکھے گی باقی رہی دوستانہ ملاقات تو ہم کرنیکو طیار ہیں اگر آپ چاہیں تو پیر کے روز چار بجے یا پانچ بجے آپ تشریف لاویں اور ملاقات کر جائیں ہم حاضر ہیں باقی مباحثہ زبانی بلکہ تحریری کی بھی توقع ہم سے چھوڑ دیجے کیونکہ جانبین کے اکثر خیالات کتب میں ظاہر ہو چکے ہیں اسلئے ہم اور باتوں میں اور اور قسم کے خیالات میں مصروف ہیں فقط زیادہ سلام از طرف پادری وین صاحب و عماد الدین ۔

چونکہ اس مرتبہ پادری وین صاحب اور پادری عماد الدین دونوں کی جانب سے بالاشتراک ہر قسم کے مباحثہ تحریری و تقریری سے انکار صاف ہو گیا ہمنے بھی من بعد قطعاً ترک خطاب و التفات کر دیا ۔ فہم سخن گر نکند مستمع ۔

قوت طبع از سکالم محجوب + لیکن ارباب دین و دیانت اور اصحاب اخبار و خبرت پر
بالتحقیق سے امور مفصلہ ذیل ہویدا و ظاہر ہین اوّل مشن والون نے جو امرت سر سے
پادری عمادالدین کو اپنی گرم بازاری کیواسطے بلایا تہا اور اون کی ذات سے
بالیقین پورا تمام حجت کرنا چاہا جسکا پادری ذین صاحب نے اقرار کیا اور مدت تک
امرتسر مین بہی شہرہ و چرچا رہا پادری عمادالدین کی سرد مہری سے اوسکی کچہہ
اصلاح نہوئی بلکہ اون کے آنے سے اور بہی زیادہ ذلت و بدنامی اور خرابی و
رسوائی عائد حال ہوئی دوم پادری عمادالدین نے اپنے اوّل خط مین لکہا مخالفانہ
بحث اظہار طاقت علمی کے لئے شیطانی کام ہے اور خود ہی اپنے دوسرے
خط مین بنا بر مباحثہ مستعد و آمادہ ہو گئے حتی کہ اوسکے واسطے چند شرائط بہی
لکہہ بہیجے اور یہہ بہی لکہا کہ اونہون نے مباحثہ کے دنگل خاص لوگون سے باندھے
ہین اگر مجمع مین بحث کرنا پادری صاحب کے نزدیک شیطانی کام تہا تو آخر الامر
اونہون نے اوسپر کیون اپنی رضامندی ظاہر کی اور علی ہذا القیاس کسواسطے شیطانی
کام پر خواص سے راضی ہوگئے والا مینے کبہی بغرض اظہار طاقت علمی کے لئے مخالفانہ
بحث پر اون کی طلب و دعوت کی ہتی پادری دین صاحب سے یہی تو کہا تہا کہ بغرض
احقاق حق و ابطال باطل بحث ہونا چاہیے ورنہ وہ کیون شیطانی کام پر راضی و خوش
ہوتے سوم جب کہ پادری صاحب دوسرے خط مین مباحثہ پر آمادہ ہوئے اور اوسکے
چند مقدمات و شرائط بہی لکہے اور ہماری طرف سے بہی اون کا جواب مبسوط

وشافی پہونچا اوسوقت بلا وجہ اور بدون جرح وقدح کے مباحثہ کا ترک کرنا
بلکہ خط کا جواب تک نہ لکھنا عند العقلا صراحتاً دلیل عجز ومغلوبی پادریصاحب ہے
اثبات مدعا سے کیونکہ کسی امر کا خود ہی پیش کرنا اور اوسپر جو واقعی اعتراض
وایراد ہوا اوس سے خاموش و روکش رہنا باوجود قوت و قدرت رد جواب
خلاف داب وبعید از صواب ہے - چہارم پادری صاحب نے اپنی تحریر اخیر مین
یہہ لکہا مباحثہ کرنے کی ہمین نہ فرصت ہے نہ ہمارا ارادہ اگر یہہ بات صحیح ودرست
ہتی تو پادریصاحب نے ناحق میرا حرج اوقات کیا دوسرے خط مین شرایط بحث
لکہکر بہیجے اور دوسرے لوگون کو کیون امیدوار ومنتظر بنایا اور یہہ کسواسطے تحریر فرمایا
صاحب ہماری تو نہایت خوشی ہے کہ ایسے چرچ کے لوگ ہمین ملین کیا فریب ودغا
اور مکر وزور سے دوسرون کا نقصان وزیان از روے انجیل وتوریت
داخل دین وایمان ہے پنجم اتفاق حق کے واسطے دوستانہ ملاقات کرنا جسکا
اظہار واقرار پادری صاحب نے باقتضاے تثلیث اپنے تینون خطون مین کیا ہے
اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ گفتگو سے مباحثہ کے وقت بنظر مصلحت والقاے وقعت
پادریصاحب نے اوسکو اپنا مدار ومحط اسطرح گردانا مناسب ہے کہ میرے اور آپکے
ایک ملاقات ہوجاوے خواہ آپ کے گہر پر یا بندہ کے مکان پر سو مین حاضر ہون
آج شام تک گہر پر ہون آپ آوین یا مجہے بلاوین تو وقت بتلاوین کہ کب آؤن جناب
یہی خط سابق اون کی بعینہ عبارت ہے اور آخر خط مین جب مباحثہ کی بلاؤن کے

پیرسے بنام خدا ٹل گئی اوس ملاقات یہہ حقیقت رہ گئی۔ اگر آپ چاہین تو پیر کے
روز چار بجے یا پانچ بجے آپ تشریف لاوین اور ملاقات کر جائین ہم حاضر ہین
انتہی کہ فقط میری ہی سمت و مشیت اور میری ہی آمد و رفت پر اور وہ بھی بتعین
روز و قید وقت خاص ہوگئی اوسکی ذاتی خوبی و بہبودی اور پادری صاحب کی
مستعدی و تیاری و مستعدی اس مرتبہ کچھہ نرہی یہان سے بھی پادری عماد الدین کا
ضعف و عجز اور اضطراب و انتشار اور گفتگو سے برروے سے بہر وجہ بیچارگی و ناتوانی
اور اختیار فرار ثابت ہے کیونکہ یون مفت مین کسکا سر و کہا اور یہہ کسکا کام ہے
کہ بلا وجہ تن تنہا چلکر پادری صاحب کی خاص چوکہٹ کو سلام کرے ششم پادری صاحب کا
یہہ کہنا کہ ہم اس سے کچھہ فائدہ نہین دیکھتے کلام عجیب و غریب ہے کیونکہ پادریونکو
اوس مباحثہ سے کہ پادری فنڈر اور مولوی رحمت اللہ و وزیر خان ڈاکٹر کے
مابین اکبرآباد مین ہوا تہا بجز ذلت و رسوائی کے کیا فائدہ ہوا جسکے بنا پر اونہون نے
عماد الدین سے عیسائی ہونیکے بعد دہلی و امرتسر وغیرہ مین علماے اسلام کے
ساتھہ پہر مباحثہ کرایا اور خود عماد الدین کو مناظرہ امرتسر سے کیسا اوٹہانیکی
جگہہ باقی رہی تہی کہ دہلی مین بھی معرکہ آرائی کر کے اوسکی تکمیل کی اور علی ہذا القیاس
جانبین کے خیالات بھی بذریعہ کتابون کے بیشتر اون کے عیسائی ہونے سے
ظاہر ہو چکی تھی اسصورت مین اون کی کل تصنیف و تالیف کی محنت و تکلیف بھی ضایع
و برباد ہے ہان بیان اس عذر کا تحریک ابتداے تحریر و تقریر کیوقت البتہ اونکو

اونکو لازم و واجب تہا ورنہ صاف ظاہر ہے کہ خوف شکست و ذلت اور اندیشہ
الاشتہاد مغلوبی و بدنامی کا خیال مباحثہ دہلی و امرتسر کے قیاس پر مانع ہے
گفتگو رہا۔ ہفتم یادری عماد الدین کا قول ہمین مباحثہ کرنے کی فرصت نہین ہم
باتون مین اور اور قسم کے خیالات مین مصروف ہین صریح گریز وحیلہ ہے
کیونکہ اہل علم کے نزدیک تحریر و تقریر اور تصنیف و تالیف سے بہتر و افضل
کام و شغل نہین خصوصاً متعلقان مشن کو بجز فکر ایسے امور کے اونکو اور کوئی دنیوی کار
و خدمت نہین شاید دین صاحب عماد الدین سے گہوڑون کی گہاس چہیلواتے ہونگے
جس سے اونکو فرصت نہوئی ہو لیکن اسصورت مین دوستانہ ملاقات کرنیکو ممانع
تہا جسکی تصریح آخر وقت تک کی گئی ہمیں ہوتا ہے ان کے اس کہنے وزدہ مثل مشہور
دروغ گورا حافظہ نباشد صادق درست ہے الغرض اس تذکرہ سے عماد الدین
اسقدر خوف و ڈر طاری ہوا کہ جب لکہ دینے کو ابتدا مشن کالج مین قیام کیا اولاً
سب لوگون کو یہہ سنا دیا کہ میری تقریر و گفتگو پر کوئی صاحب یہان اعتراض
و کلام نہ کرین جسکو سننا ہو وہ رہے ورنہ چلا جاوے اور ہر گلی و کوچہ اون پر خندہ
و تالی اور کمال بینی ذلت و رسوائی ہوئی آرے ۔ لطف حق با تو مواسا ہا کند +
چونکہ از حد بگذری رسوا کند + الحق مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و
فرعہا فی السماء تاتی اکلہا کل حین و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق
الارض مالہا من قرار **کیفیت ثانیہ** اس مدت کے بعد بحسن اتفاق جب کہ ہماری

حضرت اعلام الاحبار و الاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام ملقب با تمام الادلیہ
فرق المفضلہ تمام ہوگئی اور بعنایت الہی دس جزو تک چھپ بھی چکی تہی کہ
بحکم گورنمنٹ مدرسہ عربی شاہجہانپور ۱۸۸۳ء سے تخفیف و تنزلی مین آیا اور
یہانبلاش روزگار دیگر ادنکا یہ سے مراد آباد کو میرا جانا ہوا اور بسبب ضرورت
چار روز وہان رہنا پڑا اخیر روز ان نو دکہن منشی اندر من صاحب تحفۃ الاسلام
کے پاس بہی مین بذات خود پہونچا کیونکہ وہ بہی سرگروہ مشرکین ہنود اور رکن
رکین معاندین ہنود مین ہیں از ذکر این و آن و چنین چنان اون سے گفتگو
مذہبی شروع ہوئی ابتدا مینے ہی یہہ دعوی کر دیا کہ کل مذاہب کے برعکس ایک
اسلام ایسا دین ہے جسکی کل مسائل و عقائد یقینی و قطعی ہین اور بدلائل و شواہد
عقلی و نقلی مضبوط و قوی اور صورت خلاف اون سے یہہ درخواست کی کہ وہ
مسائل مسلمہ اسلامیہ سے کسی اصل و عقیدہ پر ایراد و اعتراض کرین انکا اوسکا
جواب اونکی طرف سے یہہ ہوا کہ میرے رسائل و کتب مین یہہ بیان ابشرح و بسط ہے
اوسکی تصریح و تفصیل سے ہمت انسانی پست ہے اوسپر مینے کہا کہ آپکی اکثر تصانیف
میری نظر سے گزرین اوسمین ایک بہی بات ایسی قابل التفات نہین والا آپ اندکے از بسیار
برعایت اختصار وہ اعتراض بتین کرین جو بزعم آپکے عقدہ لاحل و عقدہ اصم ہو اسکے
جواب مین کوئی خدشہ و شبہہ بیان نکرسکے اور یہہ کہنے لگے کہ ہر قوم اپنی مسلمات کو ایسا
ہی تصور کرتی ہے اسمین اسلام کی کیا خصوصیت و فوقیت ہے مینے کہا کہ تصور و تصدیق

مین ہمارا کلام نہین بلکہ نفس الامر و واقع کے لحاظ سے یہہ تقریر و گفتگو ہے اور ہون
یہہ ہے کہ اصول اولیہ ہر مذہب کے ماوراے اسلام از قبیل محالات عقلیہ ہے
خدا کے واسطے اثبات جسم وحد کہ عقیدہ یہود ہے اور بزعم نصاری عیاذ باللہ او
صاحب فرزند و جد ہونا اور حضرت عیسی کے قتل کو معاصی بنی آدم کے لئے
یا رام چندر و کرشن کو اوتار خدا ماننا اور تناسخ ارواح کو حق جاننا وغیرہ ذالک
ہنود ہین ایسے ہین کہ کوئی عاقل و ذی ہوش حالت تحقیق کیوقت بشرطیکہ خالی
تقلید و تعصب ہو انکو قبول و تسلیم نکریگا اور نہ کوئی حکیم ذی علم انکا جواز و امکان
بدلیل و برہان ظاہر و بیان کر سکتا ہے چہ جاے تحقیق و ثبوت بخلاف اسلام کے کہ ایسی
ہزلیات سے وہ بالکل مقدس و بری ہے باوجود کثرت مخالفین کہ اوسکے بگاڑنے مین
بالخصوص سب کی کوشش و سعی ہے آجتک اوس سے ایک بھی ایسی بات کسی نے پایہ ثبات
نہ پہنچاے اسکے جواب مین لالہ جی نے کوئی معقول بات نہ کہی اور وہی تقریر غیر مفید
پہر اعادہ کی کہ ہر شخص جو کسی مذہب کا پابند و مطیع ہے اپنے عقائد کی صحت و صداقت
اسیطرح جانتا ہے ورنہ کوئی اثبات حقیت دین بہ خارج از مذہب و مخالف والے
قول سے شہادت نہین گزرانتا اوسوقت جواب مین مینے کہا سبحان اللہ آپکے اس
وادراک کے قربان جایئے کہ سوال از آسمان ہے اور جواب از ریسمان
ماور امین آپ سے پوچھتا ہون کہ وہ مذہب کیسا جسکی راستی و درستی پر اوسکے مخالفین کا
اقرار اور گواہی ہو کہا کہ ایسا کوئی طریقہ نہین مینے کہا کہ بھلا اوسکا حکم ہو لا بیان تو

ان کا جواب جب کچھہ ندیا تو مینے خود ہی یہہ کہدیا کہ وہ مذہب اسلام ہے کہ
لیل کل مذاہب پر اوسکی ترجیح وتفضیل گبن صاحب اور گاڈفری ہگنس
جان دیون پورٹ اور کارلائل صاحب وغیرہم جماعت کثیر نے تمامی بسط
کتابون مین لکھی ہے جب لالہ جی اسپر حیران ہوئے تو یہہ کہنے لگے
مگر تسلیم کرین کہ وہ کتابین درحقیقت اونہین کی تصنیف ہین جایز ہے
مسلمان نے لکھکر اون کیطرف منسوب کردی ہون مینے کہا اس امر کا تصفیہ
کچھہ دشوار نہین، وہ کتابین انگلستان مین چھپین نصاری کے ہاتھہ سے شایع ہوئین
بعض کے مصنفین اوسوقت تک بقید حیات بھی تھے جس سے کسیطرح یہہ گمان
نہین ہوسکتا کہ اہل اسلام سے کسی کا یہہ کام ہے اور اگر ایسا ہی باب احتمال وشک
کہولا جاوے تو ذات شریف سے اسکا ہی اثبات ہرگز ممکن نہوگا کہ مصنف تحفتہ الاسلام
آپ ہین گہبراکر اسپر جلدی سے بولے کہ مین تو اپنے مونہہ سے کہتا ہون کہ وہ کتاب
میری تصنیف ہے مینے کہا کیا خوب تمہاری خلاف بیانی کیا محال ومستبعد ہے
ہوسکتا ہے کہ کسی اور نے اوسکو لکہدیا ہو اور بلا بعد حق تصنیف تمکو بخشدیا ہو جسطرح
گزشتہ کہ کوئی بددین اہل اسلام سے تمہارا ناصر ومعین رہا اسپر اونکو بجز
سکوت ہوا اور بمقتضاے فبہت الذی کفر تا دیر مبہوت رہے پچہہ عرصے بعد
مولوی محمد علی صاحب پر جنہیے بنقل چند مواخذات کئے جنکے جواب الزامی تو اونکو
وہیں مینے دئے اور بغرض تحقیق حقیقت حال مولوی صاحب موصوف کہ مقیم

مرادآباد تھے آکر بیان کردی اونہوں نے مجھکو نسخ منقول عنہا منگوا کر دکھلائی
بارتین جنپر گفتگو تہی نکالکر پیش کین مینے حسب وعدہ اوسی روز دوسرے
لالہ صاحب کے مکان پر پہونچکے اوسکا بیان اردو و التفصیل تقیقی تسطأ فی الکلام
عن المرام۔ خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اسلام کی جملہ مسائل و عقائد ایسے مدلل
اور روشن و واضح ہین کہ مخالفین مصنفین نے بہی اوسکی صحت و راستی پر گواہی
دی اور اعدا و ملاحدہ سے آجتک کوئی قوی ایراد عقلی و نقلی اوسپر نہ ہوا
اسیواسطے مخالفین منکرین کو اوسمین کسیوقت مجال قال و مقال نہین اور عند
المناظرہ اثبات مدعا سے ہمیشہ اون کی زبانین قاصر و لال رہین قبول اسلام سے
درحقیقت اون کو بیجا تقلید و تعصب یا رعایت قومی مذلت و دنیوی عزت و منصب
مانع ہے ورنہ بحکم انصاف کوئی عاقل و خداترس اوس سے اعراض و انحراف نہین
کرسکتا وَمَن یَرغَبُ عَن مِلَّۃِ اِبرَاہِیمَ اِلَّا مَن سَفِہَ نَفسَہٗ

الحمدللہ کہ رسالہ مختصرہ مسمی بہ **دم الاخوین ملقب بفتح المبین علی اعدائے الدین**
نیمہ کتاب اعلام الاخیار و الاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام ملقب بہ اتمام الادلہ
علی فرق المذاہب بتاریخ چہاردہم ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ ہجری از تصنیف
مولانا اقضانا [illegible] **عبدالباری** صاحب ابن جناب فضیلت مآب زبدۃ المتکلمین مولانا السید
سراج احمد النقوی ابن جناب فیض انتساب طریقت پناہ حقیقت دستگاہ خدا آگاہ حضرت آل احمد
خلف الصدق سلالۃ ابناء الفاطمہ السید نظر محمد السہوانی کان اللہ لہم طبع گردید

تمام شد